

بچوں کے لیے

سُنہری مہجرات

<http://t.me/Tehqiqat>

محمد اسمعیل بدایونی

اسلامک ڈیسٹری بیوٹری کراچی

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سنہری معجزات

از

محمد اسمعیل بدایونی گولڈ میڈلسٹ

ایم اے اسلامیات، ایم اے تاریخ اسلام، ایم فل

لیکچرار گورنمنٹ سپیریئر سائنس کالج کراچی

ناشر اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی

03322463260 , 03132798801

Click

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

سنہری معجزات	نام کتاب
محمد اسماعیل بدایونی	تالیف
۱۹۲	صفحات
پروفیسر حامد علی علیسی	نظر ثانی
فرحان احمد	حسن اہتمام
۲۰۱۳	اشاعت
۳۵۰	قیمت
اسلامک ریسرچ سوسائٹی	ناشر

03322463260

Ismail.budauni@gmail.com

اسلامک ریسرچ سوسائٹی کی نئی مطبوعات اور تبصرہ ملاحظہ فرمائیے

<https://www.facebook.com/IslamicResearchSo>

[ciety](https://www.facebook.com/IslamicResearchSociety)

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فہرست

- 7 .1 نبی کریم ﷺ کی نگاہ
- 9 .2 درخت کی فرمانبرداری
- 11 .3 تنے کا رونا
- 13 .4 بھونی ہوئی بکری
- 15 .5 اونٹ کی شکایت
- 17 .6 یعفور گدھا
- 19 .7 ہرنی کی فریاد
- 22 .8 گوہ کی گواہی
- 24 .9 پرندہ بارگاہ رسالت میں
- 26 .10 شیر کی فرمانبرداری
- 27 .11 بی چڑیا کے بچے
- 30 .12 اور قرض ادا ہو گیا
- 32 .13 دعوت
- 36 .14 پاکیزہ پانی
- 38 .15 دودھ کا پیالہ
- 42 .16 پانی

Click

سنہ ۴ - ۴

44	اور بارش ہو گئی	.17
46	ہاتھ تندرست ہو گیا	.18
47	کندھا جڑ گیا	.19
48	آنکھیں روشن ہو گئیں	.20
49	ٹہنی تلوار بن گئی	.21
51	سورج واپس پلٹ گیا	.22
53	غیبت کی سزا	.23
54	فرشتوں کا تلاوت سنا	.24
56	آیت الکرسی کی برکت	.25
60	بوڑھے باپ کی فریاد	.26
63	جنت مل گئی	.27
66	منافقین	.28
70	تعصب	.29
75	ذخیرہ اندوزی کا انجام	.30
77	ثعلبہ کا انجام	.31
83	ماں	.32
87	آسمانی کتابیں	.33
93	بتوں کی رسوائی	.34

Click

سنہ ۱۹۵۲ء - ۵ -

96	اور رومال نہیں جلا	.35
98	چوری کی سزا	.36
100	غیبت اور روزہ	.37
103	معافی	.38
106	خطرناک سازش	.39
111	زندگی	.40
119	قبر کشائی	.41
125	مجوسی کا قبول اسلام	.42
128	چاندو و ٹکڑے ہو گیا	.43
133	آنکھ درست ہو گئی	.44
134	اجنبی زبانوں کے ماہر۔	.45
135	منافقین کا عقیدہ۔	.46
139	مومن کا عقیدہ	.47
152	عجیب الخلق جانور	.48
159	دجال	.49
162	یا جوج ماجوج	.50
167	آخری نبی	.51
178	ختم نبوت کا نفرنس	.52

Click

پروفیسر ڈاکٹر عبدالوہاب سوری

اسٹنٹ پروفیسر شعبہ فلسفہ جامعہ کراچی

محمد اسماعیل بدایونی صاحب کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کا شرف محترم اسماعیل بدایونی صاحب کی وساطت سے راقم الحروف کو میسر آیا۔ فکری، تہذیبی اور تخیلاتی یلغار کے مقابلے میں ہماری صفوں میں بھی بے شمار ادبی شہسوار بھی نشاط اسلامیہ اور تحفظ ملت کی عالمگیری جدوجہد میں ہمارے ہم رکاب ہیں۔

اگرچہ میں موضوع و متن کی صحت اور قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی صحت کو پرکھنے کے لئے مجاز مختار نہیں ہوں اور یہ کام علماء حق کا ہی ہے کہ وہ قرآن و سنت کے حوالے سے لکھی گئی تصانیف کی صحت اور اجماع امت سے اس کی علمی اور روحانی مطابقت کا احاطہ فرمائیں۔ جہاں تک کہ زیر نظر کتب، سنہری کہانیاں، سنہرے قصے، سنہری سیرت حصہ اول، سنہری سیرت حصہ دوم کا تعلق ہے، راقم الحروف کی نظر میں ہمارے مستقبل کے معماروں کے لیے اسلامی تاریخیت میں گندھی ہوئی معرکہ الآراء تصانیف قرار دی جاسکتی ہیں۔ تحریر کا اسلوب نہایت سادہ شستہ اور عام فہم ہے۔ نہ صرف یہ کہ ان کتابوں کے مطالعے سے ہماری اعلیٰ تاریخی تہذیبی اقدار اور ان کے قرآن و سنت سے نامیاتی تعلق کی نشاندہی ہوتی ہے بلکہ پڑھنے والے کی تخیلاتی اور روحانی تسکین کا باعث بنتی ہے۔

صاحب کتب کی ان علمی کدو کاوش کا اجر تو اللہ تعالیٰ ہی عطا کر سکتا ہے لیکن راقم الحروف کی ناچیز رائے میں ہر اہل علم کا یہ فریضہ ہے کہ اسماعیل بدایونی صاحب کے اس علمی سفر میں بحیثیت قاری اپنے چاہنے والوں کو ضرور شریک کریں۔ دعا گو

عبدالوہاب سوری

سنہ ۱۴۲۰ھ - 7 -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نبی کریم ﷺ کی نگاہ

دادی جان! آج ربیع الاول کا چاند نظر آ گیا ہے اور آپ نے کہا تھا ربیع الاول کے مہینے میں آپ ہمیں پیارے نبی ﷺ کے معجزات کے بارے میں بتائیں گی۔ عفت نے دادی جان کو یاد دلاتے ہوئے کہا

ہاں بھئی ضرور! دادی جان نے عفت کو پیار کرتے ہوئے کہا
آج سے عشاء کی نماز کے بعد روزانہ۔

عشاء کی نماز کے بعد سب دادی جان کے کمرے میں جمع ہو چکے تھے۔ فیض، عفت
عارفہ، عالی

سب بچوں نے عشاء کی نماز پڑھ لی؟ دادی جان نے پوچھا
جی دادی جان! سب بچوں نے ایک ساتھ کہا
ہاں بھئی بچو!

Click

سنہ ۸۰۰ جزاۃ - 8 -

یہ اس وقت کی بات ہے جب صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے ایک دن ہمارے پیارے نبی ﷺ نماز میں امامت فرما رہے تھے تو کچھ صحابہ جلدی جلدی رکوع اور سجدے میں چلے جاتے

آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو!

میں تمہارا امام ہوں تم مجھ سے پہلے رکوع اور سجدے میں نہ جایا کرو۔

میں تم کو آگے اور پیچھے دونوں جانب سے دیکھتا ہوں

اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو اتنی طاقت دی ہے کہ ہمارے پیارے نبی

ﷺ آج بھی مدینے سے ہمیں دیکھ رہے ہیں اس لیے ہمیں اچھے اچھے کام کرنا چاہیے

تاکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ ہمارے اچھے کاموں کو دیکھ کر خوش ہوں۔

Click

درخت کی فرمانبرداری

آج عشاء کی نماز کے بعد بچوں نے دادی جان کے کمرے ہی میں ڈیرا ڈال لیا تھا۔ دادی جان آج کون سا واقعہ سنائیں گی؟ عالی نے دادی جان کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا ہاں بھئی بچو!

آج میں تم کو ایک درخت کی فرمانبرداری کا واقعہ سناؤں گی۔ دادی جان نے کہا ایک اعرابی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے میری خواہش ہے کہ میں کوئی ایسا معجزہ دیکھوں جس سے میرے یقین میں اضافہ ہو جائے۔

آپ ﷺ نے اس اعرابی سے پوچھا: تم کس طرح کا معجزہ دیکھنے کے خواہش مند ہو؟ اس اعرابی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ آپ اس سامنے والے درخت کو حکم دیں کہ وہ آپ کے پاس آجائے

آپ ﷺ نے اس اعرابی سے کہا کہ جاؤ اور اس درخت سے کہنا کہ تم کو اللہ کے رسول ﷺ بلا رہے ہیں

وہ اعرابی اس درخت کے پاس چلا گیا اور اس درخت سے کہا:

Click

اے درخت! تم کو اللہ کے رسول ﷺ نے بلایا ہے
آپ ﷺ کا حکم سن کر وہ درخت پہلے دائیں ہلا اور پھر بائیں ہلا پھر آگے جھکا اور پھر
پیچھے جھکا اس کی جڑیں زمین سے نکل گئیں
پھر وہ اپنی جڑوں کو زمین کے ساتھ چیرتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا
اور عرض کرنے لگا:

الصلاة والسلام عليك يا رسول الله

یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے یہی کافی ہے
آپ ﷺ نے اس درخت سے فرمایا: تو اپنی جگہ واپس چلا جا
آپ ﷺ کے حکم کے مطابق وہ درخت واپس اپنی جگہ چلا گیا
یہ معجزہ دیکھنے کے بعد وہ اعرابی کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجیے کہ میں
آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک پاؤں مبارک کو بوسہ دوں
آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی
اس نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا
پھر اس اعرابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجیے میں آپ ﷺ کو سجدہ
کروں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کیا جاسکتا۔
تو دیکھا بچو! درخت بھی اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی بات مانتا ہے اور آپ ﷺ کو
پہچانتا ہے

تنے کارونا

حسب معمول عشاء کی نماز کے بعد چاروں بچے دادی جان کے کمرے میں جمع ہو چکے تھے۔ دادی جان نے پیار سے اپنے پوتے پوتیوں کو دیکھا اور کہا:

آج ہم آپ کو ایک درخت کی محبت کا قصہ سناتے ہیں یہ اس زمانے کی بات ہے جب مسجد نبوی کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی تھی اور منبر ابھی تک نہیں بنا تھا

مسجد نبوی میں کھجور کا ایک خشک تنا تھا آپ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو اس درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے

پھر کچھ عرصے کے بعد صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ ﷺ کے لیے ایک ایسی چیز نہ بنا لیں جو آپ ﷺ کے قد کے برابر ہو؟ آپ ﷺ نے اجازت عطا فرمادی

انہوں نے اجازت پاتے ہی آپ ﷺ کے لیے ایک منبر تیار کر دیا جس کی تین سیڑھیاں تھیں۔

جب منبر تیار ہو گیا تو آپ ﷺ اس منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اس تنے نے رونا شروع کر دیا اور وہ اس طرح رورہا تھا جیسے کوئی بچہ رورہا ہو۔ تمام لوگوں نے اس کے رونے کی آواز سنی

Click

آپ ﷺ اس تنے کے پاس تشریف لے گئے اور اس تنے کو اپنے سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا

آپ ﷺ نے اس درخت کے تنے سے فرمایا:

اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے اسی مقام پر لگا دیتا ہوں جہاں تو پہلے تھا تو پھر اسی طرح سر سبز و شاداب ہو جائے گا اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے جنت میں لگا دیتا ہوں تو جنت کی نہروں اور چشموں سے سیراب ہو اور اللہ کے نیک بندے تیرا پھل کھائیں

اس تنے نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں نے پسند کیا

صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اس تنے نے دنیا و آخرت میں سے کسے قبول کیا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے پسند کیا ہے کہ میں اسے جنت میں لگا دوں

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو یہاں سے نکال کر منبر کے نیچے دفن کر دو

آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری

جان ہے اگر میں اس تنے کو ہاتھ نہ لگاتا تو یہ روز حشر تک فراق رسول ﷺ میں روتا

رہتا

اچھا بچو! اب سونے کی تیاری کرو

کل ہم آپ کو بھونی ہوئی بکری کا حضور ﷺ سے کلام کرنے کا معجزہ سنائیں

گے۔ دادی جان نے سب سے چھوٹی پوتی عفت کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

بھونی ہوئی بکری

بچو! آپ نے اپنا ہوم ورک مکمل کر لیا؟ دادی جان نے پوچھا۔

جی دادی جان! بچوں نے ایک ساتھ جواب دیا

شاباش!

ہاں! تو آج آپ لوگوں کو ”بھونی ہوئی بکری کا حضور ﷺ سے بات کرنا کرنے

والا واقعہ سنانا ہے

جی دادی جان! بچوں نے شوق سے کہا

یہ اس وقت کی بات ہے جب اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ برپا ہوا تھا اور غزوہ بدر میں

مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تھی

آپ ﷺ مشرکین کو واصل جہنم کر کے واپس تشریف لائے ہی تھے کہ ایک یہودی

عورت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے سر پر ایک ہانڈی رکھی ہوئی تھی

جس میں ایک بھونی ہوئی بکری کا سالن تھا۔

اس عورت نے کہا: اے محمد (ﷺ)! تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے

آپ کو فتح نصیب کی اور آپ کو سلامتی عطا فرمائی

Click

میں نے نذرمانی تھی کہ اگر آپ ﷺ بخیریت تشریف لائے تو میں اس بکری کو ذبح کر کے اس کا گوشت پکاؤں گی اور آپ کی خدمت میں پیش کروں گی تاکہ آپ ﷺ اسے تناول فرمائیں

اس یہودی عورت نے اصل میں آپ ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش کی تھی اس نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملا دیا تھا تاکہ جیسے ہی آپ ﷺ اس زہریلے گوشت کو کھائیں تو شہید ہو جائیں

یعنی وہ یہودی عورت ہمارے پیارے نبی ﷺ کو زہر دے کر شہید کرنا چاہتی تھی۔
عالی نے غم و غصہ کی کیفیت میں کہا

ہاں! دادی جان نے کہا

دستر خوان لگا دیا گیا اور سالن کی ہانڈی بھی رکھ دی گئی کہ اس ہانڈی میں بکری کے گوشت نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ مجھے تناول نہیں فرمائیے گا مجھ میں زہر ملایا گیا ہے

یعنی وہ بکری جو ذبح ہو چکی تھی اور پک چکی تھی اس بکری کے گوشت نے کہا؟ فیض نے پوچھا

ہاں! فیض بیٹا! وہی بکری یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا۔ دادی جان نے فیض کو بتایا اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس عورت کی سازش سے محفوظ رکھا اسی طرح کا ایک واقعہ غزوہ خیبر کے موقع پر بھی پیش آیا تھا اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔

اونٹ کی شکایت

دادی جان السلام علیکم! تمام بچوں نے ایک ساتھ کہا

بچو! عشاء کی نماز تم سب نے ادا کر لی ہے؟ دادی جان نے پوچھا

جی دادی جان! عشاء کی نماز کے بعد ہم سب نے درود شریف کی محفل بھی سجائی تھی۔ فیض نے کہا

شاباش بیٹا! ہمیں اپنے پیارے نبی ﷺ پر درود و سلام کے نذرانے بھیجنا چاہیے اس کا ثواب بھی ملتا ہے اور حضور ﷺ سے محبت بھی بڑھتی ہے۔ دادی جان نے سب بچوں کو ستائش بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

اچھا بچو! آج میں تمہیں اونٹ کی شکایت والا واقعہ سناتی ہوں۔ دادی جان نے کہا اونٹ کی شکایت! کیا اونٹ بھی شکایت کرتا ہے؟ عالی نے بھول پن سے پوچھا ہاں بیٹا! اونٹ نے شکایت کی۔

آپ سب بچوں کو تو معلوم ہی ہے کہ پہلے زمانے میں کوئی موٹر، ٹرک وغیرہ تو ہوتے نہیں تھے لوگ اپنا سامان اونٹوں اور گھوڑوں پر لاد کر لے جاتے تھے۔ تو لوگ اپنا سامان لانے اور لے جانے کے لیے اونٹوں اور گھوڑوں کا استعمال کرتے تھے ہاں تو بیٹا میں کیا کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔ اونٹ نے اپنے مالک کی شکایت کی وہ کیسے؟ دادی جان! عفت نے پوچھا

Click

ہوایہ کہ ایک دن آپ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے اس انصاری صحابی کا ایک اُونٹ تھا۔ جب اس اُونٹ نے دیکھا کہ آپ ﷺ آج اس کے مالک کے پاس تشریف لائے ہیں تو خوشی خوشی جھومتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کیونکہ اسے یقین تھا کہ آج تو میری پریشانی دور ہو جائے گی اور آپ ﷺ اس کی مدد فرمادیں گے۔

آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اُونٹ رونے لگا اس کی آنکھوں سے آنسو بھی نکل رہے تھے

اس اُونٹ نے آپ ﷺ سے اپنے مالک کی شکایت کی یا رسول اللہ ﷺ میرا مالک مجھے چارہ کم دیتا ہے اور مجھ سے کام بہت زیادہ لیتا ہے آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس کا مالک کون ہے؟ وہ انصاری آگے بڑھے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ یہ اُونٹ میرا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا تو اس اُونٹ کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس نے تجھے اس کا مالک بنایا ہے؟ یہ اُونٹ میرے پاس شکایت کر رہا ہے کہ تم اس کو کھانا کم دیتے ہو اور کام زیادہ لیتے ہو ہاں تو بچو! دیکھا آپ نے اُونٹ نے بھی جا کر آپ ﷺ سے فریاد کی اور ہمیں واقعہ سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنے پالتو جانوروں کا کتنا خیال رکھنا چاہیے۔ اور ہمیں کل قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس کا جواب دینا ہوگا

یعفور گدھا

پیارے بچو!

خیبر یہودیوں کا مرکز بن چکا تھا۔

یہودی پیغمبر اسلام ﷺ اور مسلمانوں کو ستانے کے لیے وہاں سازشیں کر رہے تھے۔ روزانہ ہی کوئی نہ کوئی خبر ان کی شراستگی کی سنائی دیتی اب بہت ضروری ہو گیا تھا کہ اس فتنے کو ختم کیا جائے اور ان شریر یہودیوں کو سزا دی جائے۔

بس پھر کیا تھا کچھ ہی دنوں میں خیبر کی وادی نعرۃ تکبیر اللہ اکبر اور نعرۃ رسالت یا رسول اللہ ﷺ سے گونج رہی تھی اور مسلمانوں نے خیبر فتح کر لیا۔

جب مسلمانوں نے خیبر فتح کر لیا تو اس وقت ایک گدھا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ ﷺ نے اس گدھے سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟

اس نے اپنا نام بتایا۔

پھر اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے ہماری نسل میں ساٹھ گدھے پیدا کیے اور ان تمام پر انبیاء کرام (علیہم السلام) نے ہی سواری کی مجھے اُمید ہے کہ آپ ﷺ بھی مجھ پر سواری فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کے پاس آنے سے پہلے میرا مالک ایک یہودی تھا۔ میں اسے اپنے اوپر سواری نہیں کرنے دیتا تھا جیسے ہی وہ مجھ پر بیٹھتا میں اسے

Click

سیرۃ مبارکۃ - 18 -

یہودی تھا۔ میں اسے اپنے اوپر سواری نہیں کرنے دیتا تھا جیسے ہی وہ مجھ پر بیٹھتا میں اسے جان بوجھ کر گرا دیتا تھا۔ اس وجہ سے وہ یہودی مجھے اکثر بھوکا رکھتا اور مجھے مارتا بھی بہت تھا لیکن میں نے اس کو اپنے اوپر سواری نہیں کرنے دی۔

حضور ﷺ نے اس کا نام یعفور رکھا۔

جب آپ ﷺ کسی کو یاد فرماتے تو اس گدھے کو اس شخص کے دروازے پر بھیجتے۔

یعفور اس شخص کے دروازے پر جاتا اور اپنے سر سے دروازے پر دستک دیتا۔

جب وہ شخص دروازے پر آتا تو یعفور سر کے اشارے سے کہتا کہ حضور ﷺ یاد فرما

رہے ہیں لوگ بھی سمجھ جاتے تھے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔

جب ہمارے پیارے نبی ﷺ اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو یعفور ایک اندھے کنوئیں کی

طرف چلا گیا اور اسے آپ ﷺ کی جدائی کا غم اور فراق اس قدر تھا کہ اس نے خود کو

اندھے کنوئیں میں گرا دیا۔

کل میں آپ کو ہرنی کی فریاد والا واقعہ سناؤں گی۔

ہرنی کی فریاد! فیض نے کہا۔

ہاں بیٹا ہرنی کی فریاد! اب جاؤ اور آرام کرو۔

ہرنی کی فریاد

السلام علیکم دادی جان! بچوں نے سلام کیا۔

وعلیکم السلام! دادی جان نے جواب دیا۔

ہاں بھئی بچو! کیا ہو رہا ہے؟

دادی جان ربیع الاول ہے نا تو ہم لوگ گھر کو سجا رہے ہیں اپنے پیارے نبی ﷺ کی ولادت کی خوشی میں۔ بچوں نے جوش مسرت سے کہا۔

ہاں بھئی یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ دادی جان نے ان کی حوصلہ افزائی کی

دادی جان! آپ نے کہا تھا آج ہرنی کی فریاد والا واقعہ سنائیں گی۔ عفت نے کہا۔

ہاں بھئی ہاں! بالکل آج ہم ہرنی کی فریاد والا واقعہ سنائیں گے۔

ایک جنگل میں ایک ہرنی اپنے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ رہا کرتی تھی۔

ہرنی اپنے بچوں کا خیال رکھتی انہیں دودھ پلاتی اور ان کے ساتھ کھیلتی بھی تھی لیکن یہ

بچے ابھی کافی چھوٹے تھے کہیں آجا بھی نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ جنگل میں شیر،

چیتا، گینڈا اور دیگر درندے ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو نقصان پہنچا سکتے تھے لہذا یہ گھر

ہی میں رہتے تھے۔

جیسے بابا اور ماما مجھے باہر نہیں جانے دیتے کہ کوئی پکڑ کر لے جائے گا۔ عالی نے

معصومیت پوچھا۔

اور عالی کی بات سن کر سب ہنس پڑے۔ سب کو ہنسا دیکھ کر عالی جھینپ گیا۔

Click

وادی جان نے عالی کو پیار کرتے ہوئے کہا: ہاں! بالکل ایسے ہی جیسے تمہارے بابا اور
مما تم کو باہر نہیں جانے دیتے ساری ضرورتیں تمہاری خود پوری کرتے ہیں ایسے ہی
ہر نی بھی اپنے بچوں کو باہر نہیں نکلنے دیتی تھی اور ان کی ساری ضرورتیں خود پوری کرتی
تھی ایک دن ہر نی چارے کی تلاش میں اپنے گھر سے نکلی ابھی تھوڑی دور ہی گئی تھی کہ
ایک شکاری نے ہر نی کو پکڑ لیا اور اسے رسی سے باندھ دیا۔

اب تو ہر نی بڑی پریشان ہوئی اور اپنے بچوں کا سوچ سوچ کر اسے رونا آ رہا تھا کہ اس کے
بعد اس کے بچوں کا کیا ہوگا ابھی تو وہ اتنے چھوٹے ہیں کہ خود سے گھاس اور پتے کچھ بھی
نہیں کھا سکتے۔

ہر نی بہت پریشان ہو رہی تھی کرے تو کیا کرے؟

کون اس کی مدد کو آئے گا یہاں؟ سوچ سوچ کر ہر نی کی پریشانی اور بڑھ رہی تھی۔

اچانک اس کو ہمارے پیارے نبی ﷺ نظر آئے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ وہاں سے گزر رہے تھے ہر نی کو یقین تھا اب اس کی مشکل
دور ہو جائے گی۔

اس ہر نی نے آپ ﷺ پر سلام بھیجا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میری مدد
فرمائیے۔

میرے دو چھوٹے چھوٹے بچے اس جنگل میں ہیں، آپ ﷺ مجھے کھول دیجیے میں وعدہ
کرتی ہوں کہ ان کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔

آپ ﷺ نے اس ہرنی سے پوچھا کہ اگر میں تمہیں کھول دوں تو کیا دودھ پلا کر واپس آ جاؤ گی؟

ہرنی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں وعدہ کرتی ہوں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی اور وعدہ خلافی کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اس ہرنی کی رسی کھول دی وہ دوڑتی ہوئی اپنے بچوں کے پاس گئی اپنے بچوں کو پیار کیا ان کو دودھ پلایا اور اپنے وعدے کے مطابق واپس حضور ﷺ کے پاس پہنچ گئی۔

آپ ﷺ نے اس ہرنی کو ویسے ہی باندھ دیا اتنے میں وہ شکاری بھی آ گیا آپ ﷺ نے اس شکاری سے کہا: کیا تم اس ہرنی کو مجھے بیچو گے؟ اس شکاری نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ یہ ہرنی آپ ہی کی نذر ہے۔ آپ ﷺ نے اس شکاری سے ہرنی لے کر اس کو آزاد کر دیا۔ اور وہ ہرنی بھاگتی جا رہی تھی اور کہتی جا رہی تھی

اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد رسول اللہ

گوہ کی گواہی

ایک دفعہ کا ذکر ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور لوگوں کو اچھی اچھی باتیں بتا رہے تھے۔ ایک کافر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے ایک گوہ پکڑ رکھی تھی۔

اس کافر نے کہا: مجھے اپنے بتوں کی قسم! میں اس وقت تک آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی نہ دے۔
ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اس گوہ سے کہا:
اے گوہ!

گوہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے گوہ تو کس کی عبادت کرتی ہے؟

گوہ نے کہا: میں اس کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمانوں میں جس کی سلطنت زمین پر ہے جس کا راستہ سمندر میں ہے جنت میں اس کی رحمت ہے اور آگ میں جس کا عذاب ہے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: اچھا بتاؤ میں کون ہوں؟

گوہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں میں سب سے
آخر ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا
جس نے آپ ﷺ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ
نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔

اُس کافر نے بڑی حیرانی سے یہ معجزہ دیکھا اور کہنے لگا
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول
ہیں۔

اللہ کی قسم! آپ ﷺ مجھے میری جان اور میری اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں اور میں
دل و جان سے آپ پر ایمان لایا ہوں، میں آپ کا غلام ہوں میرے ظاہر کے بھی آپ
مالک ہیں اور میرے باطن کے بھی مالک آپ ہیں۔۔

پرندہ بارگاہ رسالت میں

دادی جان! دادی جان! آج معلوم ہے کیا ہوا؟ عالی نے جلدی جلدی کہا
ہاں بھی کیا ہوا عالی! دادی جان نے عالی سے پوچھا
دادی جان آج جب میں نے اپنے جوتے میں پاؤں ڈالا تو مجھے لگا کہ جوتے کے اندر لال
بیگ ہے میں نے پاؤں فوراً ہی باہر نکال لیا
جیسے ہی میں نے پاؤں باہر نکالا اندر سے دو لال بیگ نکلے۔ عالی نے کہا
بیٹا آپ کو جوتے جھاڑ کر پہننا چاہیے تھے نا! دادی جان نے پیار سے سرزنش کی
آج میں تم کو ایک پرندے کا قصہ سناتی ہوں
ایک دفعہ کا ذکر ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ نے نعلین مبارک منگوائیں ابھی ایک
نعل مبارک پہنی تھی کہ اچانک فضا سے ایک پرندہ نمودار ہوا اس نے آپ کی دوسری
نعل مبارک کو ہوا میں لے جا کر اٹا کیا تو اس میں سے ایک سانپ نکل کر گر پڑا۔
اس عزت افزائی کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:
یہی وہ عزت و تکریم ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا ہے۔
اور اپنی اُمت کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

Click

جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ وہ جھاڑنے سے پہلے اپنے جوتے نہ پہنے۔

تو بچو! تم جب بھی کپڑے، جوتے پہننا نہیں جھاڑ لیا کرو، ہو سکتا ہے کہ عالی کے جوتوں کی طرح اُس میں کوئی کیڑا مکوڑا گھس جائے اور تم جب جوتے میں پاؤں ڈالو تو وہ تم کو کاٹ لے۔

دادی جان! آپ کتنی اچھی ہیں نا! ہمیں اتنے اچھے اچھے واقعات سناتی ہیں۔
اچھا دادی جان وہ شیر والا واقعہ بھی سنائیے نا! عالی نے خوشامد کرتے ہوئے کہا۔

<http://t.me/Tehqiqat>

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شیر کی فرمانبرداری

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے صحابی ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا سمندر میں ایک کشتی میں سوار کہیں جا رہے تھے راستے میں یہ کشتی کسی وجہ سے ٹوٹ گئی۔

سب لوگ اپنی جان بچانے کے لیے ہاتھ پیر مارنے لگے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ بھی ایک تختہ آگیا آپ اس تختے کے ساتھ تیرتے تیرتے کنارے تک آ گئے۔

لیکن وہ تو ایک جنگل تھا جیسے ہی آپ اس جنگل میں داخل ہوئے سامنے ہی ایک شیر کھڑا ہوا تھا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا نے جب شیر کو دیکھا تو شیر سے کہا:

اے جنگل کے بادشاہ! میں حضور ﷺ کا خادم ہوں میرا نام سفینہ ہے

شیر نے جب یہ سنا ہے کہ یہ حضور ﷺ کے خادم ہیں تو دم ہلاتا ہوا آپ کے برابر میں آکر کھڑا ہو گیا حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ پھر وہ میرے ساتھ چلتا رہا اور اس نے

میری آبادی کی طرف رہنمائی کی پھر جنگل کی طرف واپس میں چلا گیا۔

اب آپ لوگ سو جاؤ کل ایک نیا واقعہ سناؤں گی دادی جان نے عالی کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

بی چڑیا کے بچے

دادی جان! السلام علیکم۔

وعلیکم السلام! دادی جان نے سلام کا جواب دیا۔

دادی جان آپ کو معلوم ہے آج فیض بھائی اور عالی نے کیا کیا؟ عفت نے شکایت کرتے ہوئے کہا۔

کیا کیا ہے فیض اور عالی نے! دادی جان نے اپنی عینک کو ذرا نیچے کرتے ہوئے پوچھا۔
دادی جان! مچان پر جو چڑیا نے گھونسلہ بنایا تھا اس میں چڑیا کے بچے تھے فیض اور عالی نے ان بچوں کو گھونسلہ میں سے نکال لیا۔ عارفہ نے بتایا۔

ارے بیٹا! یہ کیا کیا آپ لوگوں نے چڑیا اور اس کے بچوں کو تکلیف پہنچائی!
جاؤ فوراً چڑیا کے بچوں کو ان کے گھونسلے میں رکھو پھر میں تم کو ایک چڑیا کی کہانی سناؤں گی۔ دادی جان نے کہا۔

فیض اور عالی نے دیکھا کے چڑیا گھونسلے میں اپنے بچوں کو نہ پا کر بہت بے چین ادھر سے ادھر اڑ رہی تھی۔

فیض اور عالی نے چڑیا کے بچوں کو واپس گھونسلے میں رکھ دیا۔

چڑیا نے جب اپنے بچوں کو دیکھا تو وہ بہت خوش ہوئی اور اپنے بچوں کو پیار کرنے لگی۔

Click

سنہ ۲۰۱۱ء - 28 -

دادی جان! چڑیا کے بچوں کو ہم نے اُس کے گھونسلے میں رکھ دیا۔ عالی نے کہا۔
شاباش بیٹا! جانوروں اور پرندوں کو نقصان نہیں دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے
ڈرنا چاہیے۔

دادی جان! آپ کہہ رہی تھیں کہ ایک چڑیا کی کہانی سنائیں گی۔ عارفہ نے کہانی سننے
کے شوق میں بے چینی سے کہا
ہاں بیٹا! بہت پرانی بات ہے ایک جنگل میں ایک چڑیا اپنے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کے
ساتھ رہا کرتی تھی

ایک دن بی چڑیا نے اپنے بچوں کو نہلا یا دھلا یا گھونسلے کی صفائی کی
پھر اپنے بچوں سے کہا دیکھو شرارت بالکل نہیں کرنا میں تمہارے لیے دوپہر کا کھانا لے
کر آتی ہوں۔

بی چڑیا ذرا ہی دور گئی ہوگی کہ اُن کے بچوں نے شرارت شروع کر دی۔
اتفاق یہ کہ وہاں سے ایک قافلہ گزر رہا تھا اُس قافلہ میں ایک چھوٹا سا بچہ بھی تھا جب
اُس بچے نے چڑیا کے بچوں کو دیکھا تو فوراً ہی اُنہیں پکڑ لیا۔
بی چڑیا قریب ہی سے یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ اپنے بچوں کو یوں قید کیا جانا بی چڑیا کے
لیے بڑا ہی تکلیف دہ تھا۔

بی چڑیا بڑی پریشان ہوئی۔

اب تو بی چڑیا کبھی ادھر پھڑ پھڑائے کبھی ادھر۔

میری کون مدد کرے گا؟ بی چڑیا پریشانی کے عالم میں سوچ رہی تھی۔

Click

اچانک ہی بی بی چڑیا نے دیکھا ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ قریب ہی تشریف فرما ہیں
بی بی چڑیا فوراً ہی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کے
بعد کہنے لگی۔

یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے ایک کمن صحابی نے میرے دو چھوٹے چھوٹے
بچوں کو قید کر لیا ہے۔ آپ ﷺ میری مدد فرمائیں۔

آپ ﷺ نے اس چڑیا کی فریاد سنی اور صحابہ کرام سے پوچھا کہ اس چڑیا کے بچوں کو
کس نے تکلیف دی ہے؟

ایک کمن صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے ہی اس کے بچوں کو پکڑا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس چڑیا کے بچوں کو واپس اس کے گھونسلے میں رکھ دو۔

وہ کمن صحابی وہاں سے اٹھے اور چڑیا کے بچوں کو واپس گھونسلے میں رکھ دیا۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے جانوروں اور پرندوں کو بھی تکلیف دینے سے منع کیا ہے

دادی جان! میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ کسی پرندے اور جانور کو تکلیف نہیں پہنچاؤں

گا۔ عالی نے کہا۔

اور میں بھی، فیض نے ندامت سے کہا

شباباش بچو!

اور قرض ادا ہو گیا

السلام علیکم دادی جان! تمام بچوں نے ایک ساتھ سلام کیا۔
وعلیکم السلام! دادی جان نے جواب دیا۔

ہاں بھئی بچو! آج میں تمہیں ایک عجیب واقعہ سناتی ہوں حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہمارے
پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد غزوہ احد میں
شہید ہو گئے تھے اور ان پر بہت زیادہ قرض بھی تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی چھ بہنوں کے ساتھ رہا کرتے تھے ان کی کفالت کی ذمہ داری
بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر تھی۔

اچھا پھر دادی جان! حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی گزر بسر کیسے ہوتی تھی؟ عفت نے پوچھا
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا کھجوروں کا ایک باغ تھا اسی سے ان کی گزر بسر ہوتی تھی اب اس
سال جو کھجوروں کے پکنے کا وقت آیا تو تمام قرض خواہ جمع ہو گئے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ
سے کہنے لگے تمہارے والد نے ہم سے قرض لیا تھا وہ قرض واپس کرو۔

حضرت جابر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مدد کے لیے حاضر ہوئے اور فرمایا:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری مدد فرمائیے آپ کے علم میں ہے کہ میرے والد غزوہ احد میں
شہید ہو گئے تھے ان پر بہت زیادہ قرض تھا اور آج سارے قرض خواہ جمع ہو گئے ہیں۔

قرض لینے کے لیے اس لیے آپ ﷺ میرے ساتھ میرے باغ میں تشریف لے چلیں تاکہ قرض خواہ آپ ﷺ کو دیکھ کر مجھ پر سختی نہ کریں۔

آپ ﷺ نے حضرت جابر سے فرمایا:

اے جابر! اپنے باغ میں جاؤ اور باغ کی ساری کھجوریں جمع کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں واپس آئے اور کھجوریں جمع کرنا شروع کر دیں اور ایک طرف ڈھیر لگا دیا۔

کچھ ہی دیر میں آپ ﷺ بھی حضرت جابر کے باغ میں تشریف لے آئے اور تین چکر کھجوروں کے ڈھیر کے ارد گرد لگائے پھر آپ ﷺ اس ڈھیر کے پاس تشریف فرما ہو گئے۔

آپ ﷺ نے حضرت جابر سے فرمایا:

اے جابر! اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے قرض خواہوں کو بلایا اور ان کے قرضے کے مطابق کھجوریں دینا شروع کر دیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ بس آج سارا قرض کسی طرح ادا ہو جائے خواہ وہ اپنے گھر اپنی بہنوں کے لیے ایک کھجور بھی نہ لے جاسکیں۔

خیر قرض خواہ آتے رہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ قرض کے مطابق کھجوریں دیتے رہے یہاں تک کہ سارا قرض ادا ہو گیا لیکن جب انہوں نے کھجور کے ڈھیر پر نگاہ کی تو دیکھا کہ کھجور کا ڈھیر ویسے کا ویسا ہی ہے ان میں ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔

دعوت

السلام علیکم وادی جان سب بچوں نے دادی جان کو سلام کیا۔
و علیکم السلام وادی جان نے جواب دیا۔

دادی جان! آج کوئی اچھا سا واقعہ سنائیے۔ عالی نے کہا۔

بیٹا واقعات تو سارے ہی اچھے ہوتے ہیں آج ہم آپ کو ایک حیرت انگیز واقعہ سناتے
ہیں۔

بچو! آپ کو یہ تو معلوم ہے کہ ایک دفعہ مشرکین، یہودی اور سارے کافروں نے مل
کر مدینے کی اسلامی ریاست پر حملہ کر دیا تھا

پھر آپ ﷺ نے ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا تاکہ جنگ کی حکمت عملی تیار کی جاسکے
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا سب نے اس مشورے کو

پسند کیا اور پھر مسلمانوں نے مدینے کے ارد گرد خندق کھودنا شروع کر دی۔

جی دادی جان! ہم نے یہ واقعہ ”سنہری سیرت“ میں پڑھا ہے۔ فیض نے بتایا

اچھا بھی شاباش! تم تو کتابیں بھی پڑھتے ہو ماشاء اللہ

جی دادی جان! مطالعہ کرنے سے شعور آتا ہے اور معلومات بھی ہوتی ہے۔ فیض نے فخر

سے بتایا

اچھا تو پھر کیا کہہ رہی تھی میں؟ دادی جان نے یاد کرتے ہوئے پوچھا

ہاں تو صحابہ کرام خندق میں کھود رہے تھے اور خود رسول اللہ ﷺ بھی خندق کی کھدائی میں حصہ لے رہے تھے۔ صحابہ کرام اور خود نبی کریم ﷺ کئی دن کے فاقے سے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے پیارے صحابی تھے۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے کئی دن سے کچھ نہیں کھایا ہے تو آپ کو بڑی تکلیف ہوئی فوراً ہی واپس گھر تشریف لائے اور اپنی بیوی سے کہا:

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا ہے میں چاہتا ہوں کہ اپنے آقا ﷺ کو اپنے گھر بلا کر لاؤں اور آپ ﷺ کی دعوت کروں؛ کیا تمہارے پاس کچھ اناج وغیرہ ہے تاکہ ہم حضور ﷺ کی ضیافت کر سکیں؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے کہا کہ میرے پاس کچھ جو ہیں اور بکری کا ایک بچہ ہے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم یہ بکری کا بچہ ذبح کر کے سالن بنا لیتے ہیں اور تم جو پیس کر آنا بنا لو اور پھر آٹے کی روٹیاں بنا لینا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور ان کی بیوی نے سالن پکایا اور آٹا گوندھ کر رکھ لیا اب سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کو دعوت دینے کے لیے جانے لگے تو ان کی بیوی نے کہا:

سنئے! آپ مجھے حضور ﷺ کے اصحاب کے سامنے شرمندہ نہ کیجیے گا۔

یعنی سب لوگوں کو دعوت نہیں دے دیجیے گا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیوی کی بات سنی اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آج آپ ﷺ کی ہمارے گھر دعوت ہے
آپ ﷺ اپنے ایک یاد و صحابہ کے ہمراہ ہمارے گھر پر تشریف لائیں۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ جانتے تھے کہ صحابہ کرام بھی کئی روز سے فاقہ سے ہیں یہ
کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ ﷺ تو کھانا کھالیں اور آپ کے صحابہ کرام بھوکے رہ جائیں
آپ ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ تمام اہل خندق کی جابر کے گھر دعوت ہے سب لوگ
جابر کے گھر چلیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے تمام صحابہ کرام کو دعوت دے دی ہے
آپ واپس گھر تشریف لائے اور اپنی بیوی سے کہا کہ حضور ﷺ تمام مہاجرین و
انصار کے ہمراہ تشریف لارہے ہیں۔ کھانا کم ہے اور لوگ بہت زیادہ ہیں آج تو بہت
ندامت ہوگی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے حضرت جابر سے پوچھا: آپ نے حضور ﷺ کو کھانے
کے بارے میں بتا دیا تھا؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! میں نے بتا دیا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی کہنے لگیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ حضرت جابر کے گھر تشریف لے آئے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے گندھا
ہوا آٹا آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا آپ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن اس میں ڈال دیا
اور برکت کی دعا کی۔ پھر پیارے نبی ﷺ سالن کی ہنڈیا کی طرف تشریف لے گئے
اس ہنڈیا میں بھی اپنا لعابِ دہن ڈال دیا اور برکت کی دعا کی۔

پھر آپ ﷺ نے حضرت جابر سے فرمایا: روٹی پکانے والیوں کو بلو الو تا کہ وہ تمہاری بیوی کے ساتھ مل کر روٹی پکالیں۔

آپ ﷺ نے حضرت جابر کی اہلیہ سے فرمایا: تم سالن کی ہنڈیا کو آگ کے اوپر ہی رہنے دو اور اس سے سالن نکالتی رہو۔

دادی جان! جو صحابہ کرام حضور ﷺ کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے تھے ان کی تعداد کتنی تھی؟ عارفہ نے پوچھا۔

ہاں بچوں ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔

دس دس صحابہ کرام تشریف لاتے رہے اور پیٹ بھر کر کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا۔

جب سب نے کھانا کھالیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! خود بھی کھاؤ اور اپنے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو بھی بانٹو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رشتہ داروں میں بھی تقسیم کیا اور پڑوسیوں کو بھی بانٹا لیکن ہنڈیا اسی طرح بھری رہی اور آٹا بھی ختم نہیں ہوا پھر جب حضور ﷺ تشریف لے آئے تو کھانا ختم ہوا۔

دیکھا بچو! آپ نے یہ آپ ﷺ کے لعابِ دہن کی برکت تھی۔

آؤ اب ایک اور سچا واقعہ سناؤں۔

پاکیزہ پانی

گئے دنوں کی بات ہے دوس قبیلے میں اُم شریک نام کی ایک خاتون رہا کرتی تھیں۔ اُم شریک نے اسلام قبول کر لیا تھا اور ان کی بڑی خواہش تھی کہ وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ اس خواہش کی تکمیل کے لیے وہ اس جستجو میں تھیں کہ کوئی شخص ایسا مل جائے جو انہیں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لے جائے۔

ایک یہودی انہیں ملا اُس نے کہا: میں تمہیں بارگاہ رسالت میں لے جاتا ہوں اُم شریک نے کہا کہ تھوڑی دیر رک جاؤ میں اپنے مشکیزے میں پانی بھریں یہودی نے اُم شریک سے کہا اس کی ضرورت نہیں میرے پاس کافی پانی ہے۔ اُم شریک اس یہودی کے ساتھ روانہ ہو گئیں یہودی کے ساتھ یہودی کی بیوی بھی تھی سارا دن سفر کرنے کے بعد جب شام ہونے لگی تو یہ سواریوں سے اتر آئے یہودی نے اپنا دسترخوان بچھایا اور اُم شریک سے کہا اے اُم شریک! آؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔

اُم شریک نے اُس یہودی سے کہا کہ پہلے مجھے پانی پلاؤ مجھے بہت زور کی پیاس لگ رہی ہے جب تک میں پانی نہیں پی لوں میں کچھ کھا نہیں سکتی۔ یہودی نے کہا کہ میں تمہیں ایک قطرہ بھی پانی نہیں دوں گا جب تک تم یہودیت اختیار نہیں کر لو۔

اُمّ شریک نے کہا میں ہر گز ہر گز یہودیت اختیار نہیں کروں گی پھر اُمّ شریک اپنے اُونٹ کے پاس آئیں اس کے گٹھنے کو باندھا اور اس کے ساتھ ٹیک لگا کر سو گئیں۔

خود اُمّ شریک فرماتی ہیں کہ جب میری آنکھ کھلی تو مجھے ٹھنڈک سی محسوس ہوئی کوئی سرد چیز میری پیشانی پر گر رہی تھی۔ جب میں نے سر اٹھایا کہ دیکھوں تو یہ کیا چیز میری پیشانی پر گر رہی ہے؟

میں نے سر اٹھایا تو وہ پانی تھا جو دودھ سے زیادہ سفید تھا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا میں نے اسے خوب پیا پھر میں نے اس پانی سے اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا۔ پھر وہ پانی میری آنکھوں کے سامنے آسمان کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ آسمان میں چھپ گیا۔

صبح کے وقت یہودی نے اُمّ شریک کو آواز دی۔

اُمّ شریک نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اللہ تعالیٰ نے پانی پلا دیا ہے یہودی نے کہا کہ کیا تم پر آسمان سے پانی نازل ہوا ہے؟

اُمّ شریک نے فرمایا ہاں مجھ پر میرے رب نے آسمان سے پانی نازل کیا ہے اور پھر وہ پانی میری آنکھوں کے سامنے واپس آسمان میں چلا گیا۔

پھر اُمّ شریک بارگاہ رسالت میں حاضری کے لیے دوبارہ روانہ ہو گئیں اور بارگاہ رسالت میں پہنچ کر اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کی شادی حضرت زید کے ساتھ کر دی۔

دودھ کا پیالہ

السلام علیکم دادی جان! بچوں نے دادی جان کو سلام کیا۔
وعلیکم السلام! ہاں بھئی بچو! تم لوگوں نے دودھ پی لیا یا نہیں؟
جی دادی جان! میں نے اور فیض بھائی نے تو پی لیا اور باجی اور آپ نے بھی شاید پی لیا ہو
گا۔ عالی نے کہا۔

اچھا بھئی بچو! آج میں تمہیں دودھ کے پیالے والا واقعہ سناتی ہوں۔
جی دادی جان! تمام بچے دادی جان کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولے۔
ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بہت بھوک لگ رہی تھی اور کھانے کو کچھ بھی نہیں
تھا بھوک کی شدت سے تنگ آکر آپ نے پیٹ پر ایک پتھر باندھ لیا۔
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزر رہے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے
قرآن کی ایک آیت کے بارے میں کچھ پوچھا۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سوال اس لیے کیا تھا کہ اپنی حالت زار کی طرف متوجہ کر
سکیں لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس طرف توجہ نہیں کی۔
کچھ ہی دیر کے بعد ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزرا اس طرف سے ہوا۔

آپ ﷺ تو دلوں کے حال سے واقف ہیں اور ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ اُن کے قریب ہیں۔

آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور سمجھ گئے پھر حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا:

اے ابو ہریرہ!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی لیک یا رسول اللہ ﷺ!

آپ ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ آؤ!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔

حضور ﷺ کا شانہ اقدس میں داخل ہو گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ ﷺ نے انہیں اندر آنے کی

اجازت دے دی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا شانہ اقدس میں داخل ہو گئے

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ایک پیالہ دیکھا جو دودھ سے بھرا ہوا تھا۔

آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ سے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟

اہل خانہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ فلاں شخص نے آپ ﷺ کے لیے تحفہ

بھیجا ہے۔

آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا:

اے ابو ہریرہ!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: لَبِیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا کر لاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے ان کے پاس مال دولت تھی نہ بال بچے تھے جب بھی کوئی صدقہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اہل صفہ کے پاس بھیج دیتے تھے اور خود تناول نہ فرماتے تھے۔

اور جب کوئی ہدیہ یا نذر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتا تو اس کو قبول فرمالتے خود بھی نوش فرماتے اور اہل صفہ کو بھی عطا کرتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اہل صفہ کو بلانے چلے گئے مگر دل ہی دل میں سوچنے لگے اتنا سا دودھ اہل صفہ کو کیسے پورا ہوگا؟ میں ہی اس دودھ کو پی لوں تو سیر ہو جاؤں۔

لیکن پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف تو وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تمام اہل صفہ سے کہا کہ آپ سب کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔

تمام اہل صفہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے تو پیارے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) حکم دیا کہ دودھ کا پیالہ اہل صفہ کو پیش کروں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو سوچ رہے تھے کہ دودھ کا پیالہ انہیں ملے گا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر جان بھی قربان۔

حضرت ابو ہریرہ نے دودھ کا پیالہ اہل صفہ میں شامل ہر فرد کو پیش کیا اور ہر شخص نے جی بھر کر دودھ پیا۔

جب تمام لوگوں نے دودھ پی لیا تو میں نے وہ پیالہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ!

حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا: لے لے یا رسول اللہ ﷺ!

آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا۔

آپ ﷺ فرماتے رہے اور پیو اور پیو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پیتے رہے یہاں تک

کہ اب ان سے بالکل نہیں پیا جاتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دودھ کا پیالہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ

کر بقیہ دودھ نوش فرمایا۔

جو دودھ صرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے کافی ہو سکتا تھا حضور ﷺ کی برکت سے ستر

صحابہ کو کافی ہو گیا۔

پانی

دادی جان السلام علیکم! بچوں نے حسب معمول ایک ساتھ کہا۔
وعلیکم السلام بچو!

فیض اور عالی آپ دونوں پانی کیوں ضائع کر رہے تھے؟ بری بات ہے پانی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اسے ضائع کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ دادی جان نے سرزنش کرتے ہوئے کہا۔

شام کے وقت فیض اور عالی دونوں پانی والی پستول سے کھیل ہی کھیل میں پانی کو ضائع کر رہے تھے۔

بیٹا! ایسے کھیل کھیلا کرو جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ضائع نہ ہوں دادی جان نے سمجھاتے ہوئے کہا۔ آؤ آج تمہیں پانی کی اہمیت کے حوالے سے ایک اہم واقعہ سناتی ہوں۔

گئے دنوں کی بات ہے بہت سارے مسلمان اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے ساتھ کافروں سے جنگ لڑنے کے لیے جا رہے تھے۔ سفر کے لیے جو پانی ان مجاہدوں نے رکھا تھا وہ ختم ہو گیا۔ اب تو سب لوگ بڑے پریشان ہوئے۔ بہت بڑی مشکل سر پر آگئی تھی، گھوڑے اُونٹ کیا پیئیں گے اور اتنی بڑی فوج کے لیے پانی کا انتظام کہاں سے ہوگا؟ بہت بڑی پریشانی کا سامنا تھا مسلمان اب اس مشکل میں کریں تو کیا کریں؟ کس سے

مشکل کشائی چاہیں؟ کون مدد کرے گا؟ سب لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے؟ پانی سب ہی لوگوں کے پاس ختم ہو چکا تھا۔

سب لوگ اللہ کے نبی ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ! پانی ختم ہو گیا ہے بڑی مشکل آن پڑی ہے۔ آپ ﷺ ہماری مشکل کو حل فرما دیجیے ورنہ لوگ، گھوڑے، اونٹ اور دیگر مویشی پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: لشکر میں جتنا بھی بچا ہو پانی ہے اسے ایک بڑے برتن میں جمع کر لو۔

صحابہ کرام نے حکم کی تعمیل کی اور پورے لشکر سے ایک بڑے برتن میں پانی جمع کیا تو وہ بس چند قطرے تھے آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں اس برتن میں رکھ دیں۔ اب کیا تھا آپ ﷺ کی مقدس اور بابرکت انگلیوں سے پانی جاری ہو گیا۔

سب لوگوں نے خوب پانی پیا اور اپنے گھوڑوں، اونٹوں اور مویشیوں کو بھی خوب پانی پلایا

داوی جان ان لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ عفت نے سوال کیا۔

اُس وقت لشکر اسلام میں بارہ ہزار اونٹ، بیس ہزار لوگ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے داوی جان نے بتایا۔

لوگوں نے نہ صرف خوب سیر ہو کر پانی پیا بلکہ اپنے برتن اور مشکیزے بھی پانی سے بھر لیے تھے۔

اور بارش ہو گئی

السلام علیکم داوی جان! تمام بچوں نے حسبِ معمول داوی جان کو سلام کیا۔
وعلیکم السلام بچو!

داوی جان! اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ رفعت نے پوچھا۔
بس بیٹا اللہ کا شکر ہے تم سناؤ آج تمہیں داوی جان کی طبیعت معلوم کرنے کا خیال کیسے
آگیا؟ داوی جان نے رفعت کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

داوی جان! آج کل گرمی بہت ہے نا! اس لیے میں نے پوچھا اور داوی جان بارش
بھی نہیں ہو رہی نا! رفعت نے کہا

ہاں بیٹا بارش ہو جائے تو کچھ گرمی کی شدت میں کمی آجائے گی۔ داوی جان نے کہا۔
آج بارش کے حوالے سے ایک اہم واقعہ سناتی ہوں۔ داوی جان نے موسم کی مناسبت
سے کہا۔ قصہ، کہانی اور واقعہ سننے کے لیے تو یہ چاروں بچے فوراً ہی تیار ہو جاتے تھے فوراً
ہی داوی جان کے گرد گھیر اڑال کر بیٹھ گئے۔

بہت عرصے پہلے کی بات ہے بارش ہوئے کافی عرصہ بیت چکا تھا۔ پھول اور پودے
مر جھارے تھے۔ زمین بھی خشک ہو چکی تھی اس وجہ سے اناج بھی نہیں اگ رہا تھا
۔۔۔۔۔ دریاؤں میں پانی بھی کم ہو گیا تھا، جھیل اور تالاب سب خشک ہو رہے
تھے۔ بس ہر طرف ایک ہی دعا تھی اے اللہ! بارش برسادے بڑی مشکل آن پڑی

تھی۔ لوگ اور مویشی ہلاکت کے قریب آگئے تھے۔ کریں تو کیا کریں؟ فریاد کریں تو کس سے کریں؟

بادل تو لوگوں کی بات نہیں سنتا۔۔۔ نہ مویشیوں کی بات سنتا ہے۔۔۔ نہ پھول اور پودوں کی بات سنتا ہے نہ دریاؤں اور جھیلوں کی بات سنتا ہے۔ بڑی مشکل آن پڑی تھی۔ لوگ بھی بہت پریشان تھے کہ کیا کیا جائے؟

جمعہ کا دن تھا سب لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد نبوی میں جمع ہو رہے تھے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! بارش نہیں ہو رہی جس کی وجہ سے زمین خشک ہو گئی ہے اور اناج نہیں اگ رہا پھول اور پودے بھی مر جھا رہے ہیں۔ ہم ہلاک ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں اس مشکل سے نکالے ہماری مشکل کشائی فرمائیے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہم پر بارش برسا دے۔ آپ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ بلند فرمادیئے۔ جیسے ہی آپ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے چاروں طرف سے بادل آکر برسنا شروع ہو گئے ورنہ اس سے پہلے آسمان پر ایک بادل کا ٹکڑا بھی موجود نہیں تھا۔

چاروں طرف پانی ہی پانی برسنے لگا اور بس پھر کیا تھا ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہو گئی۔ اور جانور جب جنگل میں چرنے کے لیے جاتے تو خوب پیٹ بھر چارہ کھاتے جس سے وہ خوب موٹے تازے ہو رہے تھے۔ پھل سبزیاں بھی خوب اگیں اور دریا، تالاب اور جھیلیں بھی پانی سے بھر گئیں اب تو معاملہ یہ تھا کہ لوگ بازار جاتے تو ہر چیز سستی اور بہت زیادہ مقدار میں موجود ہوتی تھی۔

ہاتھ تندرست ہو گیا

آج حسبِ معمول فیض، عفت، عارفہ اور عالی دادی جان کے کمرے میں موجود تھے دادی جان! ہم نے سنہری قصے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پڑھا تھا کہ آپ علیہ السلام بیماروں کو تندرست کر دیا کرتے تھے، اندھوں کو آنکھیں عطا کر دیا کرتے تھے۔ فیض نے دادی جان سے پوچھا۔

ہاں بیٹا! دیکھو جو معجزات تمام انبیاء کو ملے وہ سب کے سب ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا ہوئے آج میں تمہیں اُن میں سے چند معجزات سناتی ہوں۔

یہ ہجرت کے وقت کی بات ہے اُمّ جمیل حبشہ سے مدینے کی جانب تشریف لارہی تھیں راستے میں بھوک لگی تو اُنہوں نے ہانڈی پکانے کے لیے نکالی جب سب کام کر لیا تو معلوم ہوا کہ ہانڈی پکانے کے لیے لکڑیاں تو ہیں ہی نہیں۔ اُمّ جمیل نے اپنے چھوٹے بیٹے محمد بن حاطب کو وہیں چھوڑا اور خود لکڑیاں تلاش کرنے کے لیے نکل کھڑی ہوئیں۔

ادھر اُن کے ننھے محمد بن حاطب نے اُس ہانڈی کو اپنے اوپر گرا لیا اور یوں ہاتھ پر چوٹ آگئی۔ جب اُمّ جمیل واپس آئیں تو دیکھا ننھے محمد بن حاطب نے اپنا ہاتھ زخمی کر لیا ہے۔ اب جیسے ہی اُمّ جمیل مدینے پہنچیں فوراً ہی اپنے بیٹے کو لے کر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچیں اور سارا ماجرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اپنا لعابِ دہن ننھے محمد بن حاطب کے ہاتھ پر لگایا تو وہ ہاتھ فوراً ہی تندرست ہو گیا۔ اچھا ایسا ہی نبی کریم ﷺ کا ایک اور معجزہ سناتی ہوں دادی جان نے کہا۔

کندھا جڑ گیا

یہ ایک غزوہ کا ذکر ہے مسلمان جہاد کر رہے تھے خوب زور و شور سے لڑائی جاری تھی ہمارے پیارے نبی ﷺ اور صحابہ کرام کفار سے جہاد میں مصروف تھے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے جانثاروں میں اُس وقت ایک صحابی جن کا نام حضرت حبیب رضی اللہ عنہ تھا وہ بھی اس غزوہ میں شامل تھے اور کفار سے جہاد کر رہے تھے کہ اچانک ایک کافر نے اُن پر دھوکے سے ایک وار کیا اور اُن کا بازو کٹ گیا حضرت حبیب رضی اللہ عنہ پیارے نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنا کٹا ہوا بازو دکھایا۔ آپ ﷺ نے اُن کے کٹے ہوئے بازو پر لعابِ دہن لگایا اور اُس کو واپس کندھے کے ساتھ جوڑ دیا۔ حضرت حبیب کا بازو پھر سے ویسا ہی ہو گیا جیسا کٹنے سے پہلے تھا اور معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ یہ بازو کٹا تھا آپ دوبارہ میدان میں گئے اور جس کافر نے آپ پر حملہ کیا تھا وہ آپ ہی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے کئی اندھوں کو بینا بھی کیا اور اُن کی آنکھوں کی بینائی واپس آگئی ایسا ہی ایک واقعہ میں آپ کو سناتی ہوں

آنکھیں روشن ہو گئیں

پیارے نبی ﷺ کے دربار میں صحابہ کرام حاضر رہتے تھے علم دین کو حاصل کرتے۔ آپ ﷺ ان کی تربیت فرماتے ان کو اچھی اچھی باتیں سکھاتے تھے۔

ایک دن کا ذکر ہے ایک نابینا شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ میری آنکھوں کو بینا فرمادے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم وضو کرو اور دو رکعت نفل پڑھو اور پھر ان الفاظ کے ساتھ دعا کرو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی کریم ﷺ کے واسطے سے جن کا نام نامی محمد ہے جو نبی رحمت ہیں تیری جانب میں متوجہ ہوتا ہوں یا رسول اللہ ﷺ آپ کے وسیلے سے آپ کے رب کی جانب متوجہ ہوتا ہوں کہ میری آنکھوں کو بینا فرمادے، اے میرے مولا کریم! حضور ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

وہ شخص گیا وضو کیا اور رکعت نفل ادا کی اور اس کے بعد حضور ﷺ کی سکھائی ہوئی دعا مانگی جیسے ہی دعا سے فارغ ہوا اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

وہ جب واپس بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو سب نے دیکھا کہ اُس کی اندھی آنکھیں روشن ہو چکی تھیں۔

اب آپ لوگ سو جاؤ آج تو آپ لوگوں نے بہت سارے معجزات من لیے۔

ٹہنی تلوار بن گئی

السلام علیکم دادی جان! بچوں نے سلام کیا اور ادب سے دادی جان کے ارد گرد بیٹھ گئے۔

وعلیکم السلام! دادی جان نے سلام کا جواب دیا۔

دادی جان! آج ہمیں کل کی طرح بہت سارے دلچسپ اور ایمانی واقعات سنائیے گا۔ عارفہ نے شوق سے کہا۔

ہاں بھی ضرور آج بھی بہت سے واقعات سناؤں گی اپنے بچوں کو۔ دادی جان نے عارفہ کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

ہاں بھی تو ایک غزوہ کا ذکر ہے صحابہ کرام پیارے نبی ﷺ کے ساتھ کفار و مشرکین سے جنگ لڑ رہے تھے۔

پیارے نبی ﷺ کے جانثاروں میں ایک جانثار حضرت عکاشہ بھی شامل تھے۔

حضرت عکاشہ بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے آخر کار لڑتے لڑتے حضرت عکاشہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔

حضرت عکاشہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ تلوار کیسے ٹوٹ گئی؟ اور وہ بھی عین اُس وقت جب جنگ ہو رہی تھی۔

Click

فوراً ہی حضرت عکاشہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میری تلوار ٹوٹ گئی ہے اب میں کس چیز سے جا کر لڑوں؟ پیارے نبی ﷺ نے انہیں ایک ٹہنی پکڑادی اور فرمایا: جاؤ اس کے ساتھ جا کر دشمن سے جنگ کرو۔

حضرت عکاشہ نے جب اس ٹہنی کو ہاتھ میں پکڑا تو وہ تلوار بن گئی۔ تلوار ایسی جو بڑی تیز دھار اور بڑی لمبی تھی اور اس تلوار کی رنگت سفید تھی اور اس کا لوہا بڑا سخت تھا۔

پھر تو حضرت عکاشہ کافروں پر قہر بن کر ٹوٹ پڑے اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کو اسی تلوار سے گاجر مولیٰ کی طرح کاٹتے رہے۔ حضرت عکاشہ نے اس تلوار کو بہت سنبھال کر رکھا اور اس جنگ کے بعد جتنی جنگیں انہوں نے لڑیں اسی تلوار سے لڑیں۔

سورج واپس پلٹ گیا

عید میلاد النبی ﷺ کی محفلیں جگہ جگہ منعقد ہو رہی تھیں۔

باباجان! باباجان! آج آپ ہمیں بھی محفل میلاد میں لے جائیے نا! فیض اور عالی نے اپنے باباجان کو محفل میلاد میں جانے کی تیاری کرتے ہوئے دیکھا تو کہا۔

فیض اور عالی کے بابا، حسان صاحب روز عشاء کی نماز مسجد ہی میں ادا کیا کرتے تھے۔ اور عشاء کی نماز کے بعد مسجد کے خطیب نبی کریم ﷺ کے فضائل و کمال بیان کیا کرتے تھے۔

حسان صاحب نے اپنے بچوں کا شوق دیکھا تو کہا: کیوں نہیں بچو! آج سے تم روزانہ میرے ساتھ چلنا اب عشاء میں تھوڑا ہی ٹائم رہ گیا ہے جلدی سے تیار ہو جاؤ۔

دونوں جلدی ہی تیار ہو گئے اور اپنے باباجان کے ساتھ مسجد کی جانب روانہ ہو گئے۔

علامہ صاحب نے عشاء کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد تقریر شروع کی عربی میں خطبہ دینے کے بعد علامہ صاحب نے ایک واقعہ سنایا۔

عہد رسالت کی بات ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ اپنا سر مبارک حضرت علی کے زانو پر رکھے ہوئے آرام فرماتے تھے اور سورج آہستہ آہستہ غروب ہو رہا تھا۔

Click

حضرت علی نے ابھی تک عصر کی نماز ادا نہیں کی تھی اور حضرت علی کو یہ بھی گوارا نہیں تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان کی وجہ سے بے آرام ہوں حضرت علی جانتے تھے کہ جو نماز ملی ہے وہ پیارے نبی ﷺ کے طفیل ہی تو ملی ہے خیر سورج غروب ہو گیا اور حضرت علی نے نماز ادا نہیں کی۔

کچھ دیر کے بعد پیارے نبی ﷺ نے حضرت علی کے زانو سے سر اٹھایا تو آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو سورج کو واپس پلٹا دے۔

بس سورج واپس پلٹ گیا۔

اور حضرت علی نے اطمینان سے عصر کی نماز ادا کی۔ جب آپ نے نماز ادا کر لی تو سورج غروب ہو گیا۔

علامہ صاحب کی تقریر ختم ہوئی اس کے بعد سب لوگوں نے کھڑے ہو کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں درود و سلام کے نذرانے پیش کیے اور پھر تبرک تقسیم ہوا لیکن آج تبرک میں مٹھائی کے بجائے کتابیں تقسیم کی گئی تھیں اور اس کتاب میں تو بچوں اور بڑوں سب کے لیے بہت سارے اچھے اچھے واقعات لکھے ہوئے تھے۔ فیض اور عالی یہ کتابیں لے کر خوشی خوشی گھر لوٹ آئے۔

غیبت کی سزا

فیض بھائی! یہ جو دانش لڑکا ہے نا! یہ اچھا لڑکا نہیں ہے اور اس میں بہت ساری برائیاں ہیں عالی نے دانش کی برائیاں گنواتے ہوئے کہا۔

عالی! آپ دانش کی برائی کر رہے ہیں اور یہ غیبت ہے آپ کی نیکیاں تو دانش کے پاس چلی جائیں گی اور آخرت میں عذاب آپ کو الگ ملے گا۔ فیض نے کہا۔

مسجد میں جو کتب تبرک کے طور پر تقسیم ہوئی تھیں اُس میں لکھا ہوا تھا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ ایک جگہ سے گزر رہے تھے کہ راستے میں دو قبریں نظر آئیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں قبروں پر اس وقت عذاب ہو رہا ہے اور ان کو ایسی مار پڑ رہی ہے کہ جن و انس کے سوا تمام مخلوق سُن رہی ہے اور ان کی قبر آگ سے بھری ہوئی ہے صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ان کا گناہ کیا تھا؟

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ایک شخص پیشاپ کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا، دوسروں کی غیبت کرتا تھا۔ فیض نے تفصیل سے واقعہ سنایا۔

فیض بھائی میں توبہ کرتا ہوں آئندہ غیبت نہیں کروں گا اللہ تعالیٰ مجھے قبر اور جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمادے۔ عالی نے کہا۔

اس کے لیے تو تمہیں دانش سے بھی معافی مانگنا ہوگی عالی اور تم اُس سے معافی مانگ لینا جی میں اس سے بھی معافی مانگ لوں گا۔

Click

فرشتوں کا تلاوت سننا

السلام علیکم! دادی جان فیض نے سلام کیا۔

وعلیکم السلام! بیٹا فجر کی نماز پڑھ لی؟ دادی جان نے فیض سے پوچھا۔

جی دادی جان الحمد للہ۔ فیض نے کہا۔

کچھ دیر تلاوت بھی کیا کرو بیٹا! اس سے بڑی برکتیں ملتی ہیں۔ دادی جان نے نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

اچھا علی، عارفہ، اور عفت کہاں ہیں؟ دادی جان نے پوچھا۔

وہ اپنے کمرے میں ہیں کیا بلاؤں انہیں؟ فیض نے پوچھا۔

ہاں بھئی بلاؤ پھر تم سب کو تلاوت قرآن پر ایک خوبصورت واقعہ سناتی ہوں۔ دادی جان نے کہا۔

تھوڑی ہی دیر میں چاروں بہن بھائی دادی جان کے ارد گرد جمع تھے۔

ہاں بھئی بچو! آپ لوگوں کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور

مسلمان اس کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں ہمارے

اسلاف بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے صحابی حضرت اُسید رضی اللہ عنہ ایک رات سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے آپ کا گھوڑا قریب ہی بندھا ہوا تھا۔ اچانک ہی گھوڑے نے اچھل کود کرنا شروع کر دی۔

حضرت اُسید رضی اللہ عنہ گھوڑے کی اچھل کود سن کر تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے جیسے ہی آپ خاموش ہوئے گھوڑا بھی پُر سکون ہو گیا۔

اب جب حضرت اُسید رضی اللہ عنہ نے دوبارہ سورہ بقرہ پڑھنا شروع کی تو گھوڑے نے پھر اچھل کود کرنا شروع کر دی۔

حضرت اُسید رضی اللہ عنہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی رک گیا۔

پھر حضرت اُسید رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف دیکھا تو انہیں ایسا سایہ نظر آیا جس میں شعلوں کی مانند روشنی تھی اور وہ آسمان پر چڑھ رہا تھا اور جب تک وہ نظر آتا رہا آپ دیکھتے رہے۔

یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

حضرت اُسید رضی اللہ عنہ صبح بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور رات کا سارا ماجرا کہہ سنایا۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

وہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت کی آواز کے سبب نزدیک آ گئے تھے اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت لوگ انہیں ضرور دیکھتے۔

آیت الکرسی کی برکت

فیض، عالی، عارفہ اور عفت چاروں آیت الکرسی یاد کر رہے تھے۔

دادی جان نے کہا تھا کہ اگر ان چاروں نے آیت الکرسی یاد کر لی تو وہ چاروں کو آیت الکرسی کی برکت کے حوالے سے ایک خاص واقعہ سنائیں گی۔

چاروں بچوں کو آیت الکرسی یاد ہو چکی تھی۔

دادی جان السلام علیکم! چاروں نے سلام کیا۔

وعلیکم السلام بچو! تم چاروں کو آیت الکرسی یاد ہو گئی؟ دادی جان نے پوچھا

جی دادی جان! چاروں نے ایک ساتھ جواب دیا۔

یہ سب سے پہلی اسلامی ریاست یعنی مدینے کی بات ہے۔ لوگوں کے صدقات، زکوٰۃ

، خیرات اور عطیات ایک جگہ جمع ہوا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس

جگہ کی چابی تھی اور گھر میں صدقات میں آئی ہوئی کھجوریں اور دیگر سامان بھی ہوتا تھا

لیکن کھجوروں کی تعداد عموماً زیادہ ہوتی تھی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عرب میں

کھجوروں کی کاشت زیادہ ہوتی ہے۔ ایک رات عجیب واقعہ پیش آیا۔

ایک شخص رات کے اندھیرے میں آیا اور کھجوروں کا ایک ٹوکرا اٹھا کر لے جانے لگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس چور کو پکڑ لیا اور کہا میں تمہیں صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

بارگاہ میں پیش کروں گا۔

اس چور نے منت سماجت شروع کر دی کہ میں بہت غریب ہوں، بہت نادار ہوں
میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور میرے گھر والے بھوکے ہیں وغیرہ وغیرہ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے نرم دل کے مالک اُس کے
آنسوؤں پر آپ کو اعتبار آ گیا۔

صبح صبح جب پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رات تم نے اپنے قیدی کا کیا کیا؟

داوی جان! لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے معلوم ہوا؟ عارفہ نے تجسس سے پوچھا۔
پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو مومنوں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اور اللہ تعالیٰ
اپنے پیارے نبی کو ہر بات بتا دیتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ رات
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مال خانے میں کون آیا تھا اور کیا معاملہ پیش آیا تھا۔ داوی جان نے
سمجھاتے ہوئے کہا۔

اچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

اے ابو ہریرہ! رات تم نے اپنے قیدی کا کیا کیا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اُس نے اپنی محتاجی
اور غریبی کی شکایت کی تو میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔

پیارے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! اُس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے
گا اور تم اس کو پہچان لو گے۔

حضرت ابو ہریرہ ہوشیار ہو گئے۔

دوسری رات وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ اپنے بورے میں بھرنے لگا۔
حضرت ابو ہریرہ تو پہلے ہی اس کی گھات میں تھے فوراً ہی اُس کو پکڑ لیا اور کہا: آج تو میں
تجھے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ضرور لے کر جاؤں گا۔

اُس چور نے پھر منت سماجت شروع کر دی اپنی غریبی کی جھوٹی داستانیں سنانے لگا میں
بہت غریب ہوں وغیرہ وغیرہ اور وعدہ کرتا ہوں کہ اب نہیں آؤں گا۔
اب مومن کا دل تو ہوتا ہی نرم ہے حضرت ابو ہریرہ اس کی داستان سن کر پسچ گئے اور
رحم کھا کر اُسے چھوڑ دیا۔

دوسرے دن صبح سویرے حضرت ابو ہریرہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے
آپ ﷺ نے فرمایا:

اے ابو ہریرہ! رات تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا؟

حضرت ابو ہریرہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اُس نے مجھے اپنی غریبی کی داستان
بیان کی اپنی محتاجی کا رونا دیا مجھے اُس پر رحم آ گیا اور میں نے اُسے چھوڑ دیا
آپ ﷺ نے فرمایا:

اے ابو ہریرہ سنو! اُس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا۔

حضرت ابو ہریرہ اس کی گھات میں رہے کہ وہ آئے تو اُس کو پکڑیں

کچھ دن کے بعد وہ چور پھر آیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا

حضرت ابو ہریرہ نے اُس کو پکڑ لیا اور کہا: آج تو میں تجھے ضرور حضور ﷺ کی بارگاہ
میں لے کر جاؤں گا۔ آج تو تیسری مرتبہ آیا اور پکڑا گیا ہر دفعہ تو مجھے اپنی غریبی کی

جھوٹی داستانیں سنا کر بھاگ جاتا ہے اور کہتا ہے اب نہیں آؤں گا مگر تو بار بار آتا ہے آج تو میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔

اُس چور نے جب دیکھا آج تو ابو ہریرہ اُسے چھوڑنے کے لیے بالکل تیار نہیں ہو رہے تو کہنے لگا: اچھا آپ مجھے چھوڑ دیجیے میں آپ کو چند ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ آپ کو نفع دے گا۔

حضرت ابو ہریرہ نے پوچھا: وہ کلمات کیا ہیں؟

اُس چور نے کہا: جب تم اپنے بستر پر سونے کے لیے آؤ تو آیت الکرسی پڑھ لو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمہاری حفاظت ہوگی اور صبح تک شیطان تمہارے قریب بھی نہیں آئے گا۔ اس کے بعد وہ چور چلا گیا۔

اگلے دن حضرت ابو ہریرہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اُس نے بات تو سچی کہی مگر وہ خود بہت بڑا جھوٹا تھا۔

اے ابو ہریرہ! کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا؟

حضرت ابو ہریرہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں نہیں جانتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

تو پچورات کو سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ کر سونا چاہیے اس کی برکت سے شیطان قریب نہیں آتا۔

بوڑھے باپ کی فریاد

فیض اور عالی تمہیں باباجان نے باہر جانے سے منع کیا تھا نا!

ممانے فیض اور عالی کو باہر جاتے دیکھا تو کہا۔

مما تھوڑی دیر میں کھیل کر آجائیں گے۔ عالی نے کہا۔

بیٹا باباجان کا کہنا ماننا چاہیے نا! ممانے کہا۔

فیض، عالی! دادی جان کی آواز سنائی دی

جی دادی جان!

ادھر آؤ بھی عارفہ اور عفت کو بھی بلا لو، دادی جان نے کہا

عارفہ، عفت، عالی اور فیض چاروں ہی دادی جان کے گرد جمع ہو چکے تھے۔

بچو! آپ لوگوں کو باباجان کا کہنا سننا چاہیے نا! دادی جان نے کہا

دیکھو بچو! وہ تمہارے لیے ہی تو کمانے جاتے ہیں محنت کر کے پیسے لاتے ہیں، تمہارے

بستے، کاپیاں، کتابیں، سینسل، شوپنرز، ربڑ، اسکول کی فیس، ٹیوشن کی فیس اور نہ جانے

کیا کیا باباجان ہی تو کرتے ہیں نا!

اور آپ کو باہر جانے سے منع کیا تھا نا فیض اور عالی، وہ بھی اس لیے کہ باہر کے حالات

اور ماحول اچھا نہیں ہے ہر وقت لڑائی جھگڑے کی خبریں آتی رہتی ہیں۔ ادھر دو آدمی

مارویئے اُدھر دو آدمی مارویئے انسان نہیں ہوئے جانور ہو گئے۔ کوئی پُرسانِ حال نہیں، تو تمہارے باباجان اسی وجہ سے پریشان رہتے ہیں اسی لیے انہوں نے تم دونوں کو باہر جانے سے منع کیا تھا۔

آپ کو اپنے باباجان کا کہنا ماننا چاہیے اور اُن کی خدمت بھی کرنا چاہیے آپ جب بڑے ہوں تو اپنے باباجان کی خوب خدمت کرنا۔ داوی جان نے پیار اور ہلکی سی ناراضگی کے ساتھ سمجھایا، دور کھڑی مہم بھی مسکرا رہی تھی۔
آؤ میں تم کو ایک واقعہ سُناتی ہوں۔

عہد رسالت کا ذکر ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ کا دربار سجا ہوا تھا ایک شخص آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا سارا مال لے لے۔

آپ ﷺ نے اس شخص کے باپ کو بلایا۔

اسی دوران جبریل امین ﷺ بھی آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اس کے باپ نے اپنے دل میں کچھ اشعار کہے ہیں۔

جب اُس شخص کا بوڑھا باپ بارگاہ رسالت ماب ﷺ میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے اُس بوڑھے شخص سے فرمایا: کیا تم نے اپنے دل میں کچھ اشعار کہے ہیں؟

اُس بوڑھے شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ یقین و بصیرت کو زیادہ فرمائے۔ یقیناً میں نے اپنے دل میں کچھ اشعار کہے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا وہ اشعار سناؤ۔

سنہ ۱۹۶۲ء - 62 -

وہ اشعار تو عربی میں ہوں گے ناوادی! عارفہ نے کہا۔

ہاں بیٹا وہ اشعار عربی ہی میں ہیں تم لوگوں کو اردو میں اُس کا ترجمہ سنا دیتی ہوں

اُس نے جو اشعار پڑھے ان کا ترجمہ یہ تھا:

اے بیٹے! جب تو بیمار ہوتا تھا تو میں سو نہیں پاتا تھا

پوری رات تیرے ساتھ جاگتا رہتا تھا

اے بیٹے! بیمار تو ہوتا تھا اور بے چین میں رہتا تھا

میرا دل تیرے مرنے سے لرزتا تھا اگرچہ میں جانتا تھا کہ موت یقینی ہے اور اپنے وقت پر آکر رہے گی۔

جو بیماری تجھ پر آتی تھی وہ گویا مجھ پر آتی تھی تیری بیماری پر میری آنکھیں آنسو بہاتی تھیں۔

پھر جب تو بڑا ہو گیا، یہ تو میری دلی تمنا تھی کہ تو بڑا ہو لیکن تو نے مجھے کیسا بدلہ دیا بد خلقی اور سختی سے جیسے بس تو ہی مجھے نعمت دینے والا اور بخشش کرنے والا ہے۔

اے میرے بیٹے! اگر تو میرے باپ ہونے کے حق کا خیال نہیں کرتا تو کم از کم ایسا ہی سلوک کر لے جیسا پڑوسیوں کے ساتھ کرتا ہے۔

جب اُس شخص نے یہ شعر سنائے تو آپ ﷺ رونے لگے آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے صحابہ بھی رونے لگے۔

پھر آپ ﷺ نے اُس بوڑھے شخص کے بیٹے کو پکڑ کر کہا۔

تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔

Click

بچو! باپ تو جنت کا دروازہ ہے اس لیے بابا جان کا حکم آپ کو ماننا چاہیے نا! اگر کل
قیامت کے دن جنت میں جانا ہے تو بابا کا کہنا ماننا کرو۔ دادی جان نے سمجھایا۔
جی دادی جان! ہم آئندہ بابا جان کا کہنا مانیں گے۔ عفت اور فیض نے کہا۔
اور میں جب بڑا ہو جاؤں گا تو بابا جان کی خوب خدمت کروں گا اور ان کو خوب آرام
پہنچاؤں گا عالی نے عزم کے ساتھ کہا۔

شاہاش بیٹا! دادی جان اور ماما مسکرا رہی تھیں اور سوچ رہی تھی گھر میں بزرگوں کی
موجودگی کا کتنا فائدہ ہوتا ہے بچوں کی تربیت بھی بہت اچھی ہو جاتی ہے۔ بزرگوں کی
برکت سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے۔

جنت مل گئی

ٹی وی پوری آواز کے ساتھ چل رہا تھا۔ بچے ٹی وی پر اپنا من پسند کارٹون دیکھ رہے تھے
بیٹا ٹی وی بند کرو والد ان ہو رہی ہے۔ ماما نے کچن سے آواز دی۔

Click

مما بس بند کرتے ہیں بس تھوڑا سی دیر میں ختم ہو جائے گا۔ عالی نے کہا۔
بیٹائی وی بند کر دو اور اذان کا جواب دو شاباش۔ دادی جان نے بچوں کو پیار سے کہا۔
اچھا دادی جان! بچوں نے فرمانبرداری سے سنا اور ٹی وی بند کر دیا۔
بچوں کی ادا سی دیکھ کر دادی جان نے مناسب سمجھا کہ اسی وقت بچوں کو اس اہم بات
کے بارے میں آگاہ کیا جائے کہ اذان کا احترام کتنا اہم اور ضروری ہے۔
ادھر آؤ بچو! اذان مکمل ہونے کے بعد دادی جان نے بچوں کو بلایا۔
دادی جان کے تو بچے دیوانے تھے روز کوئی نہ کوئی کہانی سننے کو ملتی تھی۔ اور دادی کے
اس طرح بلانے سے انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ اب دادی کوئی اچھی سی کہانی سنائیں گی۔
ہاں بھی بچو! کہانی سننے کے لیے تیار ہو؟ دادی نے بچوں کا شوق بڑھانے کے لیے کہا۔
جی دادی جان! سب بچوں نے ایک ساتھ کہا۔
مدینے کی بستی میں ایک آدمی رہا کرتا تھا اُسے لوگ جانتے تو تھے مگر اُس کے نیک اعمال
کی وجہ سے نہیں۔۔۔۔۔

تو پھر؟ عارفہ نے بے تابی سے پوچھا۔

بتاتی ہوں بھی صبر تو کرو۔ دادی جان نے مسکراتے ہوئے کہا

ہو ایہ کہ کچھ دنوں کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ جب اُس کے انتقال کی خبر اہل مدینہ کو ملی تو

حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اُسے جنت میں داخل کر دیا ہے۔

لوگ بڑے حیران ہوئے

ایک آدمی اسی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا وہ وہاں سے خاموشی سے اٹھا اور اُس شخص کے گھر جا پہنچا اور اُس کی بیوی سے پوچھا: تمہارے شوہر کا کوئی خاص عمل ہو تو بتاؤ؟
بیوی نے سوچا اور کہا کہ اُس کا تو کوئی اچھا عمل تھا ہی نہیں۔۔۔ ہاں یاد آیا اُس کی بیوی نے ذہن پر زور ڈالتے ہوئے کہا

بس اُس کی ایک عادت تھی وہ یہ کہ وہ جب بھی اذان سنتا تو وہ انہی کلمات کو دہراتا تھا وہ شخص دوبارہ آکر خاموشی سے نبی ﷺ کی مجلس میں بیٹھ گیا۔
پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: تم ہی فلاں شخص کے گھر گئے تھے اور اُس کی بیوی سے پوچھا تھا کہ وہ کیا نیک عمل کرتا تھا؟
اور اُس کی بیوی نے تمہیں یہ جواب دیا۔
وہ شخص یہ سن کر ایمان لے آیا اُس شخص نے کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ

میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔

تو بچو! دیکھا آپ نے اس نیک عمل کی وجہ سے اُس شخص کو جنت مل گئی۔ ہم سب کو نیک عمل کرتے رہنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ہم سے راضی ہو جائیں
دادی جان نے شفقت اور پیار سے کہا۔

منافقین

السلام علیکم! فیض نے گھر میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

وعلیکم السلام! فیض کی ممانے جواب دیا۔

فیض بیٹا کپڑے تبدیل کر لو پھر میں کھانا لگا رہی ہوں۔

فیض نے بیگ الماری میں رکھا کپڑے تبدیل کیے اور منہ ہاتھ دھو کر ڈاسنگ ٹیبل پر آکر بیٹھ گیا۔

ارے عارف ماموں آئے ہوئے ہیں اور ممانے نے مجھے بتایا بھی نہیں، السلام علیکم

ماموں جان! آپ کب آئے؟ فیض نے اپنے ماموں کو دیکھ کر گرجوشی سے کہا۔

وعلیکم السلام! ماموں نے اپنے بھانجے کی خوشی دیکھتے ہوئے کہا۔

فیض میاں پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟ ماموں نے ڈش سے سالن نکالتے ہوئے پوچھا۔

جی ماموں جان! بہت زبردست چل رہی ہے۔ فیض نے جواب دیا۔

بھئی میں نے سنا ہے کہ اب تم ماشاء اللہ اسلامی کتابوں کا بھی مطالعہ کرنے لگے ہو۔

جی ہاں ماموں! اب ہم مسلمان کہلاتے ہیں لیکن ہمیں اپنے دین کے بارے میں کچھ

معلومات نہیں ہوتی۔ فیض نے مفکرانہ انداز میں کہا۔

ہاں بھی یہ تو مسلمان قوم کا آلمیہ ہے۔ کم از کم ہمیں اپنے دین کے بارے میں تو بنیادی معلومات ہونی ہی چاہیے۔

ماموں جان! ایک بات تو بتائیے یہ منافق کسے کہتے ہیں؟ فیض نے پانی کا گلاس ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

بیٹا منافق اُسے کہتے ہیں جو زبان سے تو اسلام کا اقرار کرے اور کہنے میں مسلمان ہو اللہ و رسول کو ماننا ہو بظاہر ان پر ایمان رکھتا ہو مگر دل سے اللہ و رسول کا منکر ہو۔ ماموں نے فیض کو اسی کی عمر کی مناسبت سے سمجھایا

اچھا ماموں یہ بتائیے یہ منافقین کون تھے اور کیسے بنے؟ عارف نے پوچھا اور انہوں نے منافق بننا کیوں پسند کیا؟ عفت بھلا کیوں کسی سے پیچھے رہتی اس نے بھی ماموں جان سے سوال کیا۔

اگر انہیں اسلام دل سے پسند نہیں تھا تو اسلام ظاہراً بھی قبول نہ کرتے؟ فیض نے بڑی سنجیدگی سے سوال کیے۔

ہاں بھی یہ بات تو بتاؤ عارف! فیض کی ممانے بھی بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا ایسا کرتے ہیں فیض ظہر کی نماز کے بعد میں تم کو منافقین کے بارے میں بتاؤں گا کہ یہ گروہ کیسے وجود میں آیا۔ ماموں جان نے پلیٹ صاف کرتے ہوئے کہا۔

جی ماموں تو پھر نماز کے لیے مسجد چلیں۔ فیض نے پوچھا۔

ماموں اور بھانجے نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد چلے گئے۔

نماز سے فارغ ہو کر جب ماموں جان گھر پہنچے تو عارفہ، عفت اور عالی ان ہی کے منتظر تھے۔ اب ماموں جان نے اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔

عارف نے فیض سے کہا: فیض میاں آپ کو یہ تو معلوم ہی ہو گا کہ مدینے کا پرانا نام یثرب ہے۔ ماموں جان نے گفتگو کی ابتداء کرتے ہوئے کہا۔

جی ہاں ماموں جان! فیض نے جواب دیا۔

تو اسلام سے قبل اس شہر میں یہودی اور دو قبائل اوس و خزرج رہا کرتے تھے یہ دونوں قبائل اوس اور خزرج ایک ہی دادا کی اولاد تھے لیکن ان کی نسلیں آپس میں کئی سال سے لڑ بھڑ رہی تھیں اور یہودی ان دونوں قبائل کو سود پر پیسہ دیتے اور انہیں آپس میں لڑاتے رہتے تھے۔

جب ان کے یہاں قتل و غارت گری بہت زیادہ بڑھ گئی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم کب تک اس طرح لڑتے رہیں گے لہذا ہم کسی ایک کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔

سب لوگ اس بات پر راضی ہو گئے اور خزرج قبیلے کے ایک شخص عبداللہ ابن ابی کو انہوں نے اپنا سردار چن لیا اور کچھ دنوں کے بعد اس کی تاج پوشی کی رسم رکھی۔

اسی دوران اسلام کی کرن مکہ میں پھیل چکی تھی یثرب تک بھی اس کی روشنی پھیل رہی تھی۔ اوس و خزرج اپنے بڑے بوڑھوں سے سنتے آئے تھے کہ مکہ میں عنقریب ایک

پیغمبر کی آمد ہوگی اور وہ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ اُس نبی کا ظہور ہو چکا ہے تو وہ لوگ مکہ میں آپ ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا اور اسلام کی تعلیمات نے انہیں آپس

میں بھائی بھائی بنا دیا۔ پہلے وہ آپس میں لڑتے تھے اب اسلام کی برکت سے ایک دوسرے پر جان چھڑکنے لگے۔ ایک دوسرے کا خیال رکھنے لگے ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے۔

عبداللہ ابن ابی نے جب دیکھا کہ یہ ساری قوم تو مسلمان ہو رہی ہے اور اس کی سرداری اور تاج پوشی کا جو معاملہ تھا وہ اب تقریباً ختم ہو گیا اور کچھ دنوں کے بعد جب اُس نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ مدینے تشریف لے آئے ہیں تو وہ انگاروں پر لوٹنے لگا۔ عبداللہ ابن ابی سخت بے چین تھا کہ اُس کی سرداری خاک میں مل رہی ہے۔

اُس و خزرج کے سب لوگ اسلام قبول کر چکے تھے اب عبداللہ ابن ابی کے پاس اسلام قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

یہ بہت چالاک آدمی تھا اس نے اپنے اندر پلنے والی حسد اور بغض کی آگ کا کسی سے تذکرہ نہیں کیا۔ یہ جب مسلمانوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تو نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرتا اور جب کافروں میں جاتا تو اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف باتیں کرتا اور دل ہی دل میں خوش ہوتا کہ ہمارے مسلمانوں اور کافروں دونوں ہی سے اچھے تعلقات ہیں آہستہ آہستہ وہ لوگ جو اسلام کو ترقی کرتا دیکھ رہے تھے اور ان موقع شناس لوگوں نے بھانپ لیا تھا کہ اب اسلام کا راستہ کوئی نہیں روک سکتا تو وہ لوگ بھی کچھ دنیاوی فائدہ اٹھانے کے لیے بظاہر مسلمان ہو گئے اور آہستہ آہستہ مسلمانوں کے درمیان سازشوں کا جال بننے لگے۔

اس طرح یہ منافقین کا گروہ وجود میں آیا اور عبداللہ ابن ابی ان منافقوں کا سردار بن گیا

یہ منافقین پیارے نبی اور ہمارے دین اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ
اور کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر
حالانکہ وہ مومن نہیں (سورہ بقرہ ۸۵)

ہاں بھی فیض میاں اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے یہ منافقین کا گروہ کیسے وجود میں آیا۔
جی ماموں جان! اللہ تعالیٰ ہم سب کو منافقت کی بیماری سے محفوظ رکھے۔
سب نے ایک ساتھ کہا آمین۔

تعصب

آج فیض کی کلاس میں ایک نئے لڑکے تیمور کا داخلہ ہوا تھا۔
تیمور ایک ہنس مکھ لڑکا تھا جلد ہی تیمور اور فیض کی دوستی ہو گئی۔
دو چار دن کے بعد تیمور نے فیض سے پوچھا تم کون ہو؟
فیض نے کہا: میں فیض ہوں۔

ارے نہیں یار! میرا مطلب ہے تمہاری قوم کون سی ہے؟
میں مسلمان ہوں فیض نے سادگی سے جواب دیا

اُف یار تم تو نرے بدھو ہو میرا پوچھنے کا مقصد ہے تم پنجابی ہو، مہاجر ہو، پٹھان
ہو، سندھی ہو، بلوچی ہو، کشمیری ہو کیا ہو؟ تیمور نے انگلیوں پر گنتے ہوئے کہا۔
یہ تو مجھے نہیں معلوم تیمور! لیکن کل دادی جان سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ فیض نے سادگی
سے کہا۔

اسکول سے واپس آکر ابھی فیض نے کپڑے بھی نہیں بدلے تھے کہ دادی جان کے
کمرے میں چلا گیا۔

دادی جان السلام علیکم!

وعلیکم السلام، بیٹا! آج خیریت تو ہے کپڑے بھی نہیں بدلے ابھی تک دادی نے فیض
سے کہا۔

دادی جان ایک بات بتائیے ہم کون ہیں؟ فیض نے پوچھا۔

ہم سب مسلمان ہیں اور کون ہیں، دادی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دادی جان وہ تو سب ہوتے ہیں یہ بتائیے ہم مہاجر ہیں، پنجابی ہیں، سندھی ہیں، بنگالی ہیں
، بلوچی ہیں، کشمیری ہیں؟ فیض نے عادل کے الفاظ دہرا دیئے۔

بیٹا ہم صرف مسلمان ہیں تم کھانا کھا لو پھر میں تمہیں ایک سچی کہانی سناؤں گی۔

دوپہر کے کھانے کے بعد فیض، عالی، عفت، عارفہ دادی جان کے کمرے میں جمع ہو
چکے تھے۔

بچو! آج میں تمہیں عہد رسالت کا ایک اہم واقعہ سناتی ہوں۔

یہ بات تو آپ سب جانتے ہی ہیں کہ اسلام سے پہلے لوگ جہالت کی زندگی گزار رہے تھے، علم سے دور تھے اس لیے شیطان نے انہیں آپس میں لڑایا۔ علم سے وہ لوگ چونکہ دور تھے اس لیے فوراً ہی شیطان کی باتوں میں آگئے۔

ہر شخص اپنے قبیلے اور خاندان کے نام پر پہچانا جاتا تھا یہاں تک بھی معاملہ درست تھا مگر وہ تو تعصب کا شکار تھے ایک دوسرے کو اسی وجہ سے قتل کر دیتے تھے اور پھر برسوں آپس میں لڑتے رہتے سینکڑوں نوجوان قتل ہو جاتے، ہزاروں بچے یتیم ہو جاتے، سینکڑوں عورتیں بیوہ ہو جاتیں، سینکڑوں نوجوان معذور ہو جاتے۔

شیطان ان کی یہ حالت دیکھ دیکھ کر بہت خوش ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی اصلاح کے لیے اپنے پیارے نبی ﷺ کو بھیجا۔

پیارے نبی ﷺ نے انہیں بتایا تم سب ایک باپ آدم علیہ السلام کی اولاد ہو آپس میں نہیں لڑو

لوگوں کو آپ ﷺ کی بات سمجھ آگئی اور انہوں نے آپ ﷺ کی بات مان لی اور آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

شیطان اور اس کے چیلوں کو یہ بات اچھی نہیں لگتی تھی کہ یہ لوگ آپس میں بھائی بھائی ہو گئے ہیں۔

اس کے چیلوں میں یہودی، مشرک، عیسائی اور منافقین پیش پیش تھے۔ چیلوں کو بھی مسلمانوں کا یہ اتحاد، محبت، بھائی چارہ اور اخوت کا یہ جذبہ اچھا نہیں لگتا تھا وہ اس کوشش میں رہتے کہ لوگ آپس میں زمانہ جاہلیت کی طرح لڑیں۔

ایک دن کچھ مسلمان جمع تھے ان میں عربی بھی تھے اور عجمی بھی، رومی بھی تھے اور فارسی بھی۔ انہیں اس طرح محبت سے بیٹھا دیکھ کر شیطان کے ایک چیلے جس کا نام قیس تھا یہ پکا منافق تھا اس سے رہانہ گیا اور تعصب کی آگ بھڑکانے کی غرض سے کہنے لگا: یہاں مسلمان فارسی، صہیب رومی اور بلال حبشی کیوں موجود ہیں؟ حضور کی مدد کے لیے اوس و خزرج موجود ہیں۔

حضرت معاذ وہاں موجود تھے انہوں نے اس منافق کو فوراً ہی گریبان سے پکڑ لیا اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے آئے اور تمام واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کر دیا کہ یہ منافق کس طرح تعصب کی آگ بھڑکا رہا تھا۔

آپ ﷺ نے ساری بات سنی آپ ﷺ شدید ناراض ہوئے اور اپنی چادر شریف کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا۔

ذرا سی دیر میں بہت سارے لوگ جمع ہو گئے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اے لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہی رب ہے اور تمہارا باپ ایک ہی باپ ہے اور دین ایک ہی دین ہے اور عربیت تمہارا باپ نہیں ہے اور نہ ہی تمہاری ماں ہے وہ تو ایک زبان ہے لہذا جو عربی بولتا ہے وہ عربی ہے۔

تو بچو! پنجابی، مہاجر، سندھی، بلوچی، اور بنگالی یہ سب تو زبانیں ہیں، ہم سب تو سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں سب مسلمان ہیں اور سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اب آج کے دور کے کافر اور منافق مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے لیے اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں تاکہ مسلمان زبان کی بنیاد پر آپس میں لڑ پڑیں۔ مسلمانوں کی عورتیں بیوہ ہو جائیں، مسلمانوں کے بچے یتیم ہو جائیں یہ ان کی خواہش ہے اور شیطان بھی یہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا نام لینے والے کس طرح آپس میں ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں۔

فیض بیٹا! اپنے دوست سے کہنا کہ ہم سب مسلمان ہیں ہمارا اللہ ایک، ہمارا نبی ایک، اور ہم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ہم اپنے آقا ﷺ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں اور ان کے صحابہ سے اور اہل بیت سے بھی اور ہم آپس میں تعصب نہیں کرتے۔

ذخیرہ اندوزی کا انجام

سالم چاچا آگئے سالم چاچا آگئے۔

عالی اور عارفہ نے سالم چاچا کو دیکھتے ہی شور مچا دیا۔

دادی جان سالم چاچا آئے ہیں، فیض نے دادی جان کو خبر دی اور پھر فیض اور عفت بھی سالم چاچا کے پاس آکر بیٹھ گئے۔

ارے سالم بیٹا! ادھر آؤ کافی دن بعد چکر لگا تمہیں تو اب اپنی ماں کی بھی یاد نہیں آتی۔
بس امی جان! کاروبار میں اتنا مصروف رہتا ہوں۔ مارکیٹ کا بھی کچھ معلوم نہیں ہوتا
کب کون سی چیز مہنگی ہو جائے؟ اب کل ہی کی بات ہے چینی کے دام ایک دم سے بڑھ
گئے اب اگر یہ خبر مجھے پہلے مل جاتی تو میں پہلے سے ہی ذخیرہ کر کے رکھ لیتا اور کچھ دنوں
کے بعد ہزاروں روپے منافع سوکھا سوکھا مل جاتا۔ سالم چاچا نے خالص کاروباری انداز
میں کہا۔

ارے بیٹا! یہ کیا کہہ رہے ہو ذخیرہ اندوزی تو گناہ ہے۔

سالم بیٹا! اور تمہیں معلوم ہے اس کی سزا اس دنیا میں تو ملتی ہی ہے آخرت میں بھی
خسارہ ہی خسارہ ہے۔ بیٹا! رزاق تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہ ہی رزق میں برکت دیتا
ہے۔ میں تمہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد کا ایک واقعہ سناتی ہوں۔

Click

عہد فاروق اعظمؓ میں ایک شخص نے اس ارادے سے غلہ ذخیرہ کر لیا کہ آئندہ چند دنوں میں مہنگا کر کے بیچوں گا۔

کسی نے یہ خبر امیر المومنین حضرت عمر فاروق تک پہنچادی۔
امیر المومنین نے اس شخص کو بلایا۔

جب وہ شخص آگیا تو امیر المومنین نے اس سے کہا کہ تم یہ غلہ ذخیرہ کر کے مہنگے داموں نہیں بیچو۔

یہ سن کر اُس شخص نے کہا یہ غلہ میں نے اپنے پیسوں سے خریدا ہے اور اب میری مرضی کہ میں فروخت کروں یا نہیں، سستا بیچوں یا مہنگا!

امیر المومنین نے اُس شخص سے کہا: میں نے پیارے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا جو مسلمانوں پر غلہ روک کر مہنگا فروخت کرنے کے لیے ذخیرہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ یا افلاس میں مبتلا کر دے گا۔

بات یہیں پر ختم ہو گئی۔ بعد میں لوگوں نے دیکھا وہ شخص کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو گیا تھا، تو سالم بیٹا! مجھے اُمید ہے کہ تم آئندہ ذخیرہ اندوزی کا نہیں سوچو گے

جی امی جان! انشاء اللہ میں آئندہ نہ کبھی ذخیرہ اندوزی کروں گا نہ اس کا خیال دل میں لاؤں گا۔ سالم چاچا نے عزم کے ساتھ جواب دیا

ثعلبہ کا انجام

سالم چاچا گھر کیا آئے پورے گھر میں رونق لگی ہوئی تھی۔

دادی جان! آج کوئی واقعہ سنائیے نا! عفت نے لاڈ سے کہا۔

ہاں امی جان! کوئی اچھا سا واقعہ سنائیے۔ سالم چاچا نے بھی فرمائش کی۔

سالم بیٹا! تمہارا کاروبار تو خوب ترقی کر رہا ہے کیا تم زکوٰۃ پابندی سے ادا کر رہے

ہو؟ دادی جان نے پوچھا۔

امی جان کوشش تو کرتا ہوں زکوٰۃ ادا کر دوں۔ سالم میاں نے ادب سے جواب دیا۔

بیٹا! اس بات کا خاص خیال رکھا کرو کہ زکوٰۃ وقت پہ ادا کرو اور خیرات بھی کرتے رہا

کر و اس سے کاروبار میں برکت ہوتی ہے۔ اچھا اب میں تمہیں زکوٰۃ کے حوالے سے

ایک واقعہ سناتی ہوں۔

حضور ﷺ کے زمانے میں ثعلبہ نام کا ایک شخص مدینے میں رہا کرتا تھا۔ ایک دن

ثعلبہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول ﷺ دعا فرمائیے

اللہ تعالیٰ مجھے بہت سامان عطا فرمائے۔

Click

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا تمہارے لیے زیادہ مال سے کم مال بہتر ہے۔ تمہارے پاس کم مال ہو اور تم اللہ تعالیٰ کا شکر کرو بجائے اس کے کہ تمہارے پاس مال زیادہ ہو لیکن تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کرو۔

مگر ثعلبہ نے ضد کی کہ بس آپ ﷺ دعا فرمادیں۔

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا۔

اے ثعلبہ! کیا تو میری مانند ہونا پسند نہیں کرتا اگر میں چاہتا تو میرا رب اس پہاڑ کو سونا بنا دیتا اور یہ پہاڑ میرے ساتھ ساتھ چلتا۔

ثعلبہ اب بھی نہیں سمجھا کہنے لگا یا: رسول اللہ ﷺ بس آپ دعا فرمادیجئے اللہ تعالیٰ مجھے بہت مال عطا فرمائے تو میں ہر حقدار کو اس کا حق ضرور دوں گا۔

آپ ﷺ نے ثعلبہ کے لیے دعا فرمادی اور اس نے بکریاں خریدیں۔

آہستہ آہستہ ثعلبہ کی بکریاں بڑھتی رہیں اور اب تو بدینے میں ثعلبہ کی بکریوں کے لیے جگہ ہی نہ رہی تھی۔

ثعلبہ اپنی بکریوں کے ساتھ مدینے سے دور میدان میں آگیا

بکریوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت دولت عطا کر دی۔

اب ثعلبہ کا یہ حال تھا کہ وہ دن میں تو حضور ﷺ کے ساتھ نماز کے لیے حاضر ہوتا مگر رات کو نہیں۔

بکریوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی تھی اور ثعلبہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

اب ثعلبہ کی مصروفیات اور بڑھ گئیں اور اب تو وہ بس جمعہ والے دن ہی مسجد میں حاضر ہوتا۔

مال و دولت کی زیادتی اسے برکتوں اور سعادتوں سے اور دور لے گئی اور اب تو وہ جمعہ کا بھی ناناہ کرنے لگا تھا نہ جمعہ کی نماز نہ کوئی نماز جنازہ۔

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ثعلبہ بن حاطب کی حالت بہت افسوسناک ہے۔ کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کو حکم دیا ثعلبہ سے زکوٰۃ وصول کی جائے۔

دو آدمی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے ثعلبہ کے پاس گئے اور کہا: اے ثعلبہ! ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے بھیجا ہے تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ ثعلبہ نے ان سے کہا کہ تم مجھے اپنا دستور العمل دکھاؤ۔ ان لوگوں نے اسے دستور العمل دکھایا۔

ثعلبہ نے وہ سب پڑھا اور کہنے لگا یہ زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ جزیہ ہے۔ تم دونوں دوسروں کے پاس جاؤ وہاں سے فارغ ہو کر میرے پاس آؤ تب تک میں کچھ سوچتا ہوں۔

جب وہ دونوں زکوٰۃ وصول کر کے واپس ثعلبہ کے پاس آئے اور ثعلبہ سے پوچھا اب ہم واپس مدینے جا رہے ہیں کیا تم زکوٰۃ دو گے؟

ثعلبہ نے کہا: تم لوگ جاؤ میں اس بارے میں غور کروں گا۔

یہ دونوں حضرات ثعلبہ کا جواب سُن کر واپس مدینے لوٹ گئے ابھی یہ دونوں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے ہی تھے اور اس سے پہلے کہ یہ ثعلبہ سے ہونے والی گفتگو نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کرتے آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

ثعلبہ پر افسوس ہے اور قرآن کریم کی یہ تین آیتیں اسی کے بارے میں نازل ہوئیں:

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَیْسَ ءَاتِنَا مِنْ فِضْلِهٖ

لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا

ءَاتٰهُمْ مِنْ فِضْلِهٖ سَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَهُمْ

مُعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی

یَوْمٍ یَّلْقَوْنَہٗ بِمَا اَخْلَفُوْا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا

كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ (سورہ توبہ آیت 75 تا 77)

اور کچھ اُن میں سے وہ ہیں جنہوں نے وعدہ کیا اللہ کے ساتھ کہ اگر اس نے دیا ہمیں اپنے فضل سے ہم دل کھول کر خیرات دیں گے اور ضرور ہو جائیں گے نیکو کاروں میں پس جب اُس نے عطا فرمایا انہیں اپنے فضل سے تو کججوسی کرنے لگے اس کے ساتھ روگردانی کر لی اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے

نفاق جمادیا ان کے دلوں پر اس دن تک جب ملیں گے اس کو اس
وجہ سے کہ انہوں نے خلاف ورزی کی اللہ سے جو وعدہ انہوں نے
کیا تھا اور اس وجہ سے جھوٹ بولا کرتے تھے۔

دادی جان نے آیت تلاوت کی اور ترجمہ سنایا

دادی جان! پھر کیا ہوا؟

پھر یہ ہوا کہ ثعلبہ کے جو رشتہ دار مدینے میں رہتے تھے انہوں نے ثعلبہ کو بتایا تمہارے
بارے میں یہ یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔

اب ثعلبہ گھبرایا اور اپنی زکوٰۃ لے کر پیارے نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا لیکن آپ
ﷺ نے اس کی زکوٰۃ قبول نہیں فرمائی۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرا مال لینے سے منع فرمایا ہے
اس پر وہ رونے لگا اور اپنے سر پہ خاک ڈالنے لگا۔

پیارے نبی ﷺ نے اسے منع کیا تھا تو وہ بضد تھا مجھے مال عطا کیا جائے۔ خیر حضور
ﷺ نے اس کی زکوٰۃ قبول نہیں کی۔

پھر وہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبر ؓ کے دور میں زکوٰۃ لے کر
حاضر ہوا سیدنا ابو بکر صدیق ؓ نے بھی زکوٰۃ لینے سے انکار کر دیا کہ جب نبی کریم
ﷺ نے ہی تمہاری زکوٰۃ قبول نہیں کی تو میں کیسے کر سکتا ہوں!

پھر سیدنا صدیق اکبر ؓ کے وصال کے بعد ثعلبہ اپنی زکوٰۃ لے کر فاروق اعظم ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ اس کی زکوٰۃ قبول کر لی جائے۔

لیکن فاروق اعظم ؓ نے فرمایا کہ تمہاری زکوٰۃ نہ تو نبی کریم ﷺ نے قبول فرمائی نہ خلیفۃ الرسول نے قبول کی میں کیسے تمہاری زکوٰۃ لے سکتا ہوں؟

سیدنا فاروق اعظم ؓ کے وصال کے بعد وہ زکوٰۃ لے کر سیدنا عثمان غنی ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

لیکن آپ نے بھی اس کو وہی جواب دیا جو عمر فاروق نے دیا تھا اور اس طرح ثعلبہ سیدنا عثمان غنی کے زمانے میں بغیر زکوٰۃ ادا کیے ہلاک ہو گیا۔

تو سالم بیٹا! اور بچو!

آپ لوگ کبھی بھی زکوٰۃ کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنا۔ کیونکہ جو مال آپ کے پاس ہے وہ اللہ ہی کا تو دیا ہوا ہے اور یہ تو ان غریبوں کا حق ہے اور انہیں بھی بڑی عزت کے

ساتھ دینا چاہیے۔

ماں

یہ آخری دفعہ کہہ رہی ہوں عالی اسکول کا ہوم ورک مکمل کر لو ورنہ شام میں جب تمہارے ابو آئیں گے تو میں تمہارے ابو سے تمہاری شکایت کروں گی۔ عالی کی امی کافی دیر سے عالی کو ہوم ورک مکمل کرنے کا کہہ رہی تھیں مگر عالی تھا کہ وہ اپنی امی کی بات سن ہی نہیں رہا تھا۔

دادی جان دیکھ رہی تھیں کہ عالی اپنی امی کی بات نہیں سن رہا ہے۔ عالی بیٹا! جلدی سے ہوم ورک مکمل کر لو پھر میں تمہیں ایک زبردست کہانی سناؤں گی۔ دادی جان نے عالی کے کہانی سننے کے شوق کو بھڑکاتے ہوئے کہا کہانی سننے کے شوق میں عالی نے جلدی جلدی ہوم ورک مکمل کر لیا۔ جی دادی جان! ہوم ورک مکمل کر لیا اب کہانی سنائیے۔ عالی نے جلدی جلدی کتابیں بستہ میں رکھتے ہوئے کہا۔۔۔ کہانی سننے کے لیے فیض، عارفہ اور عفت بھی آچکے تھے۔ ہاں بھئی تو چاروں آگئے؟ دادی جان نے پوچھا۔

جی دادی جان! چاروں نے ایک ساتھ کہا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب ہمارے پیارے نبی ﷺ لوگوں کو پیاری پیاری باتیں سکھاتے تھے اچھے اچھے کام لوگوں کو بتاتے تھے۔

اس زمانے میں لوگ اپنی امی کا کہنا بھی نہیں مانتے تھے ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: اپنی امی کا کہنا ماننا چاہیے۔

Click

ایک دن آپ ﷺ لوگوں کو اچھی اچھی باتیں سکھا رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ ایک جگہ ایک شخص نزع کی حالت میں ہے اور اس کا آخری وقت قریب آگیا مگر اس شخص سے کلمہ نہیں پڑھا جا رہا ہے لوگ اس کو کلمہ کی تلقین بھی کر رہے ہیں لیکن اس کی زبان پر کلمہ نہیں آتا۔

پیارے نبی ﷺ نے اُس نوجوان کے بارے میں پوچھا: کیا وہ اپنی زندگی میں اس کلمہ کو پڑھتا تھا؟

اُس شخص نے کہا: بے شک یا رسول اللہ ﷺ وہ اپنی زندگی میں اس کلمہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کو کثرت کے ساتھ پڑھتا تھا۔

پھر آپ ﷺ اپنے پیارے صحابہ کی جماعت کے ساتھ اس نوجوان کے پاس تشریف لے گئے آپ ﷺ نے اس نوجوان کو کلمہ کی تلقین کی پڑھو:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس نوجوان نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میری زبان سے یہ الفاظ نہیں نکل رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی وجہ کیا ہے؟

اس نوجوان نے کہا کہ میں اپنی امی جان کی نافرمانی کرتا تھا ان کا کہنا نہیں سنتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ زندہ ہیں؟

اس نوجوان نے کہا کہ ہاں وہ زندہ ہیں مگر مجھ سے بہت ناراض ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو ان کی امی جان کے پاس بھیجا۔

اُس نوجوان کی امی جان نبی کریم ﷺ کے بارگاہ میں حاضر ہو گئیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ نوجوان تمہارا بیٹا ہے؟
اس نوجوان کی امی جان نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ بے شک یہ میرا بیٹا ہے مگر میں اس
سے ناراض ہوں۔

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا: تم اس کو معاف کر دو۔
اس نوجوان کی امی جان نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ یہ بہت نافرمان ہے اگر میں
اس کو معاف نہ کروں تو؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس کو معاف نہیں کرو گی تو اس کو ایک بھڑکتی ہوئی آگ
میں ڈال دیا جائے گا۔

یہ سن کر اس نوجوان کی امی جان نے کہا:
یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کیا۔
پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس نوجوان سے فرمایا۔

کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تو اس نوجوان نے فوراً پڑھ لیا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جب اس نوجوان نے کلمہ پڑھ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمام خوبیاں اس پروردگار کے
لیے ہیں جس نے میرے ذریعہ سے اس جوان کو دوزخ کی آگ سے بچایا۔
تو بچو اپنی امی جان کا کہنا ماننا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنا چاہیے۔

آسمانی کتابیں

پیٹر یہ کیا ہے تمہارے ہاتھ میں؟ فیض نے پیٹر کے ہاتھ میں انجیل دیکھ کر پوچھا۔

یہ میرے ہاتھ میں کتابِ مقدس انجیل ہے۔ پیٹر نے جواب دیا۔

یہ انجیل ہمارے لیے اتنی ہی مقدس ہے جتنی تمہارے لیے قرآن پاک۔ پیٹر نے مزید

وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اور یہ انجیل ہمارے نبی یسوع مسیح پر نازل ہوئی تھی۔ پیٹر نے فیض کو بتایا

اسکول سے واپس آنے کے بعد فیض نے دادی جان سے پوچھا۔

دادی جان یہ انجیل بھی کیا آسمانی کتاب ہے؟ اور انجیل اور قرآن مجید میں کیا فرق

ہے؟ فیض نے دادی جان سے پوچھا۔

فیض بیٹا! آج آپ کے ذہن میں یہ سوال کیسے آگیا؟ دادی جان نے پوچھا۔

دادی جان! میری کلاس میں ایک عیسائی لڑکا پڑھتا ہے وہ آج اسکول میں انجیل لے کر

آیا تھا اس نے مجھے بتایا کہ یہ انجیل عیسائیوں کے لیے اتنی ہی مقدس ہے جتنی کہ

مسلمانوں کے لیے قرآن پاک۔ فیض نے اسکول میں پیٹر کے ساتھ ہونے والی تمام

گفتگو دادی جان کو بتادی۔

اچھا فیض بیٹا! اب کپڑے تبدیل کر کے کھانا کھا لو پھر ظہر کی نماز ادا کر کے میرے

کمرے میں اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ آجانا پھر میں تمہیں تمہارے سوال کے بارے

میں بتاؤں گی۔

فیض نے کپڑے تبدیل کیے کھانا کھایا اور ظہر کی نماز کی ادائیگی کے بعد چاروں بچے دادی جان کے کمرے میں موجود تھے۔

جی دادی جان! فیض نے دادی جان کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا

آپ سب بچوں کو یہ بات تو معلوم ہی ہے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

پھر انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی بھیجا اور انبیاء کرام پر صحیفے بھی نازل کیے اور چار آسمانی کتابیں بھی نازل کیں۔

جی دادی جان! ہماری اسلامیات کی کتاب میں ان چاروں کتابوں کے نام موجود ہیں۔ عفت نے کہا۔

اچھا ان کے نام بتاؤ عفت بیٹا! دادی جان نے پوچھا۔

جی دادی جان!

1۔ توریت

2۔ زبور

3۔ انجیل

4۔ قرآن

شباباش! اب یہ بتاؤ کہ کون سی کتاب کس پیغمبر پر نازل ہوئی؟ دادی جان نے عفت سے پوچھا

توریت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر

زبور سید ناداؤد علیہ السلام پر

انجیل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر

اور قرآن مجید ہمارے پیارے نبی ﷺ پر نازل ہوا۔

شاباش عفت بیٹی!

اب ہوا یہ کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا داؤد علیہ السلام کی

قوموں نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریف کر دی۔

دادی جان یہ تحریف کیا ہوتی ہے؟ عارفہ نے پوچھا۔

پہلے زمانے میں پریس تو ہوتے نہیں تھے اور آسمانی کتابیں ان کے بڑے بڑے علماء کے

پاس ہی ہوتی تھیں دو چار ہی نسخے ہوتے تھے ان کے علماء اپنے فائدے کے لیے ان میں

اپنی مرضی سے کچھ بھی لکھ لیتے اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہوتا اس کو کاٹ دیتے تھے

غرض یہ کہ من مانی تشریح کرتے تھے اس کو تحریف کہتے ہیں۔

دادی جان نے اپنے طور پر سمجھایا۔

اپنی مرضی کرتے کرتے آسمانی کتابیں کچھ سے کچھ بن گئیں اللہ تعالیٰ کے احکامات

انہوں نے بدل ڈالے اور اپنے اپنے فائدے کی باتیں اس میں ڈال دیں لیکن ہمارے

پیارے نبی ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید تبدیل نہیں ہوئی بلکہ ایک

حرف بھی تبدیل نہیں ہوا۔

لیکن قرآن پاک میں تبدیلی کیوں نہیں ہوئی؟ دادی جان!

اس لیے کہ اس کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

Click

اور جیسے ہی کوئی آیت یا سورۃ نازل ہوتی مسلمانوں کی اکثریت فوراً ہی اس کو یاد کر لیتی تھی اہل عرب کا حافظہ تھا بھی بہت تیز فوراً ہی یاد ہو جاتی جب کہ دیگر کتب کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا تھا وہ کتابیں ان کے علماء کے سپرد کر دی گئی تھیں اور وہ لوگ ان کتابوں کے حافظ بھی نہیں تھے۔

آج دنیا میں ہر جگہ ہم جہاں بھی چلے جائیں ہمیں ساری دنیا میں ایک ہی قرآن مجید ملے گا قرآن مجید نبی کریم ﷺ کا ایک ایسا معجزہ ہے جس کی وجہ سے مامون رشید کے دور میں ایک یہودی مسلمان ہو گیا تھا۔ دادی جان نے بتایا

وہ کیسے؟ دادی جان! عالی نے پوچھا۔

خلیفہ مامون رشید بڑا علم دوست حاکم تھا وہ اہل علم کو اپنے پاس جمع رکھتا تھا دنیا بھر کے قابل علماء اُس کے پاس موجود رہتے تھے۔

ان ہی لوگوں میں ایک قابل یہودی بھی تھا خلیفہ مامون نے اس یہودی کی ذہانت دیکھی تو اسے اسلام کی دعوت دی مگر اس یہودی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور خلیفہ مامون کے پاس سے چلا گیا۔

ایک سال گزرنے کے بعد وہ شخص ایک دن مامون کے دربار میں آیا لیکن اب وہ مسلمان ہو چکا تھا۔

اُس نے فقہ کے موضوع پر بہت اچھی گفتگو کی خلیفہ مامون نے پوچھا: جب ہم نے تمہیں اسلام کی دعوت دی تو تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر تم نے کیوں اور کیسے اسلام قبول کیا؟

اس شخص نے کہا کہ جب آپ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو میں نے سوچا کہ کیوں نا تمام دینوں کا امتحان لیا جائے اور دیکھا جائے کہ کون سا دین سچا ہے؟ اور کون سا دین اچھا دین ہے؟

اس کے لیے میں نے سب سے پہلے یہودیت کا امتحان لیا۔ میں فن کتابت پر عبور رکھتا ہوں اس لیے میں نے ادیان کو پرکھنے کے لیے اس فن کو استعمال کیا۔

یہودی توریت پر ایمان رکھتے ہیں میں نے توریت لکھنا شروع کی اور توریت کے تین نسخے لکھے اور ان نسخوں میں، میں نے اپنی طرف سے کچھ باتیں ڈال دیں اور کچھ نکال دیں۔ پھر میں ان تینوں نسخوں کو لے کر یہودیوں کی عبادت گاہ کلیسا میں گیا اور انہیں وہ تینوں نسخے فروخت کے لیے پیش کیے۔

ان کے علماء نے خوشی خوشی ان تینوں نسخوں کو خرید لیا۔

پھر میں نے انجیل کی طرف توجہ دی میری کتابت کا طوطی بولتا تھا میں نے تین نسخے انجیل کے بھی لکھ لیے اور ان میں بھی اپنی طرف سے کچھ ڈال دیا اور کچھ نکال دیا پھر میں تینوں نسخے لے کر عیسائیوں کے عبادت خانے گر جاگھر چلا گیا اور وہ تینوں نسخے انہیں پیش کیے۔

عیسائیوں کے علماء نے بھی ان نسخوں کو خوشی خوشی قبول کیا۔

پھر میں نے قرآن کریم کی طرف توجہ کی اور اس کے بھی تین نسخے لکھے اور ان تینوں نسخوں میں اپنی طرف سے کچھ ڈالا اور کچھ نکالا، کمی بیشی کر کے میں انہیں بھی مسلمانوں کے پاس لے گیا اور انہیں بھی یہ تین نسخے پیش کیے انہوں نے وہ نسخے مجھ سے

لے لیے اور اس کو بغور پڑھا ایک ایک لفظ دیکھا۔ جب انہوں نے اس میں زیادتی اور کمی پائی تو انہوں نے ان اوراق کو میرے منہ پر دے مارا اور خریدنے سے انکار کر دیا۔ اُس وقت میں سمجھ گیا کہ قرآن مجید میں تحریف نہیں ہو سکتی یہ کتاب محفوظ ہے تو اس وجہ سے میں نے اسلام قبول کر لیا۔

تو اب جو کتاب آپ نے اپنے ہم جماعت پیٹر کے ہاتھ میں دیکھی تھی وہ تو تحریف شدہ ہے ہم مسلمان جس کتاب قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں بس وہ تحریف سے پاک ہے۔ اچھا بچو!

اب آپ اپنے اسکول کا ہوم ورک کرو اور میں بھی کچھ آرام کروں وادی جان نے عالی کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

<http://t.me/Tehqiqat>

بتوں کی رسوائی

بہت پرانے زمانے کی بات ہے مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک مندر تھا جس میں سواع نام کا بت رکھا ہوا تھا مشرکین اس بت کی پوجا کیا کرتے تھے اس پر بھینٹ چڑھاتے تھے۔

ایک دن قبیلہ بنو ظفر کے لوگوں نے راشد بن عبد ربہ کو بلایا اور ان سے کہا کہ کہا وہ بنو ثقیف کے مندر جہاں سواع کا بت نصب ہے چلے جائیں گے۔

راشد بن عبد ربہ نے رضا مندی ظاہر کر دی تو بنو ظفر کے لوگوں نے انہیں چڑھا دیا اور کہا کہ یہ چڑھاؤ سواع بت پر چڑھا دینا۔

راشد بن عبد ربہ نے ان کا چڑھاؤ لیا اور روانہ ہو گئے راستے میں انہوں نے سوچا کہ بجائے پہلے سواع بت کے پاس چلیں راستے میں ایک اور مندر تھا وہاں بھی پوجا پاٹ کر لیں۔

جب راشد بن عبد ربہ اس مندر میں داخل ہوئے تو اچانک اس بت میں سے آواز آئی۔ بڑی تعجب و حیرت کی بات ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے وہ نبی ظاہر ہوا ہے جو زنا، سود اور بتوں کی قربانی کو حرام قرار دیتا ہے اور آسمانوں کی حفاظت کی جارہی ہے اور ہم پر شہاب مارے جارہے ہیں۔

راشد بن عبد ربہ اسی شش و پنج میں تھے کہ بھلا بت کیسے بول سکتے ہیں کہ اس کے بعد اس مندر کے ایک اور بت نے بولنا شروع کر دیا اس میں سے آواز آئی:

وہ ضحار جس کی تو پوجا کیا کرتا تھا نابود ہوا نبی احمد کا ظہور ہوا جو نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے، روزہ رکھنے، نیکی کرنے اور صلہ رُحمی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

ابھی حیرت سے اس بت کو تک ہی رہے تھے کہ اس کے بعد تیسرے بت سے آواز آئی بلاشبہ وہ شخص نبوت و ہدایت کا ابن مریم کے بعد وارث ہوا ہے جو قریش سے ہے اور ہدایت یافتہ ہے وہ نبی گزشتہ اور آئندہ کی خبریں دیتا ہے راشد بن عبد ربہ نے حیرانگی کے ساتھ سب کچھ سنا اسی حیرانگی اور پریشانی میں وہ وہاں سے سواع بت کے مندر کی طرف روانہ ہوئے تاکہ لوگوں کے چڑھاوے چڑھا سکیں۔

جیسے ہی وہ مندر کے اندر داخل ہوئے دیکھا کہ دو لومڑیاں اس بت پر لگی ہو دھول کو چاٹ رہی ہیں اور جو بھینٹ کی چیزیں ان کے سامنے پڑی ہیں اُن کو کھا رہی ہیں اس کے بعد وہ دونوں لومڑیاں اس بت پر چڑھیں اور اس پر پیشاپ کیا۔

یہ دیکھ کر تو راشد بن عبد ربہ کی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے کہا:

کیا یہ بت رب ہو سکتا ہے؟ جس کے سر پر دو لومڑیاں پیشاپ کر رہی ہوں یہ یقیناً ذلیل و خوار ہیں۔

یہ اُس وقت کی بات ہے جب ہمارے پیارے نبی ﷺ مدینے میں جلوہ افروز تھے۔ راشد بن عبد ربہ وہاں سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

آپ ﷺ نے انہیں زمین کا ایک ٹکڑا اور پانی کا ایک مشکیزہ عطا فرمایا اور اس پانی میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا اور حضرت راشد بن عبد ربہ سے فرمایا: اس مشکیزہ کے کچھ پانی کو زمین کے بالائی حصے میں بہا دینا اور بقیہ پانی سے لوگوں کو منع نہیں کرنا۔

تو انہوں نے جا کر ایسا ہی کیا

وہ پانی آج بھی جاری و ساری ہے اور زمین کے اس ٹکڑے پر انہوں نے کھجوروں کے درخت لگائے۔

لوگ کہتے ہیں کہ وہاں کی ساری آبادی اس چشمے سے پانی پیتی ہے اور لوگ اس کو ”ماء الرسول“ کے نام سے پکارتے ہیں اور وہاں کے لوگ اس پانی سے غسل کرتے ہیں اور شفا یاب ہوتے ہیں۔

یہ ہے نبی کریم ﷺ کے لعاب کی برکت۔

رومال نہیں جلا

شام ہو چکی تھی بچے اب اس انتظار میں تھے کہ دادی جان انہیں رومال والی کہانی سنائیں فیض، عالی، عفت اور عارفہ دادی جان کے کمرے جمع تھے۔

ہاں بھی بچو! آج میں تمہیں رومال والی کہانی سناتی ہوں۔ دادی جان نے بچوں کا اشتیاق دیکھتے ہوئے کہا۔

حضرت انس بن مالک ہمارے پیارے نبی ﷺ کے پیارے صحابی تھے ایک دن ان کے گھر کچھ مہمان آئے تو آپ نے اپنی کنیز سے کہا کہ دسترخوان لگاؤ اور دسترخوان پر کھانا چن دو۔

کنیز نے حکم کی تعمیل کی دسترخوان بچھایا اور پھر دسترخوان پر کھانا چن دیا پھر فرمایا وہ رومال لاؤ۔

کنیز ایک رومال لے کر آئی جو کافی پرانا رومال تھا۔

پھر حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ تنور میں آگ جلاؤ۔

کنیز نے تنور میں آگ جلائی۔

اب حضرت انس بن مالک نے کنیز سے کہا کہ اس رومال کو اس آگ میں ڈال دو۔

کنیز نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اور اس رومال کو تنور کی آگ میں ڈال دیا۔

Click

اوہ! پھر تو وہ رومال جل گیا ہو گا۔ عالی کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

نہیں رومال جلا ہی نہیں دادی نے کہا۔

لیکن دادی جان آگ نے رومال نہیں جلا یا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ عفت نے پوچھا

آگے تو سنو!

پھر جب اس رومال کو دوبارہ نکالا تو وہ دودھ کی طرح سفید تھا۔

مہمانوں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ کہ تنور کی آگ نے

اس رومال کو نہیں جلا یا بلکہ خوب صاف کر دیا۔

حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ اس رومال سے نبی کریم ﷺ اپنے روئے انور اور

ہاتھ مبارک صاف کیا کرتے تھے تو جب یہ رومال دوبارہ استعمال کرنا ہوتا ہے تو ہم اس

کو آگ میں ڈال دیتے ہیں تو یہ دوبارہ نیا ہو جاتا ہے کیونکہ آگ اس چیز کو نقصان نہیں

پہنچاتی جو انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں سے مس ہو جاتی ہے۔

چوری کی سزا

عالی یہ کس کی پینسل ہے؟ امی نے عالی کے ہاتھ میں نئی پینسل دیکھتے ہوئے پوچھا
امی یہ میرے دوست نے مجھے دی ہے۔ عالی نے جواب دیا
آپ کے دوست نے آپ کو یہ پینسل کس خوشی میں دی ہے؟ عالی بیٹا! امی نے ماتھے پر
تیوریاں چڑھاتے ہوئے کہا۔

امی بس اس نے دی ہے۔ عالی نے کمزور سا جواب دیا۔
اچھا اس نے دی ہے یا تم نے چرائی ہے؟ امی نے سختی کے ساتھ عالی سے پوچھا۔
امی میں نے چرائی نہیں ہے اس کی پینسل زمین پر گری ہوئی تھی میں نے اٹھا کر اپنے
پاس رکھ لی۔ عالی نے امی کا عقدہ دیکھتے ہوئے صاف گوئی سے کہا۔
عالی بیٹا پہلے تو آپ نے دوسرے کی چیز اٹھائی اگر اس کی پینسل گر گئی تھی تو آپ اُسے
اٹھا کر دے بھی سکتے تھے دوسرا آپ نے جھوٹ بولا کل یہ پینسل آپ اُسے واپس کر
دیجیے گا اور اس سے معافی بھی مانگنا۔ امی نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔
دادی جان عالی کو ڈانٹ پڑتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔

شام میں دادی جان نے چاروں کو بلایا۔
عارفہ، عفت، فیض اور عالی چاروں ہی دادی جان کے گرد جمع تھے اور وہ سب تو دادی
کے دیوانے تھے اور کیوں نہ ہوتے روز ایک نئی کہانی سننے کو جو ہلتی تھی۔

پیارے بچو!

یہ بات ہے اُس وقت کی جب ہمارے پیارے نبی ﷺ مدینے میں تشریف فرما تھے اگر لوگوں کو کوئی مسئلہ معلوم کرنا ہوتا تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اپنا مسئلہ بیان کرتے۔

آپ ﷺ ان کو اُس مسئلے کا حل بتاتے کوئی شخص اپنی مالی پریشانی کا تذکرہ کرتا۔ کوئی اپنی بیماری کا تذکرہ کرتا غرض یہ کہ جس کا جو مسئلہ ہوتا وہ بیان کرتا۔

آپ ﷺ ان کے مسائل کو حل فرماتے لوگوں کے مقدمات کے فیصلے بھی مسجد میں ہی ہوا کرتے تھے ایک دن ایک مقدمہ آپ ﷺ کے سامنے لایا گیا کہ فلاں شخص نے چوری کی ہے۔

آپ ﷺ نے مقدمہ سنا فریقین کے دلائل سنے جب جرم ثابت ہو گیا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

اُس چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

لیکن وہ چور اب بھی چوری سے باز نہیں آیا اور کچھ دنوں کے بعد اُس نے دوبارہ چوری کی اور پکڑا گیا اب اُس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔

بچو! دوسروں کی چیزیں چرانا یہ بہت بری بات ہے اسلام میں چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جاتی ہے اگر دنیا میں سزا نہیں ملی تو آخرت میں ضرور ملے گی۔

پیارے بچو! کسی کی کوئی چیز نہیں بچراتے اور نہ ہی کوئی پڑی ہوئی چیز اٹھاتے ہیں۔

Click

غیبت اور روزہ

رمضان کا مہینہ شروع ہو چکا تھا روزانہ ہی دسترخوان پر طرح طرح کی نعمتیں سچی ہوتی تھیں قرآن کریم کی تلاوت، درود شریف کی کثرت، ذکر و اذکار کی محفلیں، تراویح کی نمازیں بس رحمت برکت اور عبادات کا خوبصورت اور حسین موسم ہوتا ہے۔

دادی جان روزانہ کی طرح صحن میں بیٹھی آج بھی تسبیح پڑھ رہی تھیں۔

السلام علیکم دادی جان! سمیعہ نے زور سے دادی جان کو سلام کیا۔

سمیعہ دادی جان کے پڑوس میں رہا کرتی تھی فرسٹ ایئر کی طالبہ تھی اکثر دادی جان سے ملنے آتی رہتی تھی۔

دادی جان آپ کو معلوم ہے کہ وہ خالدہ آنٹی جو برابر گلی میں رہتی ہیں بہت ہی بُری عادتوں کی مالک ہیں۔

سمیعہ بیٹی! دادی جان نے سمیعہ کو پیار سے پکارا۔

آپ کا روزہ ہے نا؟ دادی جان نے پوچھا۔

جی دادی جان! سمیعہ نے ادب سے کہا۔

پھر آپ انسانی گوشت کیوں کھا رہی ہیں؟ دادی جان نے سمیعہ سے پوچھا۔

لیکن دادی جان! میں تو کچھ بھی نہیں کھا رہی ہوں سمیعہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

Click

یہ جو تم خالدہ آنٹی کی برائی کر رہی ہو اس کو غیبت کہتے ہیں۔

حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جو شخص دوسرے مسلمان بھائی، بہن کی غیبت کرے وہ مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔

آؤ بیٹی میں تمہیں ایک واقعہ سناؤں پیارے نبی ﷺ لوگوں کا تزکیہ اور لوگوں کی تربیت فرماتے تھے۔

ایک دن آپ ﷺ نے لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

لوگوں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی اور روزہ رکھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جب روزہ افطار کرو تو مجھ سے اجازت لے لینا میری اجازت کے بغیر روزہ افطار نہ کرنا

لوگوں نے پیارے نبی ﷺ کے حکم کی تعمیل کی۔

پھر جب شام ہو گئی تو ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں نے سارا دن روزے سے گزارا ہے اگر اجازت ہو تو میں روزہ افطار کر لوں؟

آپ ﷺ نے انہیں اجازت عطا فرمادی۔

اسی طرح لوگ آتے رہے اور افطار کی اجازت طلب کرتے رہے اور آپ ﷺ لوگوں کو اجازت عطا کرتے رہے۔

پھر ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اس جگہ دو عورتیں بھی روزے دار ہیں اور ان کی حالت ایسی ہے کہ اگر انہوں نے افطار نہیں کیا تو کچھ دیر میں پیاس سے مر جائیں۔

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا ان کو بلاؤ!

وہ دونوں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔

آپ ﷺ نے ایک برتن منگوایا

برتن لایا گیا آپ ﷺ نے ان دونوں عورتوں سے فرمایا کہ اس برتن میں قے کر دو۔

دونوں عورتوں نے اس برتن میں قے کر دی کچے خون، پیپ اور گوشت کے ٹکڑے

اس میں سے نکلے۔

پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

تم دونوں نے خدا کے حلال کیے ہوئے رزق سے تو کھا کر روزہ رکھا اور اپنے روزے کو

خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے افطار کر کے روزہ افطار کیا کیونکہ تم دونوں ایک

دوسرے کے پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں یعنی غیبت کرتی رہی ہو۔

تو سمیعہ بیٹی! ہمیں غیبت سے بچنا چاہیے۔ دادی جان نے سمیعہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

جی دادی جان میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتی ہوں کہ آئندہ غیبت جیسے گناہ سے بچوں گی

اللہ تعالیٰ میرے اس گناہ کو معاف فرمائے اور آئندہ ہمیں اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا

فرمائے۔

معافی

دیکھیں دادی جان! عالی نے میرے کپڑے خراب کر دیئے۔ فیض نے دادی جان سے شکایت کی۔

عالی عالی ادھر آؤ۔ دادی جان نے عالی کو بلایا۔

جی دادی جان! عالی نے آنکھیں نیچی کرتے ہوئے کہا۔

تم نے فیض کے کپڑے کیوں خراب کیے؟ دادی جان نے سرزنش کرتے ہوئے کہا۔

دادی جان فیض بھائی نے بھی ایک دفعہ میرے کپڑے خراب کیے تھے تو آج میں نے بدلہ لے لیا۔ عالی نے اپنے طور پر صفائی پیش کی۔

عالی بیٹا یہ تو بہت بُری بات ہے بڑے بھائی جان ہیں۔ دادی جان نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

دادی جان! لیکن بھائی نے بھی تو میرے ساتھ ایسا ہی کیا تھا۔ عالی نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

دیکھو عالی بیٹا! کسی نے اگر غلطی کی اور غلط کام کیا تو کیا ضروری ہے کہ ہم بھی وہی غلط کام کریں۔ نہیں نا!۔۔۔۔۔ اگر بھیا نے ایسا کیا تھا تو غلط کیا تھا آپ کو بھیا کو معاف

کر دینا چاہیے تھا کیونکہ ہمارے نبی ﷺ بھی لوگوں کو معاف کر دیتے تھے۔ دادی

جان نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

Click

عالی کا مزاج ابھی تک افسردہ تھا۔ بھیا کچھ بھی کرے اسے کوئی کچھ نہیں کہتا میری ڈانٹ پڑ جاتی ہے۔ عالی نے بڑ بڑاتے ہوئے کہا۔

اس کی بڑ بڑاہٹ دادی جان کے کانوں تک پہنچ چکی تھی ادھر آؤ عالی بیٹا! دادی جان نے اپنے لاڈلے پوتے عالی کو پیار سے اپنے قریب بلایا۔

دیکھو بیٹا اچھی بات تو سیکھنا چاہیے نا! اور اس پر عمل بھی کرنا چاہیے، چاہے کوئی عمل کرے یا نہیں ہمیں ضرور اچھی بات پر عمل کرنا چاہیے دادی جان نے عالی کو پیار کرتے ہوئے کہا آؤ میں تم کو ایک واقعہ سناتی ہوں۔

یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے لوگوں کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا شروع کیا تو حید کی دعوت دی تو لوگ آپ ﷺ کے دشمن ہو گئے اور وہ بس موقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ کوئی موقع ملے اور وہ نبی کریم ﷺ کی جان لے لیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کرنے تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک ایسی وادی نظر آئی جس میں درخت ہی درخت تھے۔ آپ ﷺ قریب ہی ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام فرما ہو گئے اور اپنی تلوار آپ ﷺ نے اس درخت پر لٹکادی۔

ایک اعرابی جس کا نام دشور تھا اور یہ ایمان نہیں لایا تھا اس وادی کے قریب سے گزر رہا تھا جب اس نے آپ ﷺ کو اس طرح آرام کرتے دیکھا اور دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس تلوار بھی نہیں ہے آپ ﷺ کے جاثار بھی کچھ فاصلے ہیں اور وہ بھی آرام

کر رہے ہیں تو وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا آپ ﷺ کے قریب پہنچا اور آہستگی سے وہ تلوار
ورخت سے اتار لی۔

آپ ﷺ نے آنکھیں کھول لیں جب دُشور نے دیکھا کہ آپ ﷺ تو بیدار ہیں
تو اُس نے کہا اے محمد ﷺ آج تمہیں کون مجھ سے بچائے گا؟

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا۔ اللہ

بس یہ سنتے ہی دُشور کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔

نبی کریم ﷺ نے وہ تلوار اٹھالی اور دُشور سے پوچھا: بتا اب تجھے مجھ سے کون بچائے
گا؟

اب دُشور تو بری طرح کانپ رہا تھا کہنے لگا کہ کوئی نہیں۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اُس کو معاف فرما دیا۔

دُشور واپس چلا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے اس حسن سلوک
سے متاثر ہو کر ایمان لے آیا۔

دیکھا عالی بیٹا! آپ نے ہمارے پیارے نبی ﷺ نے تو اپنے جانی دشمن کو بھی معاف
فرما دیا۔

ہم کو بھی چاہیے کہ ہم دوسروں کو معاف کر دیا کریں اس سے اللہ تعالیٰ اور
حضور ﷺ خوش ہوں گے اور جب دونوں راضی ہو جائیں گے تو جنت ہماری ہو جائے
گی۔

خطرناک سازش

رات کافی ہو چکی تھی لیکن نیند فیض کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی کیا کروں؟ فیض نے سوچا کیوں نامطالعہ کیا جائے

اور پھر کچھ ہی دیر کے بعد ایک کتاب فیض کے ہاتھ میں موجود تھی

واقعہ بہت دلچسپ تھا فیض نے اس واقعہ کو پڑھنا شروع کیا

وہ تحریر کچھ اس طرح سے شروع ہو رہی تھی

ہر طرف رات کی تاریکی چھائی ہوئی تھی ہر شخص اپنے گھر میں نرم بستر پر آرام کر رہا تھا مملکت اسلام کانیک دل بادشاہ نور الدین زنگی بھی دن بھر کے امور مملکت انجام دینے کے بعد اپنے کمرے میں آرام کر رہا تھا۔

وہ کیا شاندار رات تھی نور الدین زنگی کی قسمت ہی چمک اٹھی۔

بادشاہ نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی یہ تو بہت خوشی کی بات تھی بڑے اعزاز کی بات تھی۔ دل افروز اور ایمان افروز کیفیت تھی۔

بادشاہ نے ایک ہی رات میں یہ خواب تین بار دیکھا۔

بادشاہ نے خواب دیکھا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ خواب میں تشریف لائے ہیں پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کا دیدار کسی بھی مسلمان کے لیے نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں نورالدین زنگی جیسے نیک صالح مسلمان بادشاہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

خواب میں بادشاہ نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ہر مرتبہ دو بد بختوں کی جانب اشارہ فرما رہے ہیں اور نورالدین زنگی سے فرمایا:

کیا تو مجھے ان دونوں کے شر سے نہیں بچائے گا؟
نورالدین زنگی کو اس خواب نے بے چین کر دیا۔

نورالدین زنگی کی نیند ایک دم سے اڑ گئی اسی وقت وزیر کو طلب کیا اور اس سے سارا واقعہ بیان کیا۔

وزیر نے کہا: امیر المومنین لگتا ہے کہ مدینے میں کوئی غیر معمولی واقعہ رونما ہوا ہے یا ہونے جا رہا ہے۔

نورالدین زنگی نے اسی وقت ایک ہزار سواروں کا لشکر تیار کرنے کا حکم دیا اور فوراً ہی مدینے کی جانب روانہ ہو گیا۔

مدینے پہنچ کر سب سے پہلے آقائے دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا۔

صلوٰۃ و سلام کے بعد نورالدین زنگی نے تمام اہل مدینہ کو حکم دیا کہ تمام لوگ بادشاہ کے پاس آئیں اور بادشاہ کے ہاتھ سے اپنا تحفہ وصول کر کے جائیں لوگ بادشاہ کے سامنے آتے رہے اور بادشاہ سے تحفے وصول کرتے رہے۔

نور الدین زنگی ہر شخص کو بغور دیکھتا اور ان کو تحفے دیتا رہتا یہاں تک کہ تمام لوگ اپنے اپنے تحائف لے کر چلے گئے۔

نور الدین زنگی کو بڑی حیرت ہوئی کہ جو دو چہرے خواب میں حضور ﷺ نے دکھائے تھے وہ نظر نہیں آئے۔

نور الدین زنگی کی تشویش بڑھ چکی تھی۔

بادشاہ نے اہل مدینہ سے پوچھا کہ کیا تم میں سب لوگ تحائف لے چکے ہیں یا کوئی باقی بھی رہ گیا ہے جس کو تحفہ نہ ملا ہو؟

اہل مدینہ نے کہا کہ تقریباً تمام ہی لوگ تحفے وصول کر چکے ہیں ہاں لیکن! دو اشخاص ایسے ہیں جو بہت نیک اور صالح ہیں ان کا تعلق اندلس سے ہے وہ لوگ بس اپنے کام سے کام رکھتے ہیں دن رات عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور شب و روز صدقات، خیرات دیتے رہتے ہیں اور بادشاہوں کے دربار میں آنے جانے سے گریز کرتے ہیں۔

نور الدین زنگی نے ان دونوں کو دربار میں بلایا۔

جب وہ دونوں نور الدین زنگی کے سامنے آئے تو نور الدین زنگی نے ان دونوں کو فوراً پہچان لیا۔

بادشاہ نے ان سے پوچھا تم دونوں کہاں رہتے ہو؟

انہوں نے بھولا بھالا چہرہ بناتے ہوئے کہا کہ ہم روضہ رسول کے قریب ہی ایک ٹوٹے پھوٹے ویران گھر میں رہتے ہیں اور بس عبادت کرتے ہیں۔

نور الدین زنگی ان دونوں مکاروں کی عیاری و مکاری سمجھ چکا تھا بادشاہ نے ان دونوں کو ساتھ لیا اور ان کے مکان تک چلا گیا۔

مکان کیا تھا، مکان نما کھنڈر تھا، چند کتب اور بہت ساری دولت کے علاوہ نور الدین زنگی کو کوئی بھی خاص چیز نظر نہیں آئی اہل مدینہ بھی ساتھ ساتھ تھے اور وہ لوگ ان دونوں کی بہت تعریف کر رہے تھے۔

اچانک بادشاہ کو اپنے پیروں کے نیچے لکڑی کا تختہ محسوس ہوا۔

بادشاہ نے چٹائی ہٹا کر اس تختے کو ہٹایا تو وہاں ایک سرنگ نظر آئی جو حجرہ مقدسہ تک جاتی تھی۔

یہ دیکھ کر تو وہاں موجود ہر شخص لرز کر رہ گیا۔

نور الدین زنگی کے چہرے پر غیض و غضب کے آثار نمایاں ہو رہے تھے بادشاہ نے قہر آلود نظروں کے ساتھ ان سے پوچھا کہ سچ بتاؤ کہ معاملہ کیا ہے؟ ان دونوں کو اپنی موت صاف نظر آرہی تھی۔

انہوں نے کہا کہ ہم دونوں عیسائی ہیں، عیسائی بادشاہ نے ہمیں مغربی حاجیوں کے روپ میں یہاں بھیجا اور ہمیں وافر مقدار میں مال و دولت بھی دیا تاکہ ہم حضور ﷺ کے جسد اطہر تک پہنچ جائیں اور آپ ﷺ کا جسد انور نکال کر اپنے ملک لے جائیں۔

اس مقصد کے لیے ہم نے روضہ انور کے قریب اس خالی اور ویران مکان کو اپنا مسکن بنایا۔

ہم رات کے وقت اس سرنگ کو کھودتے اور جو مٹی نکلتی اسے لے جا کر جنت البقیع میں ڈال آتے ہیں۔

نور الدین زنگی کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تو ایک جا رہا تھا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا، آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ نور الدین زنگی نے ان دونوں کی گردن مارنے کا حکم دیا دونوں بد بختوں کی گردنیں فی الفور اڑادی گئیں۔

پھر بادشاہ نے روضہ انور کے چاروں طرف ایک گہری خندق کھونے کا حکم دیا جب خندق تیار ہو گئی تو بادشاہ نے اس خندق کو پگھلے ہوئے سیسے سے بھرنے کا حکم دیا اس طرح روضہ رسول کے گرد سیسے سے بھری ہوئی مضبوط دیوار بن گئی۔

اس کام کو انجام دینے کے بعد نور الدین زنگی شام کی جانب روانہ ہو گیا۔ بزرگان دین کہتے ہیں کہ ان دو بد بختوں کو کسی اور ذریعے سے بھی ہلاک کیا جاسکتا تھا مگر یہ شرف نور الدین زنگی کو عطا ہوا اور قیامت تک کے لیے عزت و شرف کا تاج اس کے سر پر سجا دیا گیا۔

کتنا زبردست واقعہ ہے فیض نے اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کیے فیض کو اب نیند بھی آرہی تھی اس لیے کتاب کو سرہانے رکھ کر سو گیا

زندگی

آج کل اسکول کی چھٹیاں ہو چکی تھیں۔

چاروں ہی بچے شراتوں میں لگے ہوئے تھے نیندان کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔
بچو! جلدی سو جایا کرو تا کہ صبح جلدی اٹھ سکو۔ امی نے چاروں بچوں کو بستر پر لٹاتے ہوئے کہا۔

مگر نیند بھلا ان چاروں کو کیسے آتی؟

صبح دیر سے جو جاگتے تھے دادی جان کی آواز پر وہ فجر کی نماز کے لیے جاگتے اور پھر واپس سو جاتے تھے۔

امی کے کمرے سے نکلتے ہی وہ چاروں پھر اٹھ کے بیٹھ گئے۔

فیض بھائی کوئی کہانی سنائیے نا آپ، عارفہ نے فیض سے کہا۔

آج میں ایک کتاب پڑھ رہا تھا اُس میں لکھا تھا کہ شہید زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس روزی بھی پاتے ہیں۔

لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ فیض نے کہا۔

آؤ ہم سب لوگ دادی جان کے کمرے میں چلتے ہیں اور دادی جان سے پوچھتے ہیں۔ فیض نے کہا۔

لیکن دادی جان سو تو نہیں گئی ہو گی؟ عالی نے تشویش کے ساتھ کہا۔

Click

ارے نہیں! دادی جان دیر سے سوتی ہیں۔ عفت نے کہا۔
ایک منٹ رکو میں دیکھتی ہوں دادی جان کے کمرے کی لائٹ جل رہی ہے کہ نہیں۔
عارفہ نے آہستگی سے دروازہ کھول کر دیکھا تو دادی جان کے کمرے کی لائٹ روشن
تھی۔ آؤ چلیں عارفہ نے سب کو کہا اور سب دبے پاؤں دادی جان کے کمرے کی جانب
بڑھنے لگے۔

السلام علیکم دادی جان! سب نے ایک ساتھ سلام کیا۔
وعلیکم السلام۔ ارے بچو! تم لوگ ابھی تک سوئے نہیں۔
دادی جان نیند نہیں آرہی ہے۔ عارفہ نے کہا۔

دادی جان! میں نے کتاب میں پڑھا تھا کہ شہید زندہ ہے اُسے مردہ نہ کہو وہ اپنے رب
کے پاس روزی بھی پاتے ہیں لیکن ایک بات سمجھ نہیں آرہی شہید زندہ ہے اور اسے
روزی بھی ملتی ہے وہ کیسے؟ فیض نے پوچھا۔
بس اتنی سی بات ہے دادی جان نے پوچھا۔
جی ہاں دادی جان! فیض نے کہا۔

دیکھو بچو! جو بات اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے فرمادی وہ سچ ہے وہ حق ہے ہم
اس پر ایمان لاتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنی نشانیوں کو
اپنے بندوں پر ظاہر فرمادیتا ہے۔ جس سے لوگوں کے دلوں میں اسلام کی صداقت اور
عظمت میں اضافہ ہوتا اور اسلام کی عزت و تکریم بڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن کی

شکل میں ہدایت نازل کی ہے اس کو تقویت ملتی ہے اور سب سے بڑھ کر انسانوں کو دلیل مل جاتی ہے۔

آؤ میں تم کو ایک سچا تاریخی واقعہ سناتی ہوں اس واقعہ کو علامہ یوسف بن اسمعیل نہبانی نے اپنی کتاب ”معجزات سید المرسلین“ میں بھی نقل کیا ہے۔

بہت عرصے پہلے کی بات ہے ملک خوارزم میں ایک مسلمان بڑھئی رہا کرتا تھا اس کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے یہ غریب آدمی تھا روزانہ جتنا کما تا بس وہ اسی دن کے لیے پورا ہو جاتا hand to mouth والا معاملہ تھا۔

دادی جان! اُن کے پڑوسی اُن کی مدد نہیں کرتے تھے کیا؟ عفت نے حیرت سے پوچھا

بیٹا وہ پوری بستی ہی غریب مسلمانوں کی تھی سب کا حال ایک جیسا تھا کوئی کسی کی کیا مدد کرتا۔

ایک دن کیا ہوا قطع نام کے ایک ظالم اور کافر بادشاہ نے اہل خوارزم پر حملہ کر دیا، اس بادشاہ کو مسلمانوں سے خدا واسطے کا بیر تھا یہ مسلمانوں کا بہت بڑا دشمن تھا اس نے اس بستی میں مسلمانوں کو چن چن کر قتل کر دیا۔

ان کے ہاتھ جو عورت لگی انہوں نے اس کو قیدی بنا لیا اور نوجوانوں کو قتل کر دیا اور پورے خوارزم میں خوب لوٹ مار اور تباہی مچائی خوارزم کے سپاہی جہاں تک قطع کی فوج کا مقابلہ کر سکتے تھے کیا، اس کے بعد وہ قلعے کے اندر چلے گئے اور قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔

اس وقت خراسان کے والی ابوالعباس بن طاہر کا دور حکومت تھا جب ابوالعباس کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے فوراً ہی ایک لشکر اقطع بادشاہ کی سرکوبی کے لیے روانہ کر دیا۔ دوسری جانب اقطع بادشاہ نے قلعے کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔

قلعے میں محصور نوجوانوں کے دل جذبہٴ جہاد سے سرشار تھے جوش و ولولہ سے فلک شکاف نعرے لگا رہے تھے نعرہٴ تکبیر اللہ اکبر، نعرہٴ رسالت یا رسول اللہ ﷺ ان نوجوانوں نے گورنر سے جا کر کہا: ہم باہر جا کر ان کافروں سے دو بدو لڑنا چاہتے ہیں۔ گورنر نے ان نوجوانوں کو سمجھایا کہ اس وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کی ضرورت ہے، جب تک سلطان کا لشکر نہ پہنچ جائے باہر نکل کر جنگ کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔

لیکن نوجوانوں کے اندر تو جوش تھا وہ قلعے کی فصیل پر چڑھ گئے اور اسلحہ لے کر کافروں پر حملہ کر دیا۔

کافروں نے بھی جوابی حملہ کیا اور مسلمانوں کو نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔ جب مسلمان نیچے اترے تو وہاں بڑی تعداد میں کافر جمع تھے۔

ان کے سامنے مسلمانوں کی حالت بکریوں کے ریوڑ کی طرح ہو گئی ان کے اور قلعے کے درمیان رابطہ بھی منقطع ہو گیا انہیں بروقت امداد بھی نہیں مل سکی لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور جوش و ولولہ کے ساتھ ایک دوسرے کو دادِ شجاعت دیتے ہوئے شاندار جنگ لڑی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

شوق شہادت سے سرشار ان مسلمانوں نے نہ بھوک کی پرواہ کی نہ پیاس کی، حالانکہ انہیں سخت پیاس اور بھوک کا سامنا تھا ان کے کئی سردار قتل ہو چکے تھے اور ان کے کئی زخمی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑے جا چکے تھے یہاں تک رات ہوئی اور دونوں لشکر جدا ہو گئے۔

دوسری جانب امیر ابو العباس بن طاہر کے کمانڈر میکل جلد از جلد ان مظلوم مسلمانوں کی مدد کو پہنچنا چاہتے تھے انہوں نے دن رات اپنا سفر جاری رکھا ہوا تھا۔ ابو العباس کا لشکر بہت تیزی سے خوارزم کی اس بستی کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ اچانک اس بادشاہ نے دیکھا کہ کہیں آگ جل رہی ہے وہ سمجھ گیا کہ مسلمانوں کے لیے پیچھے سے مدد آگئی ہے بس یہ دیکھتے ہی وہ بزدل اور ظالم بادشاہ راتوں رات ہی وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

جب ابو العباس بن طاہر کا کمانڈر میکل میدان جنگ کے قریب پہنچا تو اس بادشاہ کا لشکر وہاں سے بھاگ چکا تھا۔ میکل نے میدان جنگ میں پہنچ کر شہداء کو دفن کیا اور زخمیوں کو علاج کے لیے بھیجا اس دن اس قلعہ میں چار سو (400) مسلمان شہداء کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

بستی کے ہر گھر میں ہی کوئی نہ کوئی شہید ہوا تھا ہر گھر سے رونے کی صدا سنائی دیتی تھی۔ وہ غریب بڑھئی بھی اس معرکہ میں شہید ہو گیا تھا اس کی بیوی رحمت بنت ابراہیم اپنے شوہر کی لاش کے قریب بیٹھی رو رہی تھی اس کے آس پاس محلے کی دیگر عورتیں بیٹھی

ہوئی اس کو صبر کی تلقین کر رہی تھیں۔ جنازہ قبرستان جا چکا تھا اس بڑھئی کے بچے ابھی چھوٹے تھے انہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ ان پر کیسی قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔

انہیں بھوک لگ رہی تھی اور وہ روٹی مانگنے لگے۔ رحمت بنت ابراہیم کے پاس تو کوئی دو چار سکے بھی نہیں تھے شوہر جو کھاتا تھا وہ اسی دن کے لیے کافی ہوتا تھا۔ رحمت کے پاس تو اس وقت گھر کی کوئی چیز بیچنے کے لیے بھی نہیں تھی۔

ادھر بچے بھوک سے بلک رہے تھے رحمت بنت ابراہیم ایک طرف شوہر کی شہادت پر غم سے نڈھال تھی تو دوسری جانب بچوں کا بھوک سے بلکنا بھی اسے پریشان کر رہا تھا اتنے میں مغرب کی اذان ہونے لگی۔

رحمت بنت ابراہیم کل رات سے بھوکی تھی اور غم نے اس کو اور بھی نڈھال کر دیا تھا اس نے اپنی ساری ہمت کو یکجا کیا اور نماز کے لیے وضو کیا اور نماز ادا کی اس کے بعد روتے روتے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں جا پڑی اور رور و کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگی:

اے اللہ! مجھے صبر کی توفیق دے۔۔۔ میرے یتیم بچوں کی چارہ سازی فرما دکھ اور غم کی اسی کیفیت میں رحمت بنت ابراہیم اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں پڑی رہی اور اسی کیفیت میں اس کی آنکھ لگ گئی۔

رحمت بنت ابراہیم نے دیکھا کہ وہ ایک سنگلاخ زمین پر اپنے شوہر کو تلاش کر رہی ہے ابھی وہ اپنے شوہر کو تلاش ہی کر رہی تھی کہ ایک شخص نے اس کو پکارا:
اے پاکباز خاتون! تم کس کو تلاش کر رہی ہو؟

رحمت بنت ابراہیم نے اُس شخص سے کہا: میں اپنے شوہر کو تلاش کر رہی ہوں۔

اس شخص نے کہا: تمہارا شوہر فلاں جگہ پر ہے۔

رحمت بنت ابراہیم اس شخص کے بتائے ہوئے مقام پر پہنچ گئی۔

اُس نے دیکھا کہ اس جگہ تو بڑا سبزہ ہے بڑے بڑے محل بنے ہوئے ہیں اور وہ بھی اتنے

خوبصورت کہ اسے بیان ہی نہیں کیا جاسکتا اس پاس نہایت ہی شاندار نہریں بہ رہیں

جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔

رحمت بنت ابراہیم چلتے چلتے ایک عمارت میں داخل ہو گئی وہاں پر بہت سارے لوگ

تھے سب نے سبز پوشاک پہن رکھی تھی نور نے ان کو ڈھانپ رکھا تھا جب رحمت بنت

ابراہیم نے ان لوگوں کو دیکھا تو وہ سارے اسی بستی کے لوگ تھے جو اس معرکہ میں

شہید ہوئے تھے۔ ان کے سامنے دسترخوان لگے ہوئے تھے اور ان دسترخوانوں پر

طرح کی نعمتیں سجی ہوئی تھیں کچھ دیر تک تو رحمت بنت ابراہیم ہر چیز کو بڑے غور سے

دیکھتی رہی کہ اچانک اسے کسی نے اس کا نام لے کر پکارا۔

رحمت! رحمت!-----!

اُس نے اس سمت دیکھا جہاں سے کوئی اس کو پکار رہا تھا: جب رحمت بنت ابراہیم نے

اس پکارنے والے کی طرف دیکھا تو وہ اس کا شوہر تھا۔

رحمت بنت ابراہیم کا شوہر بڑا خوش نظر آ رہا تھا وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھانے

میں مصروف تھا۔

رحمت بنت ابراہیم کے شوہر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مسکینہ کل سے بھوکی ہے کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں اسے کوئی چیز دوں تاکہ یہ کھالے اُن لوگوں نے اجازت دے دی رحمت بنت ابراہیم کے شوہر نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا۔

رحمت بنت ابراہیم نے وہ روٹی کا ٹکڑا کھالیا روٹی کیا تھی دودھ سے زیادہ سفید، چینی اور شہد سے زیادہ میٹھی اور مکھن و پنیر سے زیادہ نرم تھی۔

جب رحمت بنت ابراہیم نے روٹی کھالی تو اس کے شوہر نے کہا کہ اب تم یہاں سے چلی جاؤ۔ جب تک زندہ رہو گی یہ روٹی تمہیں کافی ہوگی۔ اس کے بعد رحمت بنت ابراہیم کی آنکھ کھل گئی۔

اور اب اس نیک خاتون کو نہ بھوک تھی اور نہ پیاس اور نہ اس نے آئندہ اپنی زندگی میں کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا وہاں کے علماء نے اس عورت کی زیارت کی تھی وہ واقعی کچھ کھاتی پیتی نہیں تھی۔

تو بچو! اب آئی بات سمجھ میں کہ شہید تو زندہ ہے اور اپنے رب کے پاس روزی پاتا ہے اب تم لوگ جاؤ اور جا کر سو جاؤ ورنہ فجر کی نماز قضا ہو جائے گی۔
شب بخیر۔

قبر کشائی

داداجان آج اپنی لائبریری میں کتابوں کو ترتیب سے لگا رہے تھے۔

داداجان! میں آپ کی مدد کروں؟ فیض نے کہا

ہاں بھی کیوں نہیں۔ داداجان نے جواب دیا۔

یہ جو پرانے رسائل ہیں نا ان کو یہاں سے اٹھا کر ایک طرف رکھ دو، داداجان نے کہا
داداجان! یہ رسائل تو بہت پرانے ہو چکے ہیں آپ ان کو بیچ کیوں نہیں دیتے۔ فیض نے
اپنی دانست میں قیمتی مشورہ دیا۔

بیٹا یہ بہت قیمتی ریکارڈ ہے ہر پرانی چیز کو بیچا نہیں جاتا بلکہ وہ اور قیمتی ہو جاتی ہے وہ تو محاورہ
تو سنا ہو گا فیض میاں آپ نے Old is Gold بس یوں سمجھیے آپ کہ یہ بھی ایسا
ہی معاملہ ہے۔ داداجان نے فیض کو سمجھایا۔

وہ کیسے داداجان! یہ رسائل تو آپ نے پڑھ لیے اب اس کی کیا ضرورت ہے؟ اور یہ
old is gold کیونکر ہو گئے؟

بھی یہ باتیں تو آپ کی سمجھ میں بڑے ہو کر ہی آئیں گی بس اتنا سمجھ لو کہ اس میں بہت
سے اہم واقعات ہوتے ہیں جو محققین کے کام آتے ہیں اس کا حوالہ وہ اپنی کتب میں
دیتے ہیں اور یہ رسائل تاریخ کا حصہ بنتے ہیں اور ان کی بنیاد پر محققین تحقیق کرتے ہیں
داداجان نے فیض کی مناسبت سے اس کو سمجھایا۔

اب یہ دیکھو یہ کتنا پرانا رسالہ ہے اب اس رسالے میں یہ مضمون چھپا تھا ”قبر کشائی“
یہ مضمون آپ پڑھیے۔

Click

فیض نے مضمون پڑھنا شروع کیا۔

سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور تعلق قبیلہ غطفان سے تھا۔ رسول ﷺ کے رازدان تھے۔ آپ کے اور آپ کی والدہ دونوں کے لیے آپ ﷺ نے اللہ سے بخشش کی دعا کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کئی غزوات میں شریک رہے۔ عراق فتح ہونے پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو نواحِ دجلہ کا افسر مقرر کیا۔

بتیس ہجری میں آپ نے آذربائیجان فتح کیا اور بعد میں مدائن کے حاکم بھی بنائے گئے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ بھی نبی کریم ﷺ کے برگزیدہ صحابی ہیں۔ عقبہ ثانیہ میں والد سمیت مسلمان ہوئے۔ متعدد غزوات میں شریک رہے۔ بیعت رضوان اور حجۃ الوداع کے موقع پر بھی موجود تھے۔

☆....☆....☆

بغداد سے چالیس میل دور ایک مقام کا نام مدائن تھا جس کا موجودہ نام سلمان پاک ہے، دائیں طرف تھوڑے فاصلے پر دریائے دجلہ بہتا ہے۔ یہاں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے مزارات ہیں آخر الذکر دو صحابہ کرام کے مزارات آج سے کچھ دہائیاں قبل عراق کے شاہ فیصل اول (شاہ فیصل بن حسین) کے دور میں دوبارہ تدفین کے بعد بنائے گئے ہیں اس سے قبل یہ دو مزارات سلمان پاک سے تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر تھے۔

Click

ایک رات عراق کے شاہ فیصل اول کے خواب میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے مزار میں پانی اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے مزار میں نمی آنا شروع ہو گئی ہے لہذا ہمیں یہاں سے منتقل کر کے دریائے دجلہ سے ذرا فاصلہ پر دفن کیا جائے۔ دو راتوں تک یہ خواب شاہ عراق کو مسلسل آتا رہا۔

مصروفیات کے سبب بھول گئے۔ تیسری رات عراق کے مفتی اعظم کو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں وہی بات کہی اور کہا: ہم دو راتوں سے بادشاہ سے کہہ رہے ہیں لیکن وہ بھول جاتے ہیں آپ بادشاہ کی توجہ دلائیں۔

مفتی اعظم نے ٹیلی فون پر وزیر اعظم نوری السعید پاشا کو صورتحال سے آگاہ کیا اور پھر وزیر اعظم کے ساتھ بادشاہ سے ملاقات کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے حکم پر عمل کرنے پر زور دیا۔

شاہ؟ عراق نے کہا کہ اچھا تو پھر آپ فتویٰ دیجیے چنانچہ یہ فتویٰ دے دیا گیا شاہ عراق کے اس فرمان کے ساتھ عید الاضحیٰ کو نمازِ ظہر کے بعد سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے مزارات کھولے جائیں گے۔

یہ فتویٰ اخبارات میں شائع کر دیا گیا۔ فتویٰ اور فرمان کا اخبارات میں شائع ہونا تھا کہ تمام عالم اسلام میں جوش و خروش اور ہلچل پھیل گئی۔ اس وقت کی مشہور ریٹرنیوز ایجنسی اور دیگر کے ذریعے یہ خبر دنیا بھر میں پھیل گئی۔

یہ حج کا زمانہ تھا۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد مکہ معظمہ آئی ہوئی تھی، انہوں نے اور دنیا کے دیگر کئی ممالک نے شاہ عراق سے درخواست کی کہ قبر کشائی عید الاضحیٰ کے کچھ دن بعد کی جائے تاکہ وہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جنازے میں شامل ہو سکیں۔

شاہ عراق کے لیے یہ بہت مشکل مرحلہ تھا۔ ایک طرف عالم اسلام کا اصرار اور دوسری جانب مسلسل آنے والے خواب میں جلد از جلد منتقلی کی ہدایت۔ آخر دریا کے رخ پر دس فٹ کے فاصلے پر ایک لمبی اور گہری خندق کھدوا کر اس میں سیمنٹ اور بگری وغیرہ بھرادی گئی اور شاہی فرمان جاری ہوا کہ اب مزارات کی منتقلی عید کے دس روز بعد کی جائے گی۔

عراق کی حکومت نے اس موقع پر دوسرے ممالک سے آنے والوں پر کسٹم پاسپورٹ وغیرہ کی تمام شرائط ختم کر دیں۔ اس موقع پر مختلف ممالک کے وفود عراق آنا شروع ہو گئے۔

آخر وہ دن بھی آ گیا جب مختلف مذاہب، مسالک اور عقائد سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد اسلام کی حقانیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے لیے سلمان پاک میں جمع ہو گئے۔ سرکاری وفود مختلف ممالک کے سفراء، شاہ فیصل اور مفتی اعظم اور لاکھوں افراد کی موجودگی میں مزارات کو کھولا گیا تو واقعی سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک میں پانی اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک میں نمی آچکی تھی۔ ایک کرین کے ذریعے جس پر اسٹریچر نصب تھا جیسے ہی وہ اسٹریچر سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک

کے قریب پہنچا تو ان کی نعش خود بخود کرین پر نصب اسٹریچر پر آگئی۔ اسٹریچر کو کرین سے علیحدہ کیا گیا اور شاہ عراق، مفتی اعظم عراق، شہزادہ فاروق والی مصر اور ترکی وزیر مختار نے اسٹریچر کو کندھا دیا اور شیشے کے ایک بکس میں رکھ دیا۔ اسی طرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بھی نعش مبارک کو نکالا گیا۔

دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما کا کفن حتیٰ کہ ریش ہائے مبارک بالکل صحیح حالت میں تھیں اور دیکھ کر ہر گزیہ نہیں لگتا تھا کہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما کے وصال کو تیرہ سو سال بیت گئے ہیں بلکہ یوں لگتا تھا کہ دو تین گھنٹے ہوئے ہیں۔

سب سے حیرت کی بات جو نظر آئی وہ یہ تھی کہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان میں ایک پر اسرار چمک تھی۔ لوگوں نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا چاہا لیکن ان کی آنکھیں اس چمک کے آگے ٹھہرتی نہیں تھیں اور جن آنکھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا ان آنکھوں میں کس کی نظر ٹھہر سکتی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر عالمی شہرت یافتہ جرمنی کے ماہر امراض چشم نے مفتی اعظم کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی نعشیں شیشے کے بکس میں رکھی گئیں۔ صحابہ کرام کی زیارت کی غرض سے چہروں سے کفن ہٹا دیا گیا۔ عراقی فوج نے باقاعدہ سلامی دی۔

مزارات کھلنے سے لے کر آخر تک تمام کارروائی ایک جرمن فلم ساز کمپنی نے وہاں موجود لاکھوں افراد کو تیس فٹ لمبی اور بیس فٹ چوڑی اسکرین پر دکھائی، مزید چار بڑی اسکرین لگائی گئیں جس کے سبب تقریباً پانچ لاکھ افراد نے یہ منظر دیکھا جس میں

خواتین اور بچے بھی شامل تھے ورنہ زیارت کے شوق میں ہزاروں افراد کاریل پیل اور بھگڈر کے نتیجے میں جاں بحق ہونے کا خطرہ درپیش تھا۔

اس کے بعد جنازہ کو سلمان پاک کی طرف لے جایا گیا لوگوں نے راستے میں منوں پھول برسائے۔ ہر طرف نعرہ تکبیر اللہ اکبر اور نعرہ رسالت یا رسول اللہ! کے فلک شکاف نعروں کی گونج تھی۔ کئی جگہ راستے میں جنازے رکوائے گئے اور بالآخر دو فرلانگ کا فاصلہ چار گھنٹے میں طے کر کے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس پہنچے۔ یہاں مختلف ممالک کے سفراء نے پھول نچھاور کیے، انہی لوگوں نے جنہوں نے پہلے نعشوں کو کرین سے اتارا تھا۔ پورے ادب و احترام کے ساتھ پہلے سے تیار کی گئی قبروں میں سبحان اللہ اور اللہ اکبر، یا رسول اللہ کے فلک شکاف نعروں کے درمیان سپرد خاک کیا۔

بیسویں صدی کے اندر اسلام کی حقانیت کے اس شاندار معجزہ اور واقعہ کو دیکھ کر اتنے لوگ ایمان لائے کہ اندازہ لگانا مشکل تھا۔

یہ واقعہ بلاشبہ رہتی دنیا تک دین اسلام کی صداقت کو ثابت کرتا رہے گا۔ ان شاء اللہ فیض میاں آپ نے پڑھ لیا سارا واقعہ اب دیکھو یہ کتنی قیمتی اور اہم تاریخی دستاویز بن چکی ہے داداجان نے فیض میاں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

جی داداجان میری سمجھ میں آگیا۔

مجوسی کا قبول اسلام

سخت سردی کا موسم تھا۔۔۔ اندھیری رات میں بجلی کی چمک برستی بارش خراب موسم ماحول کو ہولناک بنانے کے لیے کافی تھا
خلق خدا اپنے اپنے گھروں میں گرم رضائیوں میں موجود تھی گھروں کے آتش دان اچھے طریقے سے دہک کر کمروں کو گرم کر رہے تھے اور ابر آلود سرد موسم سے کامیاب مزاحمت کر رہے تھے۔

لیکن اس موسم میں شیراز کا ایک نیک شخص بہت پریشان تھا۔
تنگدستی کا عالم یہ تھا کہ گھر میں جلانے کے لیے لکڑیاں تھیں نہ ہی چراغ میں ڈالنے کو تیل اور نہ ہی کھانے پینے کا کوئی سامان موجود تھا۔

شیراز کا یہ نیک شخص اپنی اس غربت اور ناداری پر کچھ طبیعت میں بے چینی محسوس کر رہا تھا اسی کیفیت میں تھا کہ اس کی آنکھ لگ گئی۔

بس آنکھ کیا سوئی قسمت جاگ اٹھی اور خواب میں اسی ہستی کا دیدار ہوا جو مومنین کی جان سے بھی زیادہ ان کے قریب ہے نبی کریم ﷺ نے اپنے اس نیک امتی کو خواب میں اپنی زیارت کا شرف بخشا اور اس سے پوچھا: تمہیں کیا پریشانی ہے؟

Click

اس نیک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ بڑے پریشان کن حالات سے دوچار ہوں

آپ ﷺ نے فرمایا: جب صبح ہو تو فلاں آتش پرست کے پاس جانا اور اس کو میرا حکم دینا اس سے کہنا کہ رسول مکرم ﷺ تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ مجھے بیس درہم دو۔ یہ خواب دیکھتے کے ساتھ ہی شیراز کے اس نیک شخص کی آنکھ کھل گئی اس نیک شخص نے اپنے دل میں سوچا یہ تو بڑا عجیب و غریب معاملہ ہے شیطان کو تو یہ قدرت حاصل نہیں کہ پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کی صورتِ کریمانہ اختیار کر سکے اسی شش و پنج میں دوبارہ سو گیا۔

پھر نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا: سستی نہ کرو اور آتش پرست کے پاس ضرور جاؤ۔

جیسے ہی صبح ہوئی یہ نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق اس مجوسی کے محلہ کی طرف چل دیا۔

جیسے ہی اس کے محلے میں پہنچے دیکھا کہ مجوسی اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا کسی کا انتظار کر رہا ہے اور اپنے دامن میں اس نے کوئی شے چھپا رکھی ہے۔

یہ نیک شخص جیسے ہی اس مجوسی کے قریب پہنچا اس مجوسی نے اسے آواز دی۔ اور پوچھا اے شیخ! آپ کسی دکھ میں مبتلا ہیں؟ حالانکہ وہ مجوسی ان سے واقف بھی نہیں

اس نیک شخص نے کہا ہاں! مجھے رسول مکرم ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور آپ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم بیس درہم مجھے دے دو۔

یہ سن کر اس آتش پرست نے بیس درہم نکالے اور مجھے دے دیئے۔

اس نیک شخص نے وہ درہم لے لیے اور اس مجوسی سے پوچھا:

اے شخص! مجھے تو تمہارے بارے میں علم تھا اس لیے تمہارے پاس آ گیا ذرا یہ بتاؤ تمہیں میرے بارے میں کیسے علم ہوا؟

اس مجوسی نے جواب دیا:

میں نے گزشتہ رات ایک نورانی صورت خواب میں دیکھی، انہوں نے مجھ سے فرمایا:

صبح اگر اس حلے کا شخص تمہارے پاس آئے تو اس کو بیس درہم دے دینا۔

رات خواب میں، میں نے جو علامات دیکھیں ان کی وجہ سے تمہیں پہچان لیا۔

اس نیک شخص نے اس مجوسی سے کہا: وہ نورانی صورتِ کریمانہ ہمارے آقا و

مولیٰ ﷺ کی ہے۔

وہ مجوسی کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر اس نیک شخص سے کہنے لگا کہ مجھے اپنے گھر لے چلو۔

وہ نیک شخص اسے اپنے گھر لے آیا اور پھر اسلام کی محبت اس کے دل میں بس گئی اور اس

نے اسلام قبول کر لیا۔

چاندو ٹکڑے ہو گیا

فیض، عالی، عفت، عارفہ حیدر آباد اپنی پھوپھی کے گھر جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں کبھی وہ پھوپھی جان کے گھر چلے جاتے اور کبھی پھوپھی جان ان کے گھر آ جاتیں۔

بہت مزہ آئے گا ویسے بھی حیدر آباد کی ر بڑی بہت مشہور ہے، عالی نے کہا۔
ہاں تم تو ہو ہی سدا کے ندیدے جیسے کبھی ر بڑی کھائی ہی نہیں ہے۔ عفت نے کہا۔
ہاں ہم ندیدے ہیں اب جب پھوپھی جان ر بڑی لائیں تو عفت آپ اپنی نہیں کھائیے گا، کیونکہ آپ تو ندیدی نہیں ہیں نا! عالی نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔
اور عفت صرف منہ بنا کر رہ گئی۔

اے عالی! کیوں لڑ رہے ہو تم دل بھر کر ر بڑی کھانا، عارفہ نے جھگڑا نپٹاتے ہوئے کہا۔
ویسے فیض بھائی حیدر آباد کی شائیں بہت مشہور ہیں کتنی ٹھنڈی شائیں ہوتی ہیں نا! مزہ آ جاتا ہے عفت نے کہا۔

حیدر آباد میں مقیم ڈر شہوار ان بچوں کی پھوپھی تھی ان کی کوئی اولاد تو تھی نہیں بس یہ چاروں بچے ہی ان کا سب کچھ تھے جب یہ چاروں حیدر آباد آتے دو مہینوں کی چھٹیوں

میں تو بس ان کے گھر تو رونق لگ جاتی تھی۔ ان بچوں کی خاطر مدارات سے لے کر ناز نخرے تک وہ برداشت کرتی تھی۔

پھوپھی جانی! آپ کو معلوم ہے دادی جان ہم کو روزانہ نبی کریم ﷺ کے معجزات کے بارے میں بتاتی تھیں، کیا آپ بھی ہمیں یہ واقعات سنائیں گی؟ عالی نے فرمائش کرتے ہوئے پوچھا۔

ہاں بھی کیوں نہیں؟ آج رات ضرور انشاء اللہ۔ پھوپھی جانی نے عالی کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

حیدرآباد میں گرمیوں کی شامیں تو ویسے ہی بہت مشہور ہیں اور رات کو جب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے تو لگتا ہے کہ جیسے دن میں یہاں گرمی پڑی ہی نہیں تھی۔

رات کو چھت پر سونے کے لیے سب لیٹ چکے تھے چودھویں کا چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا ہر سمت بکھرتی ہوئی چاند کی چاندنی ماحول کو اور دلکش بنا رہی تھی۔

پھوپھی جانی! آج چاند کتنا بڑا اور کتنا روشن ہے نا! عارفہ نے چاند دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں یہ چودھویں کا چاند ہے اور چودھویں کا چاند ایسا ہی ہوتا۔۔۔۔۔

جیسے کہ میں، فیض نے پھوپھی جانی کی بات میں لقمہ دیا۔

ہاں بھی بالکل جیسے کہ میرا فیض۔ پھوپھی جان نے فیض کی شوخی پر مسکراتے ہوئے کہا

پھوپھی جان! آپ نے کہا تھا نا کہ آپ ہمیں نبی کریم ﷺ کے معجزات کے بارے

میں بتائیں گی۔ عالی نے پھوپھی جان کا وعدہ یاد دلاتے ہوئے کہا۔

ہاں بھی کیوں نہیں مجھے یاد ہے میرے شہزادے پھوپھی جانی نے عالی کو زور سے پیار کرتے ہوئے کہا۔

آؤ آج اسی چاند کے بارے میں ایک واقعہ سناتی ہوں۔
ایک دفعہ مشرکوں کے سردار ولید بن مغیرہ، ابو جہل، عاص بن وائل نصر بن حارث اور دیگر سردار ہمارے پیارے نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اگر آپ ﷺ سچے ہیں تو ہمیں کوئی معجزہ دکھائیے۔
اور معجزہ بھی وہ جو ہم کہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم کیا دیکھنا چاہتے ہو؟
انہوں نے کہا: یہ جو چودھویں کا چاند ہے اس کے دو ٹکڑے کر دیجئے۔
لیکن پھوپھی جان! انہوں نے چاند کے دو ٹکڑے کرنے کا مطالبہ کیوں کیا؟ عفت نے پوچھا۔

اصل میں ان لوگوں نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کے دیگر معجزات دیکھے تھے وہ جانتے تھے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔
لیکن اپنے لوگوں سے کہتے یہ سب جادو ہے عنقریب ہم ان سے ایسا مطالبہ کریں گے کہ وہ ہمارا مطالبہ پورا ہی نہیں کر سکیں گے۔

ان لوگوں نے پوچھا کہ تم کیا مطالبہ کرو گے؟

انہوں نے کہا کہ ہم اُن سے چاند کے دو ٹکڑے کرنے کا مطالبہ کریں گے کیونکہ جادو تو زمین پر چلتا ہے آسمان پر نہیں۔

یہ مطالبہ محض اپنے لوگوں پر دھاک بٹھانے کے لیے کیا۔

ہمارے پیارے نبی تو اللہ کے محبوب نبی ہیں اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اللہ تعالیٰ نے تو یہ کائنات بنائی آپ ہی کے لیے تھی چاند، سورج سب آپ کے خادم ہیں۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اُن سے فرمایا:

اگر میں ایسا کروں تو کیا ایمان لے آؤ گے؟

وہ بولے ضرور ہم ایمان لے آئیں گے۔

اُس رات چاند کی چودہ تاریخ تھی ہمارے پیارے نبی ﷺ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے چاند کو انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے ہونے کا حکم دیا۔

چاند آپ ﷺ کا حکم پا کر فوراً ہی دو ٹکڑے ہو گیا۔

پھر حضور ﷺ نے ان تمام سرداروں کا نام لے لے کر کہا:

اے فلاں ابن فلاں اب اپنی آنکھوں سے دیکھو اور اس بات پر گواہ رہنا تمہارا مطالبہ پورا ہو گیا۔

اب جب انہوں نے اس عظیم معجزہ کو دیکھا تو ایمان لانے کے بجائے کہنے لگے:

یہ تو ہماری آنکھوں پر جادو کیا ہے۔

ہمارے تجارتی قافلے مکہ سے باہر گئے ہوئے ہیں چند دنوں کے بعد باہر سے قافلے آئیں گے ہم ان سے پوچھیں گے تب اس جادو کی حقیقت خود بخود کھل جائے گی اب لوگ ان تجارتی قافلوں کا انتظار کرنے لگے۔

جب وہ قافلے آئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہ کیا فلاں مہینے کی چودھویں کا چاند دو ٹکڑے ہو گیا تھا؟

لوگوں نے تصدیق بھی کی لیکن وہ پھر بھی ایمان نہیں لائے۔ اور جنہیں ایمان لانے کی سعادت ملنی تھی وہ شرفِ ایمان سے مشرف ہو گئے۔

اسی زمانے میں ہندوستان میں مالا بارکاراجہ بھی رہا کرتا تھا اس نے ہندوستان میں چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا۔

اب چاروں آرام کرو۔

پھوپھو نے کہا۔

آنکھ درست ہو گئی

حضرت قتادہ بن نعمان غزوہ احد میں شامل تھے۔

جنگ بہت زوروں پر تھی حضرت قتادہ بن نعمان بڑی بے جگری سے کافروں سے لڑ رہے تھے۔

آپ اس بہادری سے لڑتے کہ کافروں کی صفوں کی صفیں اُلٹ جاتیں۔ ایک کافر نے تاک کر ایک تیر سے آپ پر نشانہ لگا یا وہ تیر آپ کی آنکھ پر لگا اور آنکھ کا ڈھیلا نکل کر رخسار پر آگیا۔

حضرت قتادہ بن نعمان نے اس ڈھیلے کو ہاتھ میں پکڑا اور بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔

یا رسول اللہ ﷺ میری آنکھ کو درست فرما دیجئے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے لعابِ دہن آپ کی آنکھ پر لگا کر ڈھیلے کو آنکھ کی جگہ پر رکھ دیا۔

پیارے نبی ﷺ کی برکت سے حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ صحیح ہو گئی بلکہ اُس کی بینائی بھی تیز ہو گئی۔

اور دیکھنے سے ایسا لگتا تھا کہ جیسے اس آنکھ کو زخم آیا ہی نہیں تھا۔

Click

اجنبی زبانوں کے ماہر

اسلام کی دعوت دن بدن تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اپنے سفیروں کو دین حق کی دعوت دینے کے لیے مختلف علاقوں کی طرف روانہ فرمایا۔

جن صحابہ کرام کو جزیرہ عرب کے علاوہ دیگر ممالک کی جانب بھیجنے کا حکم دیا گیا: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ہم تو ان لوگوں کی زبان نہیں جانتے انہیں تبلیغ کیسے کریں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا آج رات تم سب میرے خیمے میں سو جاؤ۔ صحابہ نے حکم نبوی ﷺ کی تعمیل کی اور آپ ﷺ کے خیمے میں سو گئے۔ اور دوسرے دن جب صبح بیدار ہوئے تو ہر شخص اُس زبان کا ماہر تھا جس کو جس علاقے میں بھیجا جانا تھا۔

منافقین کا عقیدہ

ماموں جان کل واپس جا رہے تھے منافقین کے بارے میں کافی تفصیل سے بتایا تھا ماموں جان نے۔

لیکن ایک بات فیض کو بار بار پریشان کر رہی تھی کہ آخر ان منافقین کا عقیدہ اور نظریہ کیا ہے؟

یہ کلمہ بھی پڑھتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں، روزہ بھی رکھتے ہیں اور تو اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد پر بھی جاتے ہیں۔

ہر مذہب، ملت کے لوگ کسی نہ کسی نظریے یا عقیدے پر کار بند ہوتے ہیں پھر آخر ان منافقین کے عقائد و نظریات کیا ہیں؟

اسی سوچ میں گم فیض نے رات کو ماموں جان سے پوچھا۔

ماموں جان ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ فیض نے کہا۔

وہ کیا بیٹا! ماموں جان نے شفقت سے پوچھا۔

ماموں جان! ہر عقیدے اور مذہب کے پیروکار کسی نہ کسی عقیدے پر کار بند ہوتے ہیں تو منافقین کا عقیدہ کیا تھا جو قرآن کریم نے ان منافقین کی مذمت بیان کی؟ فیض نے تفکر سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔

Click

ارے بھی ماشاء اللہ اب تو تم بڑے بڑے اور بڑے گہرے سوال کرنے لگے ہو۔ ماموں جان نے فیض پر ستائش بھری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔
بھئی اس کا ایک فارمولا ہے!

وہ کیا؟ ماموں جان! فیض نے بے تابی سے پوچھا۔
وہ یہ کہ جو عقیدہ صحابہ کرام کا ہے اس کے مخالف جو نظریہ ہو وہ منافقین کا نظریہ ہے۔
مثلاً ماموں جان! فیض نے کہا۔

مثلاً۔۔۔۔۔ ماموں جان نے سوچتے ہوئے کہا۔
ہاں تمہیں ایک واقعہ سناتا ہوں جسے تقریباً تمام ہی مفسرین نے قرآن کریم کی تفسیر لکھتے ہوئے بیان کیا ہے۔

یہ غزوہ تبوک کے وقت کی بات ہے غزوہ تبوک کا سفر جاری تھا اس موقع پر صحابہ کرام بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے اسی سفر کے دوران ایک صحابی رسول کا اونٹ گم ہو گیا۔ وہ صحابی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے عقیدے کے مطابق نبی کریم ﷺ سے عرض کی۔

اے غیب کی خبریں بتانے والے اللہ کے پیارے نبی ﷺ میرا اونٹ کہیں گم ہو گیا ہے میں اس گمشدہ اونٹ کا پتہ معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

تمہارا اُونٹ فلاں وادی میں فلاں مقام پر کھڑا ہے اور اس کی نکیل ایک درخت میں پھنس گئی ہے۔

وہ صحابی نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے مقام پر روانہ ہو گئے۔

اب منافقین بھی ساتھ ساتھ تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ کسی نے اپنے گمشدہ اُونٹ کے بارے میں دریافت کیا ہے اور حضور ﷺ نے ایسا ایسا فرمایا ہے تو یہ منافقین ازراہ طنز کہنے لگے:

محمد (ﷺ) غیب کی باتیں کیا جانیں!

یعنی معاذ اللہ نبی کریم ﷺ نے بالکل فرضی خبر دی ہے کہ اُونٹ فلاں مقام پر کھڑا ہے۔

جب ان نامعقول باتوں کا چرچا ہوا اور اس بات کی خبر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ تک پہنچی کہ بعض لوگ آپ ﷺ کے علم غیب پر اس طرح طنز کر رہے ہیں۔

دربار رسالت میں ان منافقین کو طلب کیا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ کیا تم نبی غیب داں ﷺ کے بارے میں یہ کہتے ہو؟

اب تو وہ سب ایک دم بدل گئے کہنے لگے: ہم تو یہ باتیں صرف راستہ طے کرنے کے لیے بطور شغل کر رہے تھے۔۔۔ ہنسی کھیل کے طور پر بس کہہ دیا تھا۔

ابھی یہ یہ بہانے تراش رہے تھے کہ جبریل امین، نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں یہ آیت لے کر حاضر ہوئے:

وَلَيْن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ

وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَءَايَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ

تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ

إِيمَانِكُمْ ﴿٦٦﴾

اور اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو گے تو کہیں گے ہم تو یوں ہی
ہنسی کھیل میں تھے، تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے
رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان لانے کے بعد۔

تو بس بیٹا! یہ ہے منافقین کی پہچان جب اسے دیکھو کہ وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی
اور آپ ﷺ کے علم پر آپ ﷺ کے کمالات پر طعن کرتا ہے تو سمجھ جانا یہ منافق
ہے۔ ہاں تو اب سمجھ آ گیا منافق کا عقیدہ اور نظریہ۔ ماموں جان نے تفصیل سے
سمجھاتے ہوئے کہا۔

جی ماموں جان! بالکل سمجھ آ گیا یہ فارمولا۔ فیض نے سمجھتے ہوئے کہا

مومن کا عقیدہ

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

فیض نے یہ شعر کئی مرتبہ پڑھا مگر اسے اس کا مطلب سمجھ نہیں آسکا

فیض آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا۔

فیض کے دادا جان فیض کے بہترین دوست تھے۔

فیض کو جب کوئی بات سمجھ نہیں آتی تو وہ دادی جان یا پھر دادا جان کے پاس چلا جاتا اور

ان سے وہ بات سمجھ لیتا۔

فیض کے بابا جان، دادا جان، ماموں جان، خالہ جان، چاچو سب ہی پڑھے لکھے لوگ تھے

اور وہ جانتے تھے کہ بچے کے لیے سب سے اچھا تحفہ کتابوں کا ہی تحفہ ہوتا ہے اس لیے

یہ جب بھی فیض کی سا لگرہ پر یا پاس ہونے کی خوشی میں یا عید تہوار پر کوئی تحفہ دیتے تو

عموماً ان تحفوں میں کتابیں ہی شامل ہوتی تھیں جن کی وجہ سے فیض کا مطالعہ بھی بڑھتا

رہا اور یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے ہم جماعتوں اور دوستوں سے زیادہ معلومات رکھتا تھا۔

فیض نے شعر کا مطلب جاننے کے لیے دادا جان کے کمرے کا رخ کیا۔

Click

داداجان لیمپ کی روشنی میں کچھ لکھنے میں مصروف تھے سر اٹھا کر ایک نظر فیض کی طرف دیکھا۔

آؤ فیض بیٹا آؤ! کیا بات ہے آج داداجان کی یاد کیسے آگئی؟ تمہیں تو اپنی دادی جان ہی سے فرصت نہیں ملتی۔ داداجان نے فیض کے ہاتھ میں کتاب دیکھ کر محبت سے پوچھا۔ داداجان یہ شعر سمجھ نہیں آرہا۔ فیض نے کتاب کا صفحہ کھول کر سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ داداجان شعر پڑھ کر مسکرائے اور بولے بیٹا! یہ شعر تو مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ دیوان حدائق بخشش کا ہے تم جانتے تو ہے ایک دفعہ ہم کراچی یونیورسٹی امام احمد رضا کانفرنس میں بھی گئے تھے جس میں بہت بڑے بڑے دانشور، اسکالرز نے امام احمد رضا خاں کی علمی خدمات پر انہیں خراج تحسین بھی پیش کیا تھا۔ یاد آیا!!! داداجان نے یاد دلاتے ہوئے کہا۔

جی ہاں داداجان! جنہیں ہم اعلیٰ حضرت کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں اور وہ ہندوستان کے مشہور شہر بریلی میں پیدا ہوئے تھے۔ فیض نے اپنے حافظہ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ داداجان! اس شعر کا مطلب کیا ہے؟ فیض نے اپنے مقصد کی طرف آتے ہوئے کہا۔ بھئی فیض میاں! یہ بتاؤ کہ صرف شعر کا مطلب بتا دوں یا اس کا پس منظر بھی بتاؤں۔ داداجان نے فیض کے شوق کو بھڑکاتے ہوئے کہا۔

داداجان بالکل پس منظر بھی بتائیے پس منظر کے ساتھ تو بات اور اچھی طرح سے سمجھ آئے گی۔ فیض نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

یٹا یہ اس زمانے کی بات ہے جب انگریز مکمل طور پر برصغیر پر قابض ہو گیا تھا انگریزوں نے اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا اس لیے وہ سب سے زیادہ مسلمانوں سے ہی خوفزدہ تھے دوسری بات 1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں نے انگریزوں کو لوہے کے چنے چبوائے تھے۔

اس لیے انگریز مسلمانوں سے شدید خائف تھا دوسرا وہ چاہتا تھا مسلمانوں کو یہ اس طرح کچل کر رکھ دیں کہ یہ آئندہ کبھی بھی ہم سے لڑنے کے لیے کھڑے نہ ہو سکیں۔

اس کے لیے اس نے مسلمانوں کی چودہ سو سالہ (1400) تاریخ پڑھ رکھی تھی اُسے معلوم تھا کہ مسلمان جو کچھ بھی ہیں وہ محبتِ رسول کی وجہ سے ہی ہیں اگر مسلمانوں کے سینوں سے حُبِ رسول کو نکال دیا جائے تو یہ صرف خاک کا ڈھیر بن جائیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے سینوں سے عشقِ رسول کیسے نکالا جائے؟ اس کے لیے انگریز مکار نے ایک چال چلی اس نے مسلمانوں کی تاریخ تو پڑھ رکھی تھی اُس نے منافقین کے بارے میں بھی پڑھا تھا اس نے منافقین کے عقیدے اور نظریے کے بارے میں بھی پڑھا تھا لہذا اس نے برصغیر میں ان منافقین کو کہیں تلاش کیا اور کہیں اپنے آدمیوں کو اس روپ میں بھیجا وہ بظاہر مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے روزہ بھی رکھتے لیکن نبی کریم ﷺ کے متعلق منافقین والے عقائد کی خوب تشہیر کرتے۔ آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ منافقین کے عقائد اور نظریات کیسے ہوتے ہیں وہ تو حضور ﷺ کے علم و کمال سب چیزوں پر طعن کرتے ہیں۔

انگریز مکار کی سازشوں سے برصغیر میں وہ کتابیں چھپنے لگیں جن میں لکھا ہوتا تھا کہ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے اور ایسا علم جیسا حضور کو ہے ہر ایک کو ہوتا ہے اور کسی کتاب میں لکھا ہوتا کہ حضور ﷺ کو غیب کا علم نہیں وغیرہ وغیرہ۔ جب انگریز اور اس کے ساتھی منافقین جگہ جگہ انگریزوں کے بل بوتے پر یہ تقریریں کر رہے تھے اور ان کی یہ تحریریں چھپ رہی تھی تو اس وقت کے علماء حق نے نثر اور نظم کے ذریعے ان منافقین کو بھرپور جواب دیا اور مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لیے کتابیں لکھی اور بہت کام کیا

اس موقع پر مولانا احمد رضا خاں نے بھی اپنی نعتیہ شاعری اور تحریروں کے ذریعے سے ان منافقین کا مقابلہ کیا اور عشق رسول ﷺ سے بھرپور اشعار کے ذریعے مسلمانوں کے سینوں میں بجھتی ہوئی عشق رسول ﷺ کی چنگاری کو شعلہ بنا دیا۔ آپ نے اس موقع پر یہ شعر بھی کہا

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا

سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

انہیں جانا نہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

لہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

دادا جان نے جھومتے ہوئے اشعار پڑھے

اور ان منافقین نے جب پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کے علم غیب پر طعن کیا تو امام احمد
رضارحمۃ اللہ علیہ نے عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر یہ شعر کہے
اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کو کسی نے نہیں دیکھا موسیٰ علیہ السلام نے تمنا کی تھی تو اللہ تعالیٰ
نے فرمایا

لن تدرانی

تم مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکو گے

اور اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج میں آپ ﷺ کو اپنا دیدار کرایا تو جب اللہ تعالیٰ کی ذات
جو غیب سب سے بڑا ہے جب نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کر لیا تو اب کوئی اور
کیا غیب رہ جاتا ہے جو آپ ﷺ نہ جانتے ہوں۔

مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس دور میں مسلمانوں کو بیدار کرتے ہوئے کہا

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے

اس دور میں عظمتِ رسول ﷺ پر جہاں بھی کوئی منافق حملہ کرتا مولانا احمد رضا خاں
عظمتِ رسول ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے اپنا قلم بے نیام کر دیتے۔ قرآن و حدیث سے
دلائل کے انبار لگا دیتے تھے۔ خود کہتے ہیں:

Click

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ واردار سے پار ہے

دادا جان کیا کچھ ایسے واقعات قرآن و حدیث اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں جن

میں نبی کریم ﷺ کے علم غیب کے بارے میں بتایا گیا ہو؟ فیض نے پوچھا

ہاں! ہاں! بالکل بہت سارے واقعات موجود ہیں میں چند ایک آپ کو سناتا ہوں۔ دادا

جان نے عینک میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

یہ عہد رسالت کی بات ہے اسلام کی تعلیمات دنیا بھر میں پھیل رہی تھی لوگ اسلام کی

پیش کردہ تعلیمات سے بہت متاثر ہو رہے تھے اور جگہ جگہ لوگ جو ق در جو ق اسلام

میں داخل ہو رہے تھے۔

ملک شام میں بھی لوگوں نے اسلام کی تعلیمات کو پسند کیا اور وہاں کے لوگ بھی تیزی

سے اسلام قبول کرنے لگے۔

جب وہاں کے عیسائی پادریوں اور حکمرانوں کو معلوم ہوا کہ لوگ تیزی سے اسلام قبول

کر رہے ہیں تو انہیں اپنی چودھراہٹ ختم ہوتی نظر آنے لگی۔

عیسائیوں کے حاکم قیصر روم نے اپنے گورنر کو حکم دیا کہ جو شامی بھی اسلام قبول کرے

اسے قتل کر دیا جائے۔

اسی دوران دوسرا المناک واقعہ اور پیش آ گیا۔

وہ کیا دادا جان! فیض نے بے تابی سے پوچھا۔

دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ قیصر روم کے گورنر نے پیارے نبی ﷺ کے سفیر حارث بن عمیر کو جو نبی کریم ﷺ کا پیغام لے کر بصری کے گورنر حارث بن شمر کے پاس جا رہے تھے ان کو قتل کر دیا۔

ہوا یہ کہ جب حارث بن عمیر موتہ کے مقام پر پہنچے تو قیصر کے ایک رئیس شرحیل بن عمرو نے حارث بن عمیر سے پوچھا کہ تم کون ہو؟

حارث بن عمیر نے کہا کہ میں حارث بن عمیر ہوں۔

اس نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟

انہوں نے کہا میں مدینے سے آرہا ہوں۔

اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟

انہوں نے کہا کہ میں بصری کے حاکم حارث بن شمر کے پاس نبی کریم ﷺ کا پیغام لے کر جا رہا ہوں۔

اس نے پوچھا کہ کیا تم نبی (کریم ﷺ) کے قاصد ہو؟

حارث بن عمیر نے کہا: جی ہاں میں نبی کریم ﷺ کا قاصد ہوں۔

یہ سنتے ہی ان کو رسیوں میں جکڑ دیا گیا اور ان کا سر قلم کر دیا گیا۔

کسی بھی ملک میں کسی دوسرے ملک کے سفیر کا قتل زمانہ جاہلیت میں بھی جائز نہیں

تھا۔ بلا اشتعال نبی کریم ﷺ کے سفیر کو قتل کرنا انسانیت سوز حرکت تھی۔ یہ ایک نا

قابل معافی جرم تھا۔

قیصر روم پہلے ہی ان شامی افراد کے قتل کا حکم عام دے چکا تھا جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور دوسرا یہ واقعہ پیش آگیا جس میں نبی کریم ﷺ کے سفیر کو شہید کر دیا گیا۔ اب بہت ضروری تھا کہ ان شر پسندوں کو سزا دی جائے۔

نبی کریم ﷺ نے ان شر پسندوں کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر تیار کرنے کا حکم دیا جب لشکر تیار ہو گیا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا:

میں اس لشکر کا سپہ سالار زید بن حارثہ کو مقرر کرتا ہوں اگر یہ شہید ہو جائیں پھر جعفر بن ابی طالب اس لشکر کی کمان سنبھالیں اور اگر وہ بھی جام شہادت نوش کر لیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ مجاہدین کی قیادت کریں اور یہ بھی راہ حق میں قتل کر دیئے جائیں تو پھر مسلمان جسے امیر منتخب کریں وہ ان کا امیر ہوگا۔

پیارے نبی کریم ﷺ نے اسلام کا پرچم اپنے دست مبارک سے حضرت زید کو عطا فرمایا۔

اور انہیں وصیت کی کہ سب سے پہلے موت پہنچ کر حضرت حارث بن عمیر کے مزار پر حاضری دیں اور وہاں جتنے لوگ ہوں ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں۔

اور ان کو وصیت کی اللہ کا نام لے کر اللہ کے منکروں کے ساتھ جہاد کرو۔
کسی کے ساتھ دھوکا نہ کرو۔

کسی کے ساتھ بددیانتی نہ کرو۔

کسی بچے اور عورت کو قتل نہ کرو۔

کسی بوڑھے اور خانقاہوں میں گوشہ نشین رہنے والوں کو بھی قتل نہ کرو۔

کسی کھجور کے درخت کو نقصان نہ پہنچاؤ نہ کوئی درخت کاٹو اور نہ کسی مکان کو گراؤ۔

نبی کریم ﷺ کی وصیت سننے کے بعد یہ لشکر موتہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

لشکرِ اسلام کی مدینے سے روانگی کی خبر: شمن کو بھی مل چکی تھی انہوں نے بھی بھرپور طریقے سے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔

لشکرِ اسلام شام پہنچ چکا تھا لشکرِ اسلام نے سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت حارث بن عمیر کے مزار پر حاضری دی اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔

قیصر کی فوج اپنے تمام ترمادی ساز و سامان کے ساتھ مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہونے کو تیار تھی۔

دونوں طرف صف بندی شروع ہو گئی اور پھر دونوں لشکر آپس میں گتھم گتھا ہو گئے میدان جنگ گرم ہو چکا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ علم حضرت زید بن حارثہ نے بلند کیا اور آپ کی تلوار نے دشمنوں کی صفوں میں قیامت برپا کر دی۔ آپ کی تلوار بڑی تیزی سے دشمنوں کو گاجر مولیٰ کی طرح کاٹ رہی تھی۔

جو بھی آپ کے سامنے آتا آپ کی تلوار پلک جھپکتے میں اسے جہنم رسید کر دیتی۔

دشمن بہت دیر سے آپ کی تاک میں تھا پھر ایک دشمن نے نیزے سے آپ کے اوپر وار کیا اور یہ نیزہ آپ کے سینے میں لگا اور آپ نے شہادت کا جام نوش کر لیا۔

اس سے پہلے کے نبی کریم ﷺ کا دیا ہوا پرچم زمین پر گرتا حضرت جعفر بن ابی طالب آگے بڑھے اور اس پرچم کو تھام لیا۔

حضرت جعفر بن ابی طالب اس وقت سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار تھے آپ نے سوچا کہ دشمن پر حملہ کرنے میں مزہ نہیں آ رہا۔

لہذا آپ نے گھوڑے کی پیٹھ سے چھلانگ لگادی اور آپ نے دشمن پر شدید حملہ کیا اور دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔

ایک کافر نے آپ کے سیدھے ہاتھ پر وار کیا اور وہ ہاتھ کٹ گیا آپ نے اسلام کا پرچم دوسرے ہاتھ میں تھام لیا دشمن نے آپ کے دوسرے ہاتھ پر وار کیا اور دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا آپ نے پرچم دونوں بازوؤں سے سینے کے ساتھ دبوچ لیا۔

آپ کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے تلوار گر پڑی تھی۔ کفار نے نیزوں اور تیروں سے آپ کو چھلنی کرنا شروع کر دیا۔

آپ پر شدید نقاہت طاری ہو چکی تھی ایک کافر نے وار کر کے آپ کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے اس پرچم اسلام کو تھام لیا اور شجاعت و بہادری کے ساتھ دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے۔

دشمن نے جب اسلام کے تیسرے فرزند کو یوں مردانہ وار لڑتے دیکھا تو ان سب کے تیروں اور تلواروں کا رخ حضرت عبد اللہ بن رواحہ کی طرف ہو گیا۔ اور بالآخر آپ نے بھی جام شہادت نوش کر لیا۔

نبی کریم ﷺ کے نامزد تینوں سپہ سالار جام شہادت نوش کر چکے تھے۔

پھر مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید کو اپنا سپہ سالار منتخب کیا۔

جب حضرت عبداللہ بن رواحہ نے جام شہادت نوش کیا تھا تو مغرب کا وقت ہو چکا تھا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس لوٹ گئے۔

دوسرے دن جب جنگ شروع ہوئی تو حضرت خالد بن ولید نے لشکرِ اسلام کی ساری ترتیب ہی بدل دی جو مجاہدین پچھلی صفوں میں تھے انہیں آگے لے آئے اور جو دائیں تھے ان کو بائیں کر دیا غرض سارے لشکر کی ترتیب تبدیل کر دی۔

اب جب دشمن سامنے آیا تو اس نے دیکھا کہ آج تو لوگ ہی کچھ اور ہیں نئے چہرے ان کے سامنے تھے اور آج تو مسلمانوں کا امیر بھی کوئی اور تھا۔ وہ یہ سمجھے کہ شاید مسلمانوں کو نئی کمک مل گئی ہے بس یہ خیال آتے ہی ان کی ساری اکڑ ایک دم ہی نکل گئی اور ان پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا ان کے قدم میدان جنگ سے اکھڑنے لگے۔

مسلمانوں نے رومیوں کو میدان جنگ سے بھاگنے پر مجبور کر دیا اور بہت سامانِ غنیمت اپنے قبضے میں لے لیا۔

دوسری جانب مدینے میں کیا ہو رہا تھا؟

کیا ہو رہا تھا ادا جان! کیا وہاں کوئی مسئلہ ہو گیا تھا؟ فیض نے اضطراب کے ساتھ پوچھا۔ جب مدینے طیبہ سے دور بہت دور اسلام کے یہ جاٹا سپاہی کفر کے گدھوں پر حملے کر رہے تھے اور حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں مسلمانوں کا لشکر دشمن کی صفوں میں تباہی مچا رہا تھا اور مسجد نبوی ﷺ کا مؤذن الصلوٰۃ جامعہ کا اعلان کر رہا تھا۔

دادا جان مؤذن الصلوٰۃ جامعۃ کا اعلان کیوں کر رہا تھا؟ کیا اس اعلان کا کوئی خاص مقصد ہوتا ہے؟ فیض نے پوچھا۔

ہاں بیٹا! اس اعلان کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے اور اس اعلان کا مقصد ہوتا ہے کہ اب نبی کریم ﷺ اہم ترین خطاب فرمانے والے ہیں۔ دادا جان نے بتایا۔

خیر مؤذن نے جیسے ہی الصلوٰۃ جامعۃ کہا لوگ تیزی سے نبی کریم ﷺ کا خطاب سننے کے لیے مسجد نبوی کی جانب بڑھنے لگے تھوڑی ہی دیر میں مسجد مسلمانوں سے بھر گئی آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی ٹپکنے لگے۔

سب لوگ دم بخود تھے آپ ﷺ نے فرمایا:

اے لوگو! میں تمہیں تمہارے غازیوں کے حالات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے انہیں جنگ کے حالات سے آگاہ کیا۔

یہ لشکر یہاں سے روانہ ہوا یہاں تک کہ دشمن سے ان کا آمناسا منا ہوا۔ لشکر اسلام کے پہلے علمبردار حضرت زید نے جام شہادت نوش کیا حضرت زید شہید ہو گئے ان کے لیے مغفرت طلب کرو۔

پھر حضرت جعفر نے علم اسلام تھا ما اور لشکر کفار پر پے در پے حملے کیے یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے پھر عبداللہ بن رواحہ نے اسلام کے پرچم کو تھام لیا اور بڑی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا انہوں نے بھی شہادت کا جام نوش کر لیا ان کے لیے بھی سب مغفرت طلب کرو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب اسلام کا جھنڈا خالد بن ولید نے تھاما ہے اور وہ اللہ کے بہترین بندے اور قبیلہ کے بہترین بھائی ہیں وہ اللہ کی تلواروں میں ایک تلوار ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں کفار اور منافقین کی سرکوبی کے لیے بے نیام کیا ہے یہاں تک کہ ان کی قیادت میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

موتہ سے کتنی دور مدینے طیبہ میں جلوہ افروز نبی کریم ﷺ وہاں کے حالات سے مسلمانوں کو آگاہ فرما رہے تھے جیسے کہ یہ جنگ آپ ﷺ کے سامنے لڑی جا رہی ہو تو اب تو آپ کو اس شعر کا مطلب سمجھ آ گیا ہوگا۔

سنہری سیرت میں نبی کریم ﷺ کے علم کے حوالے سے کئی واقعات آپ نے پڑھیں ہوں گے مثلاً ”معاہدے کو دیمک نے چاٹ لیا“ واقعہ میں جو آپ ﷺ نے خبر دی تھی اور دوسرا واقعہ ”انعام کا لالچ اور کسریٰ کے کنگن“ بھی پڑھا ہوگا۔ یہ سارے اور دیگر واقعات علم غیب کے حوالے سے اس کتاب میں موجود ہیں۔

اب رات کافی ہو گئی ہے آرام کرو دادا جان نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا جی دادا جان! آج تو آپ نے بہت دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ سنایا ہے۔

عجیب الخلق جانور

کتنا عجیب خواب تھا۔ فیض کی ایک دم آنکھ کھل گئی۔

عجیب الخلق جانور۔۔۔۔۔ اس کے ایک ہاتھ میں عصا اور دوسرے ہاتھ میں انگوٹھی
۔۔۔ فیض بڑبڑایا۔

اگ میرے خدا یا۔۔۔ فیض نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔

فیض نے بہت عجیب و غریب خواب دیکھا تھا اور خواب کے بعد وہ بہت پریشان تھا۔
کیوں نہ اس کی تعبیر دادی جان سے معلوم کی جائے۔ فیض نے سوچا اور اگلے ہی لمحے وہ
بستر سے باہر دادی جان کے پاس موجود تھا۔

دادی جان میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے فیض نے دادی جان سے کہا۔
ارے خواب کے چکر میں تو تم سلام دعا بھی بھول گئے۔ دادی جان نے فیض کے سلام نہ
کرنے پر پیار سے سرزنش کی۔

اوہ السلام علیکم دادی جان! اصل میں خواب اتنا عجیب و غریب ہے کہ مجھے خواب کے
سوا کچھ یاد ہی نہیں رہا۔ فیض نے صفائی دیتے ہوئے کہا۔

وعلیکم السلام! اچھا بھئی کیا خواب دیکھ لیا فیض میاں! صحن میں رکھی کرسی پر اخبار کا
مطالعہ کرتے ہوئے دادا جان کی آواز سنائی دی۔

Click

داداجان میں نے خواب دیکھا کہ سعودی عرب کے شہر مکہ سے ایک عجیب الخلق جانور نکلا ہے اور اس کے ایک ہاتھ میں عصا اور دوسرے ہاتھ میں انگوٹھی ہے وہ دنیا کے ہر شخص کی پیشانی پر کبھی عصا سے اور کبھی انگوٹھی سے کچھ لکھ رہا ہے۔ بس وہ میری طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ فیض نے خواب سناتے ہوئے کہا۔

بھئی یہ تو قیامت کی ایک نشانی ہے۔ داداجان نے کہا

قیامت کی نشانی کیا مطلب۔ فیض نے حیرت سے پوچھا۔

فیض میاں آپ نے جو خواب دیکھا ہے وہ قیامت کی ایک نشانی ہے جو قربِ قیامت میں ظاہر ہوگی۔ داداجان نے کہا۔

داداجان اس نشانی کے بارے میں تفصیل سے بتائیے نا! عفت، عارفہ اور عالی نہ جانے کب آن پہنچے اور فرمائش بھی کر دی۔

ہاں بھئی کیوں نہیں آج ظہر کی نماز کے بعد میں آپ کو اس عجیب الخلق جانور ”دابة الارض“ کے بارے میں بتاؤں گا۔

ظہر کی نماز کے بعد چاروں بچے عجیب الخلق جانور (دابة الارض) کے بارے میں جاننے کے لیے داداجان کی لائبریری میں موجود تھے

جی داداجان! بچوں نے دابة الارض کے بارے میں جاننے کے شوق میں ایک ساتھ کہا۔

ہاں بھئی ذرا دم تو لینے دو داداجان نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ حضرت بریدہ کو مکہ کے قریب ایک دیہات میں لے گئے وہ خشک زمین تھی اور اس کے چاروں طرف ریت تھی آپ ﷺ نے حضرت بریدہ سے فرمایا: اس جگہ سے **دابۃ الارض** نکلے گا۔

یہ چار ٹانگوں والا ایک جانور ہے اس کے جسم پر بال ہیں، اس کے ہاتھ میں جو عصا تم نے دیکھا تھا وہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا تھا اور جو انگوٹھی تم نے دیکھی تھی وہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی تھی۔

دابۃ الارض ہر مومن کے ماتھے پر اس عصا سے مومن لکھے گا اور اس کا چہرہ روشن ہو جائے گا۔

اور انگوٹھی سے ہر کافر کے ماتھے پر لکھے گا "کافر" اور اس کا پورا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ کیا وہ پوری دنیا کے انسانوں کے ماتھے پر لکھ سکے گا؟ عفت نے کہا۔ ہاں وہ ساری دنیا کے لوگوں کے ماتھے پر یہ لکھے گا۔ دادا جان نے کہا۔ دادا جان پھر تو اس میں بہت ٹائم لگے گا فیض نے پوچھا۔

دابۃ الارض کی رفتار بہت تیز ہوگی چند ہی دنوں میں وہ دنیا کے تمام لوگوں کے ماتھے پر کافر اور مومن لکھ دے گا اور تمام لوگوں کو یہ لکھا ہوا نظر بھی آئے گا۔ یہاں تک کہ جب لوگ ایک دوسرے سے بات کریں گے تو کہیں گے: اے مومن! اے کافر!

دادا جان قیامت کی اور کیا کیا نشانیاں ہیں؟ عارفہ نے قیامت کے موضوع میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

بیٹا! قیامت کی کچھ چھوٹی نشانیاں ہیں اور کچھ بڑی۔

بڑی نشانیاں تو قیامت کے بالکل قریب واقع ہوں گی جیسے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔۔۔ **دابة الارض** کا نکلنا۔۔۔ دجال کا نکلنا۔۔۔ یا جوج ماجوج کا نکلنا

۔۔۔۔۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونا وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے قیامت کی ساری نشانیاں بیان فرمادی ہیں۔

دادا جان چھوٹی چھوٹی نشانیاں کیا ہیں؟ عفت نے پوچھا۔

آپ ﷺ نے بہت ساری نشانیاں بتائی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

جب تم دیکھو تمہارے لوگ نمازیں فوت کر دیتے ہیں۔

امانت کو ضائع کرتے ہیں۔

سود کھاتے ہیں۔

جھوٹ بولنے کو حلال سمجھتے ہیں۔

خون کر دینے کو ہلکا اور معمولی سمجھتے ہیں۔

اوپچی عمارتیں بنانے لگے ہیں۔

دنیا کے عوض اپنے دین کو بیچ ڈالتے ہیں۔

قطع رحمی کی جاتی ہے۔

عدلیہ کا محکمہ کمزور کر دیا جائے (جرات مندی سے حکم صادر کرنے کے قابل نہ رہے)۔

جب جھوٹ کو سچ سمجھا جائے۔

جب مرد ریشم کا لباس پہننے لگیں۔

جب ظلم و ستم کا بازار گرم ہو۔

طلاق کی شرح بہت بڑھ جائے گی۔

اچانک موت آجانے کے واقعات عام ہونے لگیں گے۔

جب خائن اور کرپٹ آدمی امانت دار قرار پائے۔

اور امانت دار شخص کو خائن قرار دیا جائے۔

سچے آدمی کو جھوٹا قرار دے دیا جائے گا۔

جھوٹے شخص کو سچا قرار دیا جائے گا۔

جب پاک دامنوں پر تہمتیں لگانے کا بہت چلن ہو۔

بارشیں کم ہونے لگیں گی۔

اولاد والدین سے ناراض ہوگی۔

جب کمینوں کے وارے نیارے ہوں گے۔

جب شریف لوگوں کا جینا دو بھر ہو جائے گا۔

حکمران حق سے تجاوز کرنے لگیں۔

وزراء جھوٹ بولیں۔

امناء، ناظم، خزانچی معتمد لوگ خیانت کرنے لگیں۔

عرفاء (چودھری، سیاست دان، انتظامیہ) ظلم کرنے لگیں۔

علماء بے عمل ہو جائیں۔

اون کے کپڑے پہننے کا رواج زیادہ ہوگا۔

Click

لوگوں کے اذہان مردار سے زیادہ گندے اور بدبودار ہو جائیں گے۔

لوگوں کا مزاج کڑوا اور تلخ ہو جائے۔

جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو طرح طرح کی آزمائشوں اور فتنوں میں مبتلا فرمادے۔

مسلمان پریشان رہنے لگیں جیسے ظالم یہودی بے چین اور مضطرب رہتے ہیں۔

گناہوں کی کثرت ہوگی۔

جب حکمران کھرے نہ رہیں۔

مسجدیں دلہن کی طرح سجائی جائیں گی۔

مسجدوں میں اونچے منبر تعمیر کرنے کا رواج ہوگا۔

شراب عام ہو جائے گی۔

باندیوں سے ان کے مالک آقا پیدا ہوں گے۔

ننگے پاؤں اور ننگے بدن والے لوگ بادشاہ بن جائیں گے۔

مرد عورتوں کا اسٹائل اپنائیں گے اور عورتیں مردوں کا اسٹائل اپنائیں گی۔

بات بات پر اللہ کی قسم کھانا لوگوں کا تکیہ کلام بن جائے گا۔

علم شہرت اور شناخت کے لیے سیکھا جائے گا۔

علم دین کی سوجھ بوجھ دین کے لیے حاصل نہیں کی جائے گی۔

آخرت کے عمل سے دنیا کو طلب کیا جائے گا۔

مال غنیمت کو ذاتی دولت سمجھ لیا جائے گا۔

امانت کو ذاتی دولت بنا لیا جائے گا۔

زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا۔

قوم کا کمینہ اور گھٹیا ترین آدمی قوم کا سردار اور لیڈر بن جائے گا۔

آدمی اپنے باپ کا نافرمان ہو گا اور دوست کے ساتھ نیکی اور اچھا سلوک کرے گا۔

بیٹا اپنی ماں پر سختی اور ظلم کرے گا۔

آدمی اپنی بیوی کا مطیع و فرمانبردار ہو گا۔

مساجد میں فاسقوں کی آوازیں بلند ہوں گی۔

لوگ گانے والیوں کو اپنالیں گے۔

آلات موسیقی اور گانا بجانے کے آلات اپنے پاس رکھیں گے۔

ظلم کرنے پر ندامت کے بجائے فخر کریں گے۔

حکمت کی باتیں فروخت ہوں گی۔

یہ ساری نشانیاں نبی کریم ﷺ نے بیان کیں اور فرمایا جب ایسا ہونے لگے تو انتظار

کرنا زلزلوں کے آنے کا۔۔۔ سرخ آندھیوں کے چلنے کا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے (آمین)

دادا جان یہ دجال کون ہے؟ عالی نے پوچھا۔

دجال کے بارے میں، میں آپ کو کل بتاؤں گا۔ دادا جان نے عالی کو پیار کرتے ہوئے

کہا

دجال

السلام علیکم داداجان! چاروں بچے داداجان کی لائبریری میں پہنچ گئے۔
وعلیکم السلام، بھی بچو! تم سب کی اجتماعی آمد بتا رہی ہے کہ کوئی خاص کام ہے داداجان
سے۔ داداجان نے چاروں بچوں کی جانب دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔
داداجان آپ نے ہم سے کہا تھا نا کہ آپ ہمیں دجال کے بارے میں بتائیں گے۔ عفت
نے تمام بچوں کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے کہا۔
ہاں بھی کیوں نہیں۔ داداجان نے عینک میز پر رکھتے ہوئے کہا۔
بچو! دجال قربِ قیامت میں ظاہر ہو گا اور یہ خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا اور ایک آنکھ
سے کاننا ہو گا اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہو گا جس کو ہر ایمان والا مومن پڑھ لے گا۔
یہ چالیس دن میں مکہ مدینے کے سوا ساری دنیا کا گشت کر لے گا۔
اس کے ساتھ ایک باغ ہو گا اور ایک آگ اس کے ساتھ ہو گی جس کا نام وہ جنت اور
دوزخ رکھے گا۔

اس کی دوزخ در حقیقت آرام کی جگہ ہو گی اور اس کی بنائی ہوئی جنت در حقیقت آگ
ہو گی وہ مردوں کو بھی زندہ کرے گا۔۔۔۔۔ آسمان سے پانی بھی برسا کر دکھائے

Click

گا۔۔۔۔۔ زمین سے سبزہ اگا کر بھی دکھائے گا اور دیگر بہت سارے طریقوں سے لوگوں کو گمراہ کرے گا۔

دجال ایک دیہاتی سے کہے گا: اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کر دوں تو کیا تو مجھے اپنا رب تسلیم کر لے گا؟

وہ دیہاتی کہے گا

ہاں! اگر تو میرے ماں باپ کو زندہ کر دے تو میں تجھے اپنا رب تسلیم کر لوں گا۔

تو دوسرا شیطان اس کی ماں اور باپ کی شکل میں اس کے سامنے ظاہر ہوں گے اور اس سے کہیں گے کہ بیٹا! اس کی اتباع کرو یہ تیرا رب ہے۔

اور تو اور ایک شخص اس کے پاس جائے گا اور اس سے کہے گا کہ تو مسیح کذاب ہے۔

تو دجال اس کو آڑے سے چیرنے کا حکم دے گا پھر اس مومن کو آڑے پر رکھ کر دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔

پھر دجال اس کے جسم کے دونوں ٹکڑوں کے پاس جا کر کہے گا کہ کھڑا ہوا جا۔

وہ کھڑا ہو جائے گا تو وہ اس سے کہے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟

وہ مومن کہے گا: مجھے تیرے دجال ہونے کا یقین پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا ہے۔

پھر وہ مومن کہے گا: اے لوگو! اب میرے بعد دجال یہ کاروائی کسی اور کے ساتھ نہیں کر سکے گا۔

دجال پھر اس کو ذبح کرنے کے لیے پکڑے گا مگر کامیاب نہیں ہو سکے گا وہ اس کا ہاتھ پیر پکڑ کر اپنی بنائی ہوئی آگ میں پھینک دے گا لوگ سمجھیں گے کہ وہ آگ میں گیا ہے مگر وہ تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے راحت کدہ جنت بن جائے گا۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ شخص اللہ کے نزدیک سب سے بڑی شہادت کا حامل ہو گا۔

دادا جان! یہ تو بہت تباہی مچائے گا کیا کوئی بھی مسلمان اس دجال کو قتل نہیں کر سکے گا؟ فیض نے گہری تشویش کے ساتھ کہا۔

جب دجال کا فتنہ اپنے عروج پر ہو گا تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارے پر آسمان سے اتریں گے جیسے ہی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی خوشبو وہ سونگھے گا تو نمک کی طرح پگھلنے لگے گا یہاں تک کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اس کی پیٹھ پر نیزہ مار کر اس کو قتل کر دیں گے۔ دادا جان نے دجال کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔
اچھا دادا جان یہ یا جوج ماجوج کون ہیں؟ فیض نے پوچھا

یاجوج ماجوج

یاجوج ماجوج!

یہ پرانے زمانے کی بات ہے حضرت ذوالقرنین نام کے ایک نیک صالح مسلمان بادشاہ حکومت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے اسباب و وسائل عطا کیے تھے۔

ایک دفعہ حضرت ذوالقرنین فتوحات کرتے کرتے ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں خانہ بدوشوں کی بستی تھی۔ ان کے قریب ایک قوم یاجوج ماجوج رہتی تھی جو آئے دن ان خانہ بدوشوں کے لیے مصیبت بنی رہتی تھی۔

ان خانہ بدوشوں نے جب حضرت ذوالقرنین کو اس شاندار لشکر کے ساتھ اپنی بستی کے قریب آتے دیکھا تو انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ ہمارے قریب میں فلاں پہاڑ کے پیچھے ایک قوم یاجوج ماجوج رہتی ہے ہمیں اس کے ظلم و ستم سے بچائیے ہم اس قوم کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

حضرت ذوالقرنین نے ان کی فریاد غور سے سنی پھر ان لوگوں اور اپنے لشکر کی مدد سے ان کے اور یاجوج ماجوج کی بستی کے درمیان ایک مضبوط آہنی دیوار تعمیر کی تاکہ وہ دیوار پھلانگ کر اس طرف نہ آسکیں۔

اب وہ دیوار اس قدر اونچی تھی کہ نہ تو یاجوج ماجوج اس دیوار کو پھلانگ کر اس طرف جاسکتے تھے اور وہ دیوار اس قدر مضبوط تھی کہ وہ اس کو توڑ بھی نہیں سکتے تھے

Click

قرآن کریم نے اس واقعے کو یوں بیان کیا ہے

ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا ﴿١٠١﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا
لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ﴿١٠٢﴾ قَالُوا يَا قَوْمِ لَرَبِّنَا إِلَهُانِ وَإِنَّا لَجُوجٌ وَمَا
جُوجٌ مُّفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ يُجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ
بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿١٠٣﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ
أَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿١٠٤﴾ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَى
بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ
قَطْرًا ﴿١٠٥﴾ فَمَا اسْطَعُوا أَنْ يَصِفُوهَا وَمَا اسْتَطَعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿١٠٦﴾
قَالَ بئذِ انصُرُونِي مِن رَّبِّي فَأَدَّىٰ وَعَدُّ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي
حَقًّا ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجٌ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ
فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ﴿١٠٨﴾ وَاعْرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا
﴿١٠٩﴾ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنِ ذِكْرِي وَكَانُوا لَا
يَسْتَفِيدُونَ سَمْعًا ﴿١١٠﴾ سورة کہف آیت 92 تا 101

پھر ایک سامان کے پیچھے چلا یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا ان سے ادھر کچھ ایسے لوگ پائے کہ کوئی بات سمجھتے معلوم نہ ہوتے تھے انہوں نے کہا اے ذوالقرنین بیشک یا جوج ماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں تو کیا ہم آپ کے لئے کچھ مال مقرر کر دیں اس

Click

پر کہ آپ ہم میں اور ان میں ایک دیوار بنا دیں کہا وہ جس پر مجھے
میرے رب نے قابو دیا ہے بہتر ہے تو میری مدد طاقت سے کرو
میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنا دوں میرے پاس لو ہے
کے تختے لاؤ یہاں تک کہ وہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں
سے برابر کر دی کہا دھونکو یہاں تک کہ جب اسے آگ کر دیا کہا لاؤ
میں اس پر گلا ہوا تانبا اونڈیل دوں تو یا جوج و ما جوج اس پر نہ چڑھ
سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے
پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا سے پاش پاش کر دے گا اور
میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔

اور اس دن ہم انہیں چھوڑیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر
ریلا آوے گا اور صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو اکٹھا کر لائیں
گے اور ہم اس دن جہنم کافروں کے سامنے لائیں گے وہ جن کی
آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا اور حق بات سن نہ سکتے تھے۔

یا جوج و ما جوج روزانہ اس دیوار کو کھودنے کی کوشش کرتے ہیں یہاں تک آہنی دیوار کے
قریب پہنچ جاتے ہیں اور پھر آپس میں کہتے ہیں کہ باقی کل کھودیں گے۔
جب دوسرے دن وہ آتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ دیوار پہلے کی طرح مضبوط ہے جیسے اس کو
کسی نے چھیڑا ہی نہ ہو وہ پھر کھودتے ہیں اور آہنی دیوار کے قریب پہنچ کر کہتے ہیں باقی
کل کھودیں گے وہ روزانہ اس طرح کرتے ہیں۔

اب جب قیامت کے وقت اللہ تعالیٰ ان کو کھولنے کا ارادہ فرمائے گا تو اس روز وہ کہیں گے اگر اللہ نے چاہا تو ہم کل اس دیوار کو پار کر لیں گے اور اگلے دن وہ اس دیوار کو کھود ڈالیں گے۔

اس وقت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر چکے ہوں گے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر کوہ طور پر چلے جائیں گے۔

اس وقت یاجوج ماجوج پہاڑوں سے بہت تیزی کے ساتھ انسانی آبادیوں پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کی قتل و غارت گری میں کوئی بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔

یاجوج ماجوج زمین پر قتل و غارت گری کرنے کے بعد کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر دیا اب آؤ آسمان والوں کو بھی قتل کریں۔ یہ کہہ کر یہ لوگ آسمان کی طرف تیر چلانے لگیں گے۔

ابھی یہ انہی شیطانی حرکتوں میں مشغول ہوں گے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصحاب کے ہمراہ دعائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک خاص کیڑا پیدا کر دے گا جس کی وجہ سے یہ اچانک ہی مر جائیں گے۔

ان لوگوں کے مر جانے کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر کوہ طور سے اتریں گے تو دیکھیں گے تمام زمین ان لوگوں کی لاشوں اور بدبو سے بھری پڑی ہے۔

پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ ایک خاص قسم کے پرندوں کو بھیجے گا جو ان لاشوں کو اٹھا کر لے جائیں گے اور جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا لے جا کر پھینک دیں۔

اور یاجوج ماجوج کے ہتھیاروں کو مسلمان سات برس تک چلاتے رہیں گے۔

اس کے بعد بہت زور دار بارشیں ہوں گی اور زمین اپنے سارے خزانے اگل دے گی یہاں تک کہ ایک انار بہت سارے لوگ پیٹ بھر کر کھالیں گے اور دودھ میں بھی بہت زیادہ برکت ہوگی اور بہت سارے لوگ ایک اونٹنی کے دودھ سے ہی سیراب ہو جایا کریں گے۔ داداجان نے یاجوج ماجوج کے بارے میں بھی تفصیل سے بتایا۔

داداجان! حضرت ذوالقرنین نے یہ دیوار بنائی کہاں ہے؟ عفت نے پوچھا۔ اس بارے میں مفسرین اور مورخین کی رائے علیحدہ علیحدہ ہیں لہذا ہم کوئی حتمی بات نہیں کہہ سکتے۔ داداجان نے جواب دیا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کچھ عرصے کے بعد وصال فرما جائیں گے اور روضہ اقدس میں ہی آپ کے جسد انور کو رکھا جائے گا۔

پھر جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کو چالیس برس گزر جائیں گے تو ایک نہایت ہی پاکیزہ اور خوشبودار ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی اس ہوا کا اثر یہ ہوگا کہ تمام مسلمان جو اس وقت روئے زمین پر موجود ہوں گے انتقال کر جائیں گے اور زمین پر صرف کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور انہی کافروں پر قیامت قائم ہوگی۔

اچھا بچو! اب آرام کرو۔

آخری نبی ﷺ

سارے شہر میں ہی ختم نبوت کے بڑے بڑے بینر اور پوسٹر لگے ہوئے تھے پورے ملک میں ختم نبوت کانفرنسز، جلسے، مذاکرے ہو رہے تھے۔ فیض اسکول سے واپسی پر سوچ رہا تھا کہ آخر ستمبر کے مہینے میں ہی جگہ جگہ یہ کانفرنسز کیوں کی جا رہی ہیں؟

اسی شش و پنج میں اپنے خیالات کے تانے بانے سلجھاتے وہ گھر پہنچ گیا۔ ہوم ورک، کھیل اور ٹی وی کارٹون نے اس کے ذہن سے اس خیال کو محو کر دیا۔ بھی سالم میاں! آج شام کو پی سی ہوٹل میں ختم نبوت کانفرنس میں چلنا ہے۔ دادا جان نے اپنے چھوٹے بیٹے اور فیض کے چاچا، سالم سے کہا۔ جی ابا جان! ضرور کس وقت کانفرنس شروع ہوگی؟ سالم چاچا نے مؤدب انداز سے پوچھا۔

میرا خیال ہے کہ عصر کے بعد ہی شروع ہے ہاں بالکل شام ۵ بجے کا وقت لکھا ہے۔ دادا جان نے کانفرنس کا دعوت نامہ دیکھتے ہوئے کہا۔ فیض کو فوراً ہی شہر میں لگے بینرز اور پوسٹر کے عنوانات یاد آگئے دادا جان! یہ ختم نبوت کانفرنس کیوں کی جا رہی ہے؟ فیض نے فوراً ہی سوال کیا۔

Click

بیٹا اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کے درمیان انتشار پیدا کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ سازشیں کرتی رہتی ہیں ایسی ہی ایک سازش برصغیر پاک و ہند میں بھی انگریزوں نے کی تھی انہوں نے ایک کلرک مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنا کر مسلمانوں کے درمیان کھڑا کیا اور مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کیا۔

جب کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ آخری پیغمبر ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اب انگریزوں کی ان مکاریوں کا جواب دینے اور قادیانیوں کی سازشوں اور ان کے اسلام پر حملوں کا جواب دینے کے لیے علماء کانفرنسز میں تقاریر کرتے ہیں، مقالے پڑھے جاتے ہیں اور شیطان کی اس جماعت کو مسلمانوں کے سامنے بے نقاب کیا جاتا ہے لوگوں کو نبی کریم ﷺ کا فرمان سنایا جاتا ہے اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ ماضی میں کب اور کہاں کہاں جھوٹے نبیوں نے نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام کو نقصان پہنچایا۔

اباجان! میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا تو سنا تھا کہ اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا کیا اس کے علاوہ بھی کچھ اور لوگ تھے جنہوں نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا سالم چاچا نے پوچھا؟

ہاں بیٹا! عہد ابو بکر صدیق میں تو سب سے بڑا فتنہ یہ ہی تھا اس دور میں مسیلمہ کذاب نے اور سجاح بنت الحارث نے نبوت کا اعلان کیا تھا۔

اور نبی آخر الزماں ﷺ نے تو یہ خبر پہلے ہی دے دی تھی کہ جب تک مسیلمہ کذاب یعنی نبوت کے جھوٹے دعوے دار نہ پیدا ہوں قیامت قائم نہیں ہوگی۔

طلیحہ اسدی، مسیلمہ کذاب، سجاح بنت الحارث، مرزا علی محمد، اسود عنسی، مغیرہ بن عجل، اسحاق اخرس، مہدی سوڈانی، مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور یہ سب ذلیل و رسوا اور عبرت ناک انجام سے دوچار ہوئے۔

اباجان! طلیحہ اسدی کے بارے میں کچھ بتائیے نا! سالم چاچا نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔
طلیحہ اسدی نے نبی کریم ﷺ کے زمانے ہی میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا نبی کریم ﷺ نے اس کی سرکوبی کے لیے حضرت ضرار کی قیادت میں ایک دستہ بھیجا تھا ابھی اس کی سرکوبی بھی نہیں ہوئی تھی کہ نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ دوسری طرف طلیحہ بہت چالاکی سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

داداجان! کیا اس جھوٹے نبی پر کچھ لوگ ایمان بھی لے آئے تھے؟ عفت نے پوچھا۔
ہاں بیٹا کچھ نادان لوگ اس پر ایمان لے آئے تھے۔ داداجان نے جواب دیا۔
لیکن داداجان لوگ اس جھوٹے نبی کے عقیدت مند بنے کیسے؟ فیض نے سوال کیا۔

ارے فیض! واقعہ تو پورا سننے دو۔ سالم چاچا نے زچ ہوتے ہوئے کہا
نہیں سالم بیٹا! بچوں کو سوال کرنے سے منع نہیں کرتے۔ بچوں کو سوال کرنے دینا چاہیے اور اس کا جواب بھی ان کو دینا چاہیے اس طرح بچوں کو بات بہت اچھے طریقے سے سمجھ آ جاتی ہے۔ داداجان نے سالم چاچا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

ہاں بھئی فیض میاں تو ہوا یہ اتفاق کہ ایک دفعہ بنو اسد کے لوگ ایک قافلے میں سفر کر رہے تھے اچانک وہ لوگ ایک ایسے علاقے میں پہنچ گئے جہاں پانی نہیں تھا۔

عرب کا ایک بہت بڑا علاقہ صحرا پر مشتمل ہے اگر ایسے علاقے میں پانی نہ ملے تو موت یقینی خیال کی جاتی ہے۔

بنو اسد کے لوگ آس پاس سب جگہ پانی کی تلاش میں بھاگ دوڑ کر رہے تھے مگر آس پاس کہیں بھی پانی نہیں تھا۔

اسی قافلے میں طلیحہ اسدی بھی سفر کر رہا تھا جب سب پانی کی تلاش میں ادھر ادھر، دائیں بائیں بھاگ دوڑ کر رہے تھے تو طلیحہ اسدی سر پر چادر ڈالے مست بیٹھا ہوا تھا ایک ایسے موقع پر جب قافلے کا ہر شخص پانی کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا طلیحہ اسدی کا یوں چادر ڈال کر بیٹھا رہنا سب کو بہت بُرا لگا۔

ایک شخص نے غصے کی حالت میں طلیحہ اسدی کی طرف گیا اور اس کی چادر اٹھا کر دور پھینک دی اور اسے انتہائی درشت لہجہ میں سخت سست کہا اور کہا: اے طلیحہ! تم بھی عجیب شخص ہو سارا قافلہ پانی کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہے اور تم ہو کہ سر پر چادر ڈال کر بے فکر بیٹھے ہو۔

طلیحہ کو اس شخص کی حرکت پر غصہ تو بہت آیا لیکن وہ عرصے کو پی گیا اور ان سے کہنے لگا: اے جاہلو! تم انتہائی بد عقل ہو تم کیا سمجھتے ہو کہ مجھے احساس نہیں ہے کہ قافلے کے لوگ پانی نہ ملنے کے سبب ہلاکت کے قریب ہیں، میں تو اس طرح فرشتے کو حاضر کر رہا تھا تاکہ فرشتے سے معلوم کر سکوں کہ پانی کہاں مل سکتا ہے۔ تمہاری اس جاہلانہ حرکت کے سبب فرشتہ واپس چلا گیا۔ اب جس شخص نے طلیحہ کے سر سے چادر کھینچی تھی سب لوگ اس کو برا بھلا کہنے لگے۔

ان میں ایک شخص بہت سمجھدار تھا اس نے اپنے لہجے کو نرم بناتے ہوئے کہا:
اے طلیحہ! ہماری اس غلطی کو معاف کر دو اور فرشتے کو حاضر کر کے دوبارہ پوچھو کہ
ہمیں پانی کہاں ملے گا؟ کیوں کہ اگر ہمیں پانی نہیں ملا تو ہم سب کے سب پیاس کی وجہ
سے موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔

طلیحہ مرتاکیانہ کرتا اس نے کہا ہاں! ہاں! یہ تمہاری بات درست ہے لیکن جب تک تم
میرے سر پر چادر دوبارہ نہیں ڈالو گے تو بھلا میں اسے کس طرح حاضر کر سکتا
ہوں؟ طلیحہ نے سب لوگوں کو مرعوب کرتے ہوئے کہا۔

سب لوگ پانی کی وجہ سے سخت پریشان اور پیاس کی شدت سے بے قرار تھے انہوں
نے اس کو چادر دوبارہ اوڑھادی۔

کچھ دیر تو طلیحہ اسی انداز میں پریشان بیٹھا رہا اب کرے تو کیا کرے اس کے پورے جسم
پر کپکپاہٹ طاری تھی اور وہ ساتھ ساتھ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا بھی رہا تھا بالآخر اس
نے جھوٹ بولنے میں ہی عافیت جانی کہ میں ایک سمت کی جانب اشارہ کر دیتا ہوں اگر
انہیں پانی مل گیا تو صحیح ورنہ کچھ دیر میں پانی نہ ملنے کے سبب ہم سب مر ہی جائیں گے۔

یہ سوچ کر کچھ دیر کے بعد اس نے چادر اپنے سر سے اتاری اور ان لوگوں سے کہا۔

اے لوگو! خوش ہو جاؤ ہمیں پانی ضرور ملے گا۔

لوگوں کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے وہ تو موت کو بہت نزدیک دیکھ رہے تھے ان کی
خوشی دیدنی تھی۔

ان لوگوں نے بڑی بے تابی سے طلیحہ سے پوچھا اے طلیحہ! پانی ہمیں ملے گا کہاں؟

اب طلیحہ کیا جواب دیتا تھوڑی دیر کے لیے پریشان ہو گیا مگر اپنے اعتماد کو بحال کرتے ہوئے سوچے ہوئے منصوبے کے مطابق ایک طرف اشارہ کر کے کہنے لگا: وہاں۔

اب تو قافلے کے سارے نوجوان اپنے اپنے اونٹ لے کر تیزی کے ساتھ اس کی بتائی ہوئی سمت میں روانہ ہو گئے۔ اس دور میں اونٹوں پر مشتمل ہی قافلے زیادہ تر ہوتے تھے لوگ اونٹوں اور گھوڑوں پر ہی سفر کیا کرتے تھے۔

جب یہ لوگ اس سمت پہنچے تو اتفاق دیکھو کہ وہاں پانی موجود تھا اب تو لوگوں کو یقین آ گیا کہ طلیحہ کے پاس واقعی فرشتہ آتا ہے۔ اس واقعہ کی وجہ سے طلیحہ بہت مشہور ہو گیا۔

طلیحہ اسدی کے زیادہ تر عقیدت مند اس کے سامنے خاموش ہی رہا کرتے تھے مگر اس کی بیوی اکثر اس کا مذاق اڑاتی رہتی تھی۔ طلیحہ کی بیوی ہی اس کے زیادہ قریب تھی وہ کئی مرتبہ دیکھ چکی تھی کہ طلیحہ کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

اب جب بھی کوئی برا وقت آتا تو طلیحہ اپنے اوپر چادر ڈال کر بیٹھ جاتا اور ایسے موقع پر کسی کو بھی اس کے پاس آنے کی اجازت نہ ہوتی تھی اس نے سب سے کہہ رکھا تھا کہ جب وہ چادر ڈال کر بیٹھا ہو تو کوئی اس کے قریب نہ آئے کیوں کہ اس وقت اس کے اوپر وحی نازل ہو رہی ہوتی ہے۔

اب ادھر مدینے سے ایک لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں طلیحہ کی سرکوبی کے لیے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روانہ کر دیا۔

دوسری جانب بنو خزراہ کا سردار عینیہ بن حصن طلیحہ اسدی کا پیر و کار بن چکا تھا اس کے ساتھ اس کے قبیلے کے ایک ہزار جانباز بھی طلیحہ پر ایمان لائے تھے۔

عینیہ کو یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لشکر طلیحہ اسدی کی سرکوبی کے لیے مدینے سے روانہ ہو چکا ہے۔

عینیہ کے دل و دماغ پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ہیبت طاری تھی۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معاملہ فہمی، جنگی تدابیر سے بھی وہ بخوبی واقف تھا۔

عینیہ نے طلیحہ سے پوچھا: اے نبی محترم! کیا آپ کے پاس واقعی فرشتہ آتا ہے؟ طلیحہ نے کہاں ہاں کیوں نہیں۔

عینیہ نے اپنی پریشانی اور گھبراہٹ چھپاتے ہوئے کہا: اے محترم نبی! کیا آپ کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کا ایک لشکر ہزار ہاں سے جنگ کرنے کے لیے بہت تیزی کے ساتھ ہماری جانب بڑھ رہا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی خوں ریز جنگ ہوگی۔ کیا آپ کے فرشتے نے اس بارے میں کوئی اطلاع آپ کو دی ہے؟

اب تو طلیحہ بڑا پریشان ہوا کہ وہ کیا جواب دے مکاری کے ساتھ بات بناتے ہوئے کہنے لگا:

اے عینیہ کیا جنگ شروع ہو گئی ہے؟

عینیہ نے کہا نہیں ابھی تو نہیں ہوئی

طلیحہ نے کہا: جب جنگ شروع ہوگی تب فرشتے کو طلب کر کے پوچھ لوں گا۔ دوسرا میں ہر وقت فرشتے کو نہیں بلوا سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی وہ فرشتہ کو میرے پاس بھیج دے گا۔

اگلے ہی دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا لشکر ان کے سر پر پہنچ گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے طلیحہ کے لشکریوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

اے وہ لوگو! جو مرتد ہو چکے ہو میری بات غور سے سنو! کفر کرنے سے باز آ جاؤ تو امیر المؤمنین تم کو معاف فرمادیں گے۔

میری بات کا تم یقین کرو تم جس شخص کو نبی مان بیٹھے ہو وہ جھوٹا ہے اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب تمہارا جھوٹا نبی طلیحہ اسدی ذلیل ہوگا مگر اس کے ساتھ تم سب بھی ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے۔

طلیحہ اسدی کے پیروکاروں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بات کو ہنستے ہوئے ایک کان سے سنا اور دوسرے کان سے نکال دیا۔

عینیہ اور اس کے دوسرے پیروکاروں نے جا کر طلیحہ کو بتایا کہ خالد بن ولید کی قیادت میں جو دستہ مدینے سے چلا تھا وہ ہمارے سروں پر آن پہنچا ہے اور بس اب جنگ شروع ہونے والی ہے۔

اے نبوت کے دعوے دار! اب تم اپنے خدا سے کہو کہ وہ مسلمانوں کی فوج کو تباہ برباد کرنے کے لیے فرشتے بھیج دے تاکہ مسلمانوں سے نجات حاصل ہو۔

اب تو طلیحہ بڑا شپٹا یا مرتا کیا نہ کرتا کبیل اوڑھ کر بیٹھ گیا۔

دوسری طرف جنگ کا میدان گرم ہو چکا تھا طلیحہ کے پیروکار ابھی تک خوش فہمی کا شکار تھے۔

کافی دیر گزر چکی تھی طلیحہ نے کوئی جواب ہی نہیں دیا بالآخر عینہ نے اس کی بیوی سے رابطہ کیا اور کہا کہ آپ ہی نبی محترم کے پاس جائیں اور معلوم کریں کہ وحی کی کیا صورت حال ہے؟ اور فرشتوں کی صورت میں مدد کب تک آئے گی؟

طلیحہ کی بیوی اس کے خیمے میں اس کے پاس گئی اور اس سے پوچھا کہ تم کب تک مست بیٹھے رہو گے لوگ انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہیں تمہیں اس طرح بیٹھے بیٹھے کافی دیر ہو چکی ہے مگر تمہیں اللہ جواب ہی نہیں دے رہا۔

وہ بار بار بولتی رہی مگر طلیحہ ٹس سے مس نہیں ہوا۔ جب وہ بول بول کر تھک گئی تو اس نے طلیحہ کے سر سے کبیل بری طرح اتار پھینکا اس نے دیکھا کہ طلیحہ کا جسم بری طرح کانپ رہا ہے۔

اب طلیحہ نے یہ معاملہ دیکھا تو اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنی بیوی کو ڈانٹتے ہوئے کہنے لگا تو کیسی بے عقل عورت ہے میں نے اپنے تمام پیروکاروں کو منع کیا ہوا ہے اس وقت مجھے تنگ نہ کیا کریں فرشتہ مجھے ایک اہم اطلاع دے رہا تھا کہ تیرے اس عمل سے فرشتہ چلا گیا۔

دوسری طرف میدان جنگ گرم ہو چکا تھا عینہ سخت پریشانی کے عالم میں بار بار طلیحہ کے پاس چکر لگا رہا تھا کیوں کہ مسلمان طلیحہ کے پیروکاروں اور عینہ کے جانبازوں کو بری طرح سے روند رہے تھے۔

ایک مرتبہ پھر عینہ طلیحہ کے خیمے کی طرف گیا اور اس سے پوچھا: اب کیا کرے؟ طلیحہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا: تو عجیب سردار ہے میدان جنگ میں توجہ دینے کے بجائے میرے خیمے کے پاس چکر لگا رہا ہے۔

عینہ نے کہا: اے نبی آپ نے کہا تھا کہ ہم مسلمانوں کے مقابلے میں کامیاب ہو جائیں گے ہمارے سپاہی آسمانی امداد کی امید پر تیزی سے ہلاکت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ طلیحہ نے مکاری سے کہا: اپنی فوج کو کہو دلیری سے لڑیں اور اگر تو یہاں کھڑا رہا تو پھر فتح یقینی طور پر مسلمانوں کی ہوگی۔

عینہ پھر میدان جنگ کی طرف گیا کچھ ہی دیر میں وہاں کی صورتِ حال نہایت ابتر ہو چکی تھی وہ واپس طلیحہ کی طرف بھاگا بھاگا آیا اور پوچھا کیا کوئی وحی اتری۔ طلیحہ نے کہا ہاں! یہ جنگ تمہارے لیے چکی کا پاٹ ثابت ہوگی اور ایسا واقعہ ہوگی جسے تم کبھی بھی فراموش نہیں کر سکو گے۔ عینہ نے اپنے دل میں سوچا حالات کے مطابق تو واقعی یہ ایک ناقابل فراموش واقعہ ہو گا۔

وہ واپس میدان جنگ میں آیا اور بنو خزراہ سے کہا کہ وہ اس جنگ سے علیحدہ ہو جائیں طلیحہ جھوٹا، کذاب اور دغا باز ہے۔

بنی خزراہ نے جیسے ہی اپنے سردار عینیہ کا حکم سنا وہ فوراً ہی جنگ سے علیحدہ ہو گئے۔
اب تو ہر طرف ایک علیحدہ ہی منظر تھا سب کو اپنی جان بچانے کی پڑی ہوئی تھی تمام
مرتدین بھاگے بھاگے طلیحہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ہمارے لیے کیا حکم ہے؟
طلیحہ نے پہلے ہی اپنے اور اپنی بیوی نویرا کے لیے دو گھوڑے ساز و سامان کے ساتھ تیار
کر وار کھے تھے۔

اب جیسے ہی اس کی مفرور فوج اس کے پاس پہنچی تو اس نے اپنی بیوی کو گھوڑے پر سوار
کیا اور دوسرے گھوڑے پر خود سوار ہو کر اپنے پیروکاروں سے کہنے لگا جو میری طرح
جان بچا کر بھاگ سکتا ہے وہ بھاگ جائے۔

اس کی تمام فوج تتر بتر ہو گئی اکثر مارے گئے اور باقی ماندہ لوگوں نے ارتداد سے توبہ کی۔
طلیحہ وہاں سے بھاگ کر شام کی طرف چلا گیا اور بعد میں جب اس نے دیکھا کہ بنو اسد
، بنو غطفان اور بنو عامر مسلمان ہو گئے ہیں تو وہ بھی مسلمان ہو گیا۔

سب ہی بڑے انہماک سے یہ واقعہ سن رہے تھے
بچو! تیاری کرو کانفرنس میں بھی جانا ہے دادا جان نے سالم چاچا کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا

دادا جان! میں بھی کانفرنس میں آپ کے ساتھ چلوں۔ فیض نے دادا جان کو پر امید
نظروں کے ساتھ دیکھتے ہوئے پوچھا

ہاں بھئی کیوں نہیں۔ تم جلدی سے تیار ہو جاؤ ہم عصر کی نماز وہاں پہنچ کر ادا کریں گے
اور اس کے بعد کانفرنس میں شرکت کریں گے۔

ختم نبوت کا نفرنس

پی سی ہوٹل کا ہال لوگوں سے بھرا ہوا تھا علماء مشائخ، سکالرز، پروفیسرز غرض یہ کہ ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ وہاں موجود تھے۔

اناؤنسر نے اعلان کیا کہ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام الرحمن سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت کلام الرحمن کے بعد نعت شریف کا نذرانہ سرورِ کونین ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا

نعتِ رسول مقبول ﷺ کے بعد اناؤنسر نے کانفرنس کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور پھر انڈیا سے تشریف لائے ہوئے ایک عالم دین علامہ مصباحی صاحب کو خطاب کی دعوت دی۔

علامہ مصباحی صاحب کی تقریر اپنے اندر ایک جوش و ولولہ لیے ہوئے تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ میدانِ خطابت میں وقت کا خالد بن ولید گرج رہا ہو۔

محترم سامعین! (علامہ مصباحی صاحب نے باوقار انداز میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا)

نبوت کے جھوٹے دعوے دار عالم اسلام کے لیے آج کوئی نئے نہیں ہیں۔

اس فتنے نے تو عہد رسالت میں بھی جنم لیا تھا۔۔۔ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں بھی۔۔۔ بنو امیہ بھی اس فتنے سے نبرد آزما ہوئے اور بنو عباس بھی۔ یہ فتنہ کبھی اسود عنسی کی شکل میں عالم اسلام کے سامنے آیا، تو کبھی مغیرہ بن عجل کی صورت میں۔

اس فتنے نے کبھی اسحاق اخرس کا روپ دھارا تو کبھی جلال الدین اکبر کا۔ کبھی حسن بن صباح کی صورت میں نمودار ہوا تو کبھی ابو طاہر قرامطی کی شکل میں۔ اگر آج مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا کذاب، نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے سمجھتا ہے کہ اس کی پشت پر موجود انگریز اسلام کی پشت پر خنجر گھونپ دے گا تو یہ اس کی خوش فہمی ہے۔ فرزند ان اسلام کی تاریخ گواہ ہے انہوں نے سینوں پر گولیاں تو کھائیں مگر کبھی بھی جھوٹی نبوت کو تسلیم نہیں کیا اور پھر بالآخر مسلمانوں کا خون رنگ لایا اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت میں قومی اسمبلی کے مناظرے میں قادیانیوں کو شکست دی اور پھر اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے آئین میں قادیانیوں کو کافر قرار دے کر پاکستان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس فتنے کی سرکوبی کر ڈالی۔

اگرچہ انگریزوں کا یہ خود کاشتہ پودا ”قادیانی“ آج بھی کھلے عام اپنی تبلیغ میں مصروف ہے مگر یاد رکھنا فرزند ان اسلام غافل نہیں ہیں ان کی عیاریوں سے۔
محترم سامعین!

آج کی اس کانفرنس میں، میں آپ کو بنو امیہ کے دور حکومت تک لے جانا چاہتا ہوں

یہ دور خلیفہ ہشام بن عبد الملک کا دور حکومت تھا

ہشام بن عبد الملک کے دور حکومت میں کوفہ میں ایک غلام مغیرہ بن سعید رہا کرتا تھا۔

مغیرہ بن سعید کوفہ کے امیر خالد قسری کا غلام تھا مغیرہ نہایت چالاک اور شاطر آدمی تھا

اس نے کئی دفعہ ایسی منصوبہ بندی کی کہ خالد قسری اس کو آزاد کر دے مگر خالد قسری

نے اس پر اپنی نوازشات بڑھادیں مگر اس کو آزاد نہیں کیا مغیرہ بن سعید بہت ہی چالاک

آدمی تھا اس نے امام بننے کے خواب دیکھنا شروع کر دیئے تھے جب وہ لوگوں کو امام باقر

کے ہاتھ چومتے ہوئے دیکھتا، لوگوں کی امام باقر کے ساتھ والہانہ عقیدت اور احترام

و محبت کے جذبات مغیرہ بن سعید کے دل و دماغ میں ایک ہلچل مچا دیتے تھے۔

وہ تصور میں خود کو امام باقر کی جگہ دیکھتا اور جاگتی آنکھوں سے یہ خواب دیکھتا کہ لوگ

اس کے بھی ہاتھ چوم رہے ہیں اس سے بھی عقیدت و محبت کا دم بھر رہے ہیں لیکن جلد

ہی اس کے یہ خواب اور تصورات دم توڑ جاتے جب یہ خود کو ایک غلام کے روپ میں

دیکھتا۔

جناب والا!

مغیرہ بن سعید ہر روز اپنے آزاد ہونے کا خواب دیکھتا لیکن اس کو ابھی تک اپنے خواب کی

تعبیر نہیں مل سکی تھی اس کی تمام تر منصوبہ بندی ناکام ہو چکی تھی آخر اس نے ایک نیا

بہروپ بھرا اور اپنے آقا خالد قسری کے پاس پہنچا۔

اس دن خالد کا موڈ بہت خوشگوار تھا

مغیرہ نے موقع غنیمت جانا اور چاہلو سی کے ساتھ خالد سے کہنے لگا۔

Click

حضورِ والا ایک عرض ہے۔

خالد نے کہا: بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟

مغیرہ نے مکاری کرتے ہوئے دبی لچی آواز میں کہا۔ میں عام دین بننا چاہتا ہوں۔

خالد قسریٰ نے بڑی حیرت سے مغیرہ کو دیکھا اور پوچھا یہ اچانک عالم بننے کا خیال تمہیں کیسے آگیا؟ تم برسوں سے میرے پاس ہو یہ خیال پہلے تمہیں کیوں نہیں آیا؟

مغیرہ بن سعید بہت چالاک اور مکار آدمی تھا اس نے انتہائی مکاری سے اپنے چہرے پر مسکینی کے تاثرات کو عیاں کرتے ہوئے کہا کہ میرے آقا! علم حاصل کرنے کا شوق تو مجھے بچپن ہی سے تھا مگر میں ٹھہرا ایک غلام بھلا ایک غلام بھی علم حاصل کر سکتا ہے۔

خالد قسریٰ ایک رحم دل شخص تھا اس نے جب مغیرہ بن سعید کی گفتگو سنی تو اس نے مغیرہ سے کہا کہ تمہیں میری طرف سے علم حاصل کرنے کی مکمل اجازت ہے اور اس

سلسلے میں جو اخراجات ہوں گے وہ بھی میں ادا کروں گا تم اخراجات کی پرواہ مت کرنا مغیرہ بن سعید نے اپنی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش کو شامل کرتے ہوئے گلوگیر آواز

میں کہا: لیکن میں رہوں گا تو ایک غلام ہی نا!

احبابِ من!

خالد مغیرہ کی آزاد ہونے کی آرزو کو سمجھ چکا تھا۔

خالد نے مغیرہ سے کہا کہ کھل کر بات کرو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟

مغیرہ نے کہا: آقا اگر آپ مجھے آزاد کر دیں تو میں آپ کو دکھاؤں گا کہ آپ کا غلام کتنا

بڑا عالم دین بن گیا ہے۔

خالد قسری نے اس کی بات کو بڑے غور سے سنا اور کہا کہ ابھی تو میں کوفہ سے باہر ایک مہم پر جا رہا ہوں واپسی پر اس بات پر غور کروں گا۔

مغیرہ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور خالد کی غیر موجودگی میں خود کو اس قدر تبدیل کر لیا کہ اس کے اٹھنے بیٹھنے کے انداز، طور طریقے، گفتگو کے اطوار سب بدل گئے اب وہ ایک عالم کے روپ میں نظر آنے لگا تھا۔

کچھ مہینوں کے بعد جب خالد واپس آیا تو اس نے مغیرہ بن سعید کو ایک نئے روپ میں دیکھا اور اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ مغیرہ بن سعید تمام غلاموں کا ہیرو بن چکا ہے۔

خالد قسری نے مغیرہ سے طویل گفتگو کی خالد کو اندازہ ہوا کہ مغیرہ کے اندر بہت سی صلاحیتیں ہیں اس نے بہت جلد بہت زیادہ علمی قابلیت پیدا کر لی تھی۔ خالد بہت خوش ہوا مغیرہ سے بات کر کے۔

خالد نے مغیرہ سے کہا: جا آج میں نے تجھے بخوشی آزاد کیا آج سے تو آزاد ہے۔ مغیرہ کی خوشی کا ایک عجیب عالم تھا اس کا بس نہ چلتا تھا کہ خوشی سے ناچنا شروع کر دے اب اس نے خود کو امام کے روپ میں دیکھنا شروع کر دیا۔

مغیرہ نے کچھ سفلی علوم سیکھ لیے تھے اور شعبدے بازی میں بھی کمال حاصل کر لیا تھا۔ اس کی شعبدہ بازی کو نادانوں نے کرامت کا نام دے دیا۔

آہستہ آہستہ اس کے پاس لوگوں کا ہجوم جمع ہونے لگا اس کے پاس کچھ رقم بھی تھی جو اس نے خالد کے پاس رہتے ہوئے جمع کی تھی وہ بھی یہ رقم ناداروں میں بڑی احتیاط کے ساتھ خرچ کرتا پھر وہی غریب اور نادار لوگ اس کے معاون و مددگار بن گئے۔

اس کے ان کارندوں نے اس کے لیے بڑے بڑے کام انجام دیئے۔

نبی آخر الزماں ﷺ کے ماننے والو!

میں شرکاء کا نفرنس کو اس موقع پر بتانا چاہتا ہوں کہ ہر دور میں ان جیسے مکاروں نے ملت اسلامیہ کو شدید نقصان پہنچایا۔

مغیرہ اپنے حجرے میں بیٹھا رہتا تھا اور اس کے کارندے اس کو پورے کوفہ کی خبر لا کر دیا کرتے تھے مغیرہ نے یہ گراپنے کارندوں کو سکھا دیئے تھے۔

اب جب بھی کوئی موقع آتا تو وہ لوگوں کو ان کے بارے میں بتا دیتا لوگ جانتے تھے کہ مغیرہ اپنے حجرے سے بہت کم ہی نکلتا ہے اس لیے وہ اس کی اس خبر کو کرامت تصور کرتے۔

احبابِ من! اس مکار کی ایک اور مکارانہ داستان سنئے اور دیکھیے یہ نبوت کے جھوٹے دعوے دار اس قدر کذاب ہوتے ہیں۔

ان کے ذہن میں عیاری و مکاری کے کیسے کیسے فتنے پوشیدہ ہیں۔ علامہ مصباحی نے پر جوش انداز میں کہا

ایک مرتبہ کوفہ کے بازار میں ایک مالدار تاجر کو کسی نے لوٹ لیا اور تاجر کے دو غلاموں کو بھی لٹیروں نے قتل کر دیا۔

جب یہ واقعہ ہو رہا تھا تو مغیرہ کے تربیت یافتہ لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے جلدی جلدی واقعہ کی ساری تفصیل بڑی ہوشیاری سے مغیرہ تک پہنچادی۔
پھر مغیرہ کے ایک آدمی نے بڑی ہوشیاری سے اس تاجر کے سامنے مغیرہ کا تذکرہ کیا اور کہا کہ تمہاری پریشانی کا علاج بس مغیرہ کے پاس ہی ہے۔

وہ لٹا پٹا تاجر مغیرہ کے پاس چلا گیا۔
مغیرہ تو اسی کا منتظر تھا مغیرہ نے اپنی نام نہاد ولایت کا چولہ زیب تن کیا اور اکڑ کر بیٹھ گیا اور مصنوعی تقوے کے ساتھ بولا۔

مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہے؟
وہ تاجر حیران رہ گیا۔

تاجر نے پوچھا: آپ کو کیسے معلوم کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے؟
اب مغیرہ نے اپنے انداز کو اور پر اسرار بناتے ہوئے کہا: میری روحانی طاقت سب کچھ دیکھ رہی تھی اور ساری داستان جو اس کے کارندوں نے دی تھی تاجر کو سنا دی۔
تاجر ہکا بکا مغیرہ کی ساری باتوں کو سن رہا تھا۔

مغیرہ نے تاجر سے پوچھا: میں جو کچھ کہہ رہا ہوں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا!
تاجر کی حیرت عقیدت کا روپ دھارنے لگی مغیرہ نے ایک دو باتیں اور بتائی تو تاجر کی عقیدت بے تاب ہو گئی۔

تاجر نے کہا: اے شیخ اپنا ہاتھ تو دیکھیے تاکہ میں آپ کے ہاتھ کا بوسہ لے سکوں۔

مغیرہ تو اسی انتظار میں تھا تا جرنے ہاتھوں کو بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا اور اپنے چہرے پر پھیرا اور سینے سے لگایا۔

اس طرح کے واقعات نے مغیرہ کو مشہور کر دیا اور اس کے کارندوں نے لوگوں میں ان واقعات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا شروع کر دیا کہ مغیرہ بن سعید تو لوگوں کے دلوں کے بھید تک جانتا ہے۔

آہستہ آہستہ یہ خبر خالد قسری تک بھی جا پہنچی کے اس کے آزاد کردہ غلام مغیرہ بن سعید نے امام ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے اور عنقریب نبوت کا بھی اعلان کرنے والا ہے۔

مغیرہ بن سعید کو نبوت کا دعویٰ کرنے میں ابھی ایک پریشانی تھی وہ چاہتا تھا کہ لوگوں کو کوئی ایسا شعبدہ دکھاسکے جسے لوگ معجزہ سمجھیں اور اس کی نبوت کو تسلیم کر لیں اور جلد ہی اسے یہ موقع بھی ہاتھ آگیا۔

ہوا یہ کہ ایک روز مغیرہ ایک قبرستان سے گزر رہا تھا اس نے دیکھا کہ چند قبروں سے یہ ننھے ننھے پرندے نکل رہے ہیں اور جس تیزی سے یہ قبروں سے آتے ہیں اسی تیزی سے یہ قبروں کے اندر واپس چلے جاتے ہیں۔

مغیرہ روز قبرستان جاتا اور ایک خاص انداز سے کچھ کلمات پڑھتا جب اس نے دیکھا کہ کہ یہ پرندے اس کی آواز سے مانوس ہو چکے ہیں تو اس نے اس کام کو بطور معجزہ استعمال کرنے کی کوشش کی۔

ایک دن اس کے پاس اس کے بہت سارے عقیدت مند جمع تھے اسی لمحے ایک خاص کارندے نے اس کی ہدایت کے مطابق کہا:

امام وقت! کیا آپ کوئی معجزہ بھی دکھا سکتے ہیں؟

اس نے فوراً ہی عیاری سے کہا ارے بس اتنی سی بات میں تو قبرستان میں تو روحوں کو بھی حاضر کر سکتا ہوں۔

لیکن تمہیں کیا معلوم ہو گا کہ یہ روحوں میں کیوں کہ روحوں میں تو کسی بھی شکل میں آسکتی ہیں۔

اگلے دن تمام لوگ مغیرہ کے گھر جمع ہو گئے تاکہ قبرستان جا کر روحوں کو حاضر کرنے کا منظر دیکھ سکیں لوگوں کی بہت بڑی تعداد جمع ہو چکی تھی۔

اب مغیرہ کے ساتھ یہ عقیدت مند اور عام لوگوں کا ہجوم قبرستان کی طرف روانہ ہو گیا ابھی قبرستان آیا بھی نہیں تھا کہ مغیرہ نے لوگوں سے کہا کہ وہ آہستہ آہستہ دبے قدموں قبرستان میں داخل ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ قبرستان میں موجود روحوں پریشان ہو جائیں لوگ دبے قدموں قبرستان میں داخل ہو گئے۔

مغیرہ نے انہیں قبروں سے ذرا دور کھڑا کر دیا اور کہا: سب اپنا دھیان قبروں پر رکھیں کیونکہ روحوں سے ہی نکلیں گی اور جب روحوں نکلیں تو بالکل چپ رہیں بالکل حرکت نہ کریں۔

اب مغیرہ نے وہی الفاظ دہرانا شروع کیے جن کی وہ اس قبرستان میں پریکٹس کیا کرتا تھا اور سفلی علوم میں بھی اس کو ایک خاص دسترس حاصل ہو چکی تھی خیر پرندوں کو نکالنے کا عمل تو وہ پہلے بھی کئی بار کر چکا تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ قبروں سے عجیب و غریب پرندوں نے نکلنا شروع کر دیا ہے۔

اب یہ کوئی خاص قسم کے پرندے نہیں تھے یہ ٹڈیاں تھی لیکن لوگ ان کو روحمیں سمجھ رہے تھے اب پرندے واپس اپنی قبروں میں جا چکے تھے۔

اس کے بعد تو پورے کوفہ میں مغیرہ بن سعید کا طوطی بول رہا تھا۔ اس کے عقیدت مندوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا تھا۔

مگر علماء نے اس کی کسی بات کو تسلیم نہیں کیا اور اس کی شکایت خلیفہ ہشام بن عبد الملک سے کی کہ ہمارے درمیان ایک جھوٹا امام پیدا ہو گیا ہے اس کا سدباب کیا جائے۔

ہشام بن عبد الملک نے ایک خط کے ذریعے خالد قسری کے نام یہ پیغام روانہ کیا کہ اس فتنہ کا فوری خاتمہ کرو۔

چنانچہ مغیرہ کو طلب کیا گیا۔

آج وہی مغیرہ جو کبھی خالد کے دربار میں ایک غلام کی حیثیت سے حاضر ہوتا تھا اس کو دربار تک چھوڑنے ایک ہجوم آیا تھا۔

خالد نے مغیرہ سے پوچھا: یہ سب کیا ہے؟

اس نے کہا کہ امیر محترم میں کچھ سمجھا نہیں؟

یہ تم نے کیا امامت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ تم تو میرے آزاد کردہ غلام تھے۔

مغیرہ نے مکاری سے کہا: لوگ مجھے امام کہتے ہیں میں خود کو امام نہیں کہتا۔

خالد نے پوچھا: سنا ہے تمہاری کرامتیں بھی ہیں؟

مغیرہ نے پھر اسی مکاری سے جواب دیا: امیر محترم! میں نے لوگوں سے نہیں کہا کہ

میں تمہیں کرامت دکھاؤں اگر لوگ خود ہی کہیں تو اس میں میرا کیا قصور؟

اجاب من!

مغیرہ بن سعید نے مکاری و عیاری کے سارے جو بن دکھائے۔ خالد نے اس کو جانے دیا
پھر کچھ دنوں کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

اس کو اس جرم کی پاداش میں خالد قسریٰ نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔
قید خانے میں قید رکھنے کے کچھ دنوں کے بعد خالد نے مغیرہ سے پوچھا: کیا تم نے نبوت
کا دعویٰ کیا ہے؟

مغیرہ نے نہایت بد تمیزی کے ساتھ کہا: ہاں میں نبی ہوں۔

خالد نے ایک مرتبہ پھر اس کو جیل میں ڈال دیا۔

مغیرہ کے ساتھ اس کے کچھ ساتھی بھی جیل میں تھے ان میں سے کچھ نے توبہ کر لی
تھی مگر ابھی بھی کچھ لوگ اس کے ساتھ تھے۔

پھر خالد نے مغیرہ اور اس کے ساتھیوں کو ہاتھ پیر باندھ کر جلادوں کے حوالے کر دیا
جب جلاد اس کو کوڑے مار رہے تھے تو یہ کہہ رہا تھا اپنے ساتھیوں سے کہ ثابت قدم رہنا
یہ وقتی آزمائش ہے موت کے خوف سے ایمان ضائع نہ کر بیٹھنا اب صرف تین ساتھی
اس کے پاس باقی بچے، باقی سب ساتھ چھوڑ گئے تھے۔

قید خانے میں پہنچ کر ان تینوں نے مغیرہ بن سعید سے پوچھا

بتائیے کہ کیا آپ سچے نبی ہیں؟

اگر آپ سچے نبی ہیں تو پھر آپ کی مدد کیوں نہیں کی گئی؟

Click

مغیرہ نے انہیں اپنے جال میں پھنسائے رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا، یہ آزمائش ہے

ان تینوں نے کہا کہ اگر ہم اسی طرح بے بسی سے پٹتے رہے تو پھر بھلا آپ کی سچائی کہاں؟ اور آپ کی نبوت کہاں کی؟

ان کی یہ باتیں سن کر مغیرہ اپنے اوسان ہی کھو بیٹھا اس کو خالد کی مار سے اتنی تکلیف نہیں ہوئی تھی جتنی ان کی باتیں تکلیف دے رہی تھی۔

غرض یہ کہ یہ تینوں بھی مغیرہ کا ساتھ چھوڑ گئے۔

خالد نے مغیرہ کو توبہ کا ایک اور موقع دیا مگر یہ اپنی ضد پر قائم رہا اور توبہ سے انکار کرتا رہا بالآخر خالد قسریٰ نے اس کو داخل جہنم کر ڈالا۔

احبابِ من!

انگریزوں کی کوکھ سے جنم لینے والے اس قادیانی مذہب کے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اسی طرح جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔

نہیں نہیں بلکہ مسیح، مسیح موعود، مہدی اور نہ جانے کیا کیا دعویٰ کر ڈالے مرزا غلام احمد قادیانی سیکلوٹ کے ایک انگریز کے دفتر میں کلرک تھا۔

انگریزوں نے اسے اس فتنے کے لیے چنا پہلے پہل مرزا غلام احمد قادیانی نے سازش کے عین مطابق عیسائیوں کو مناظروں کی دعوت دی اور خوب نام کمایا پھر اس کی تقریروں

میں عشق رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ کا خوب خوب درس ہوتا۔

آہستہ آہستہ اس کے عقیدت مندوں میں اضافہ ہونے لگا۔

Click

آٹھ سے دس سال کی اس کوشش کے بعد اس نے خود کو ولی کی حیثیت سے متعارف کروایا پھر آہستہ آہستہ نبوت کی مسند پر جا بیٹھا۔

میں سلام پیش کرتا ہوں شہدائے تحریک ختم نبوت کو جنہوں نے سینوں پر گولیاں تو کھائیں۔ جانوں کے نذرانے پیش کیے اور بالآخر پاکستان کے غیور مسلمان قادیانیوں کو کافر قرار دلانے میں کامیاب ہو گئے۔ ضرورت اب اس بات کی ہے کہ اس فتنے سے اپنی نئی نسل کو بھی آگاہ کیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مکار اور عیار ہمارے نوجوانوں اور بچوں کا ایمان لے اڑیں اور ہمارے نوجوانوں اور بچوں کی آخرت برباد ہو جائے اپنی نسل نو کو ان بہرہ و پیوں اور مکار قادیانیوں سے بچانے کا عزم آج ہم سب نے یہاں کرنا ہے۔

علامہ مصباحی صاحب کی تقریر نے پورے ہال میں ایک سحر قائم کر رکھا تھا اور لوگ اس طرح خاموشی سے ان کی تقریر سن رہے تھے کہ اگر سوئی بھی گرتی تو آواز پیدا ہوتی۔ اس کے بعد صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا دعائے خیر کے بعد سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ

آپ کہ بچے کو معلوم ہو؟

شرآن کریم کا پیغام انبیاء کرام کی حب و چہرہ

انوار عالم کے سرور و زوال کے اسباب

فتاوت راشدہ کا سنہری سہرا نبی کریم ﷺ کی سیرت

اسلام کی تاریخ ائمہ اسلام کی زندگی کے حالات و واقعات

اولیاء اللہ کی اللہ سے محبت کے واقعات

اسلام قبول کرنے والے نو مسلموں کی داستان

تو آج ہی سنہری کتابوں کا سیٹ خرید کر اپنے بچوں، بھانجوں، بھتیجیوں کو تحفے میں دیجیے کیونکہ

کتاب بہترین دوست ہے

Click

کیا آپ چاہتے ہیں؟

آپ کا بچہ مستقبل کا دانشور ہو

آپ کا لڑکا نیکو انسان آنے والے دور کا محسوس ہو

آپ کا بچہ نیک اور صالح لڑکا بن جائے

آپ کا لڑکا نیکو اور جگر مستقبل کا مفکر ہو

آپ کا بچہ کروڑوں پیرت کا نمونہ ہو

جو آج ہی اپنے بچے میں مطالعہ کی عادت

اپنے بچوں کو سا لگ رہے، امتحانات میں کامیابی اور دیگر مواقع پر کتب خانے میں دیکھیے کیونکہ

کتاب بابی بشرین رفیق ہے

Click



آپ کا بچہ مستقبل کا دانشور ہو آپ کا نونہال آنے والے دور کا معمار ہو
آپ کا بچہ نیک اور صالح نوجوان ہو آپ کا لخت جگر مستقبل کا مفکر ہو

آپ کا بچہ کردار و سیرت کا نمونہ ہو

تو آج ہی سے اپنے بچہ میں مطالعہ کی عادت ڈال لیے اپنے بچوں کو سالگرہ، امتحانات
میں کامیابی اور دیگر مواقع پر کتب تحفے میں دیجیے کیونکہ کتاب ہی بہترین رفیق ہے

Open A Book Open The World



اسلامک ڈسٹری بیوٹرز سوسائٹی کراچی
0332-2463260, 0313-2798801
ismail.budauni@gmail.com

Click